اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O (سورۂ فاتحہ)

ترجمہ: (یا اللہ) ہم کو سیدھا راستہ چلا

اَصلی کون؟

اور

سندھ کے دو مسلک

تحقیق

پیر طریقت، زینت اہل سنت روحانی اسکالر علامہ

مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدری چوک حیدرآباد سندھ 0313-8064000

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ (سورہ فاتحہ)

ترجمہ: (یا اللہ) ہم کو سیدھا راستہ چلا

اصلی کون؟

اور

سندھ کے دو مسلک

تحقیق

پیر طریقت، زینت اہل سنت روحانی اسکالر علامہ

مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدر آباد، سندھ

0313-8064000

سلسلہ اشاعت نمبر 10-9

☆نام کتاب : اصلی کون۔ سندھ کے دو مسلک

☆نام مؤلف : صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

☆کمپوزنگ : محمد ریاض

☆پروف ریڈنگ : فقیر محمد کاشف قاسمی سرسید ٹاؤن نارتھ کراچی

☆ناشر : ادارہ زین الاسلام حیدرآباد

☆طباعت : الزینب پرنٹنگ پریس کھوکھر محلہ حیدرآباد

☆اشاعت اوّل : ایک ہزار فروری 2015ء

☆ہدیہ : 200روپے

ملنے کا پتہ......

مکتبہ نبویہ، لاہور،

مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر اردو بازار، کراچی

جامع مسجد سادات ریشم گلی لاڑکانہ

مکتبہ یاخی عطار فیضان مدینہ حیدرآبا0336-3808472

مکتبہ فیضان رضا فیضان مدینہ حیدرآبا0322-3142065

مکتبہ نگاہ مرشد فیضان مدینہ حیدرآبا0346-4247714

مکتبہ سخی سلطان چھوٹکی گھٹی حیدرآبا0321-3025510

مکتبہ گلزار بدیع چھوٹکی گھٹی حیدرآبا0345-8690362

سہروردی فارما، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

بھٹائی بک ہاؤس، گاڑی کھاتہ حیدرآباد

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ،، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
نعت شریف ----------------	۱
نعتیہ اشعار ----------------	۳
تقریظ حقانی ----------------	۵
ابتدائیہ ----------------	۸
اصلی وجعلی کا فرق ----------------	۱۰
ابن عبدالوہاب نجدی کے رد میں اسلام کی کتب ---	۱۴
تحریک بالاکوٹ ----------------	۳۳
جنس باہم جنس پرواز ----------------	۴۲
مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان ---	۴۵
اسماعیلی نظریات اور اس کا رد ----------	۵۱
علامہ شیخ فضلِ رسول بدایوانی اور مولوی اسماعیل	۵۷
شیخ ولی اللہ دہلوی اور رد وہابیت ----------	۵۹
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولوی اسماعیل --	۶۰
صوفی عبدالرحمٰن سندھی اور مولوی اسماعیل ------	۶۱
شیخ احمد سعید مجددی اور مولوی اسماعیل --------	۶۱
علامہ فضلِ حق خیر آبادی اور مولوی اسماعیل --------	۶۴
مفتی محمد غوث ہزاروی اور مولوی اسمعیل ----------	۶۴
علماء اہل سنت کی مولوی اسماعیل کے رد میں لکھی گئی کتب --	۶۵
تحریک آزادی ہند 1857ء ----------	۶۹
حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور رد دیوبندیت ------	۷۵
مولوی قاسم نانوتوی اور تحذیرالناس ----------	۷۸
تحذیرالناس کیوں لکھی گئی؟ ----------	۸۳

تحذیر الناس کی تردید میں مزید کتب کا تعارف ------- ۸۴
علامہ عبدالسمیع بیدل انصاری اور ردِ دیوبندیت ---- ۸۴
علامہ غلام دستگیر قصوری اور ردِ دیوبندیت ------- ۸۷
شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی ثم مکی اور ردِ دیوبندیت --- ۹۶
مفتی ارشاد حسین رامپوری اور ردِ اہل حدیث ------ ۹۸
علامہ وصی احمد محدث سورتی اور ردِ اہل حدیث ----- ۱۰۲
علامہ عبدالباری فرنگی محل اور رد دیوبندیت --- ۱۰۵
پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور رد دیوبندیت ----- ۱۰۶
امام احمد رضا بریلوی اور رد دیوبندیت ------- ۱۰۸
اکابر علمائے ہندو پاک اور رد دیوبندیت ----- ۱۱۷
علمائے سندھ اور رد دیوبندیت -------- ۱۱۸
ایک محتاط شمار -------- ۱۲۳

سندھ کے دو مسلک

مکتوب گرامی -------- ۱۲۶
تقدیم ------------- ۱۲۸
حرف آغاز ------------- ۱۳۵
سندھ کے دو مسلک --------- ۱۳۸
امروٹی اور وہابیت کی نشو نما -------- ۱۴۰
عبیداللہ سندھی اپنے آئینے میں -------- ۱۴۴
ھمایونی مسلک کے علماء اور امروٹی مسلک کے علماء ---- ۱۴۷
ہندوستان میں وھابیت کی ابتداء ------- ۱۵۰
اہل سنت اور وہابیت ------- ۱۵۳
عبیداللہ سندھی کا خط ڈاکٹر کے نام ------ ۱۶۳
بعض اہم تاثرات -------- ۱۶۶

اپنی بات

قارئین کرام! اصلی کون؟ کافی عرصے پہلے کراچی کے مخلص احباب کے تعاون سے
کمپوز ہوئی ادارہ کے اشاعتی پروگرام میں شامل تھی لیکن ناگزیر وجوہات کی بناء پر تاخیر
پہ تاخیر ہوتی گئی۔
الحمد اللہ! اصلی کون؟ چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسی طرح مقبولیت کو چھونے
والی کتاب ''سندھ کے دو مسلک'' کا تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اس
کے ساتھ اہل علم ودانش کے چند تاثرات بھی شامل اشاعت کئے گئے ہیں جس سے اس
کی پذیرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
آج سے بیس سال قبل انجمن پیغام رضا نے سندھ کے دو مسلک دو ایڈیشن 4-4 ہزار کی
تعداد میں شائع کر کے ملک بھر میں مفت تقسیم کر دیے تھے۔
یہ دونوں کتابیں ہمارے پیرو مرشد، مرشد حقانی، گنجینہ تحقیق، صاحب علم و معرفت
حضرت مولانا پیر سیّد محمد زین العابدین شاہ راشدی دامت برکاتہم العالیہ (مرکزی امیر
جماعت اہل سنّت زین الفقراء انٹرنیشنل) کا تحقیقی شاہکار ہیں۔
خود پڑھیں، دوسروں کو گفٹ کریں، حق کی دعوت دیں، نیکی کو پھیلائیں اور ادارہ زین
الاسلام کی استقامت کے لئے دعا کریں اور ہمارے ساتھ اپنے تعاون کو یقینی بنائیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب پر راضی ہو اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت و معرفت سے سرفراز فرمائے
اور مسلک حقہ اہل سنت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

5-2-2015 فقیر محمد انصار قادری

چشم کرم ہو آنکھ میں آ جائے روشنی

ٹھا کر داس ''اثیم'' دھلی کے مشہور ہندو شاعر تھے ۔ان کی بصارت جاتی رہی انہوں نے اپنے پڑوسی مسلمان کو جو سفر حج پر جا رہے تھے۔ ایک نعت لکھ دی اور درخواست کی کہ اسے میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنے کے بعد روضہ شریف کے سامنے پڑھ دینا ۔چنانچہ یہ نعت شریف جب مواجھ شریف کے سامنے پڑھی گئی تو ٹھیک اسی وقت دہلی میں ہندو شاعر اثیم کی بینائی لوٹ آئی ۔ یہ واقعہ سعید احمد ایم اے ایڈیٹر برہان دہلی نے اپنے نوٹ کے ساتھ شائع کیا۔(ماہنامہ انور الفرید ساہیوال)

نعت شریف

پھیکا ہے نُور خور رخ انور کے سامنے
ہے ہیچ مشکِ زلف معنبر کے سامنے
خجلت سے آب آب ہیں نسرین و یاسمین
کیا منہ دکھائیں جا کے گلِ ترِ کے سامنے
ہے زنگ معصیت سے سیاہ دل کا آئینہ
کیا اس کو لے کے جاؤں سکندر کے سامنے
قسمت کا لکھا مٹ نہیں سکتا کسی طرح
تدبیر کیا کرے گی مقدر کے سامنے
چشمِ کرم ہو آنکھ میں آجائے روشنی
کہنا صبا یہ جا کہ پیمبرﷺ کے سامنے
شیشہ نہ ہو، نہ سنگ ہو، چشمہ ہو نور کا
اس کو لگا کے جاؤں میں سرور کے سامنے
جس در سے آج تک کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ
دستِ طلب دراز ہے اُس در کے سامنے
رضوان تجھے جو ناز ہے جنت پہ اس قدر
کیا چیز ہے وہ روضہِ اطہر کے سامنے
سر پہ ہو اُن کا دستِ شفاعت "اثیم" کے
جس دم کھڑا ہو داور محشر کے سامنے

(۱) خور: آفتاب

نعتیہ اشعار

اچھا ہوں یا برا ہوں، غرض جو کچھ بھی ہوں، سو ہوں
پر ہوں تمہارا ، تم مرے مختار یا رسول
جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہو گے پیشِ حق
اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حالِ زار کی
اب جائے کہاں ، بتاؤ، یہ لاچار یا رسول
دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول
کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیاں و جرم سے
تم سا شفیع ہو، جس کا مددگار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا ، ''امداد'' کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ، درکار یا رسول

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: گلزار معرفت (طبع قدیم) صفحہ ۶ بحوالہ نورونا (مطبوعہ حیدرآباد)

انتساب

فقیر یہ رسالہ اصلی کون؟ اپنے مرشد مربی، فقیہ اعظم پاکستان، بحر العلوم والفیوض، استاد الاساتذہ، امام اہل محبت، مخدوم ملت، عارف باللہ عاشق خیرالوریٰ، شیخ المشائخ، غوث الزمان، تاج العارفین، قاسم ولایت حضرت علامہ الحاج مفتی خواجہ محمد قاسم المشوری سرکار دائم الحضوری المعروف ''سائیں بادشاہ'' قدس سرہ الاقدس (بانی درگاہ معلی قادریہ قاسمیہ حضرت مشوری شریف، لاڑکانہ، سندھ)
کی درگاہ بیکس پناہ میں بصد عقیدت و احترام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

گر قبول اُفتدز ہے عزّ و شرف

جن کی نظرِ کرم علمی سفر میں شامل حال رہی ہے۔

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

طالبِ نگاہِ کرم:

زین العابدین راشدی کراچی

تقریظ حقانی

خطیب ملت ترجمان اہل سنت حضرت علامہ مولانا عزیز اللہ صاحب حقانی قاسمی

امام و خطیب: جامع مسجد یونس نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت پیر طریقت زینت اہل سنت محقق ملت محترم قبلہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی مدظلہ العالی کی تازہ تالیف لطیف ''اصلی کون؟'' کا مطالعہ کیا۔ آپ کی تحقیق انیق کو ماشاء اللہ تعالیٰ خوب سے خوب تر پایا۔ سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔ بیسیوں مستند و معتبر کتابوں سے مواد لے کر کڑی سے کڑی کو ملا کر مختصر رسالہ میں سمو دیا یہ آپ کے وسعتِ مطالعہ اور فکر دانش کا کمال ہے۔ آپ نے اس تاریخی و تحقیقی مقالہ میں اصلی و جعلی اور حقیقی و نقلی کے فرق سمجھنے کی دعوت دی ہے۔ اگر خلوص دل و نیت کی سچائی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجے پر آسانی سے پہنچ جائیں گے کہ ''اصلی کون؟''

آج بہت سارے فرقے اور فتنے نمودار ہو چکے ہیں اور ہر ایک کو دعویٰ ہے کہ وہ حق پر ہیں لیکن اصلی کی پہچان اس سے قبل نہایت مشکل تھی کیونکہ ملاوٹ کا زمانہ ہے ہر چیز میں ملاوٹ ہے یہاں تک مذہب میں بھی ملاوٹ ہو رہی ہے۔ جھوٹے جعلی بھی اصلی اور سچے ہونے پر تلے ہوئے ہیں۔ دین سے دور لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے بہت سارے فرقے موجود ہیں ہم کس میں شامل ہوں، کون اصلی ہیں؟ ۷۳ فرقوں میں حق پر کون؟

ایسے بھٹکے ہوئے حضرات اس کتاب کا سچائی سے مطالعہ فرمائیں انشاءاللہ ان پر حق واضح ہوجائے گا کہ اصلی کون ہیں۔ متلاشیانِ حق کے لیے یہ مقالہ سنگ میل ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے ہزاروں اعتراضات کا ایک ہی جواب دیا اور وہ بھی ایسا مکمل و جامع ہے کہ ہزاروں پر بھاری ہے کہ ''انگریز کی آمد کے بعد جتنے بھی فرقوں نے ہندوستان میں جنم لیا وہ سارے حرف غلط کی طرح غلط ہیں۔''

باقی رہے دو

ا۔ اہل سنت و جماعت

۲۔ شیعہ

اس کا بھی نہایت مدلل جواب مرحمت فرمایا ہے کہ '' شیعہ ذاکر مغل حکومت (جہانگیر) کے عہد میں ایران سے درآمد ہوئے'' (سندھ میں اہل سنت اور اہل شیعیت ایک جائزہ صفحہ ۸۵) اس طرح وہ بھی جعلی ثابت ہوئے۔ ۱۴۰۰ سو برس سے ہندوستان پر اہل سنت و جماعت کا سکہ جاری رہا۔ صوفیائے کرام کی روحانی حکومت کا راج رہا ہے۔ قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی سلسلہ کے مشائخِ طریقت کی خانقاہی نظام و تبلیغی مساعی جمیلہ سے کفرستان ہند، اسلام کا قلعہ بنا۔ انہی کے نام لیوا ''اہل سنت و جماعت'' کہلاتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا غوث اعظم دستگیر پکارنے والے ہی اصل سے ہیں اس لئے اصلی ہیں، حق پر ہیں اس لئے حقیقی ہیں، سنت رسول سے پیار ہے اسی لئے سنی ہیں حنفی مذہب پر ہیں اسی لئے حنفی ہیں۔

حضرت قبلہ راشدی صاحب کی تصنیف و تالیف مضبوط دلائل اور روشن حقائق سے مزین ہیں جو کہ نہ ہم جیسوں کی تقریظ کی محتاج ہیں اور نہ ترمیم کی، یہ توجناب کا علوظرف ہے کہ اس کمال پر بھی ہم جیسوں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش و کاوش کو قبول فرمائے اور متلاشیانِ حق کے لیے مینارۂ نور بنائے۔ آمین

قاری عزیز اللہ حقانی عفی عنہ
نارتھ کراچی
۹/مارچ ۲۰۰۳ء

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس مختصر رسالہ میں اللہ کریم کے فضل و کرم سے اور حضور سید عالم نور مجسم ھادی عالم شفیع اعظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عنایت و عطا سے ''اصلی و جعلی کا فرق'' واضح کیا ہے۔

دلائل سے بتایا گیا ہے کہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ اہل سنت و جماعت کے نامور عالم باعمل و صوفی باصفا تھے انہوں نے کسی نئے فرقے کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ انہیں بدنام کرنے کے لئے یہ کہا جاتا ہے بدنام کرنے والے وہ ہیں جن کے اکابر کو انگریز نے خرید کر نئے مذہب کی بنیاد رکھی اور دلائل و برھان سے یہ بات واضح کر دی ہے۔

امام اہل سنت علامہ احمد رضا خاں بریلوی اکابر علماء اہل سنت ہند کے صحیح جانشین اور ان کے علوم و معارف کے صحیح وارث تھے ان کی تصانیف جلیلہ اور اکابر علماء مشائخ کی تصانیف کی طرح عقیدۂ حق و نظریہ صحیحہ کو واضح کر رہی ہیں۔

ان کا مسلک انگریز کے قبضہ سے پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی اپنے عروج و شان سے قائم رہا علماء اہل سنت نے صرف علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ جاری نہیں کیا، بلکہ اس سے قبل ان کے آقا و مولیٰ انگریز پر بھی ۱۸۵۷ء میں جہاد کا فتویٰ جاری کر چکے تھے، انگریز نے جن علماء کو سزائیں سنائیں کالے پانی بھیجا وہ سارے اہل سنت و جماعت سے وابستہ رہے، اہل سنت ہی انگریز کے عتاب کا شکار ہوئے، وہابی علماء کو خراش بھی نہیں آئی اس لئے کہ وہ ان کے تھے۔

معلوم ہوا امام احمد رضا اصلی ہیں دیوبندی علماء جعلی ہیں اور انگریز کی پیداوار ہیں۔

یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ علمائے دیوبند کی رد تردید اور ان کی گستاخانہ عبارات پر صرف امام احمد رضا نے گرفت نہیں کی بلکہ بے شمار اکابر علماء اہل سنت نے ان کے خلاف تقاریر و تصانیف کے ذریعہ ان کا ناطقہ بند کیا۔ جزاھم اللہ تعالے احسن الجزا

اللہ تعالی ہمیشہ اپنے سچوں کے ساتھ رکھے ان کی صحبت و قرب حاصل ہو اور جعلیوں کی ہر جعل سازی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی
راشدی ہاؤس کراچی

اصلی وجعلی کافرق

اہل سنّت و جماعت، سنّت والی جماعت ، سنّت کن کی ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ سب سے پہلے سنی ، جماعت صحابہ و اہل بیت تھے۔ اہل سنت و جماعت سلف الصالحین کے اصل وارث اور جماعت صحابہ کے پیرو کار ہیں۔ ان کے عقائد و معمولات صحابہ و سلف الصالحین سے ثابت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کو "بریلوی فرقہ" سے تعبیر کرنا یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ جدید فرقہ ہے۔ اس طرح جماعت حقہ کو بدنام کرنے کی سعی ناتمام کی جارہی ہے۔

اہل سنت و جماعت آج کی نہیں ہے یہ اصل سے ہے۔ یہ کسی مولوی کی مرہونِ منّت نہیں۔ اسکی بنیاد خود رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے رکھی تھی، اس لئے یہ جماعت شانِ رسالت، عظمت مصطفٰے کا زیادہ پرچار کرتی ہے۔ اہل سنت و جماعت اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو ماننے والے ہیں۔ جس کی بھی اللہ و رسول سے نسبت ہے ان کا انکارنہیں کرتے۔

اہل سنت و جماعت اللہ عزوجل کی وحدانیت توحید کو ماننے والے، نبی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، نورانیت، عظمت و ختم نبوت کو ماننے والے، خلفائے راشدین ، صحابہ کرام کی صداقت کو ماننے والے ، محمد مصطفٰے کی گیارہ بیبیوں کو ماننے والے ، چار صاحبزادیوں کو ماننے والے، آپ کے والدین کریمین کو سچا مومن مسلمان و ولی اللہ ماننے والے ، آپ کے اہل بیت، کو ماننے والے آپ کی اولاد امام حسن و امام حسین سے جاری ہوئی ان سب کو ماننے والے بلکہ آل رسول کی راہوں میں آنکھیں بچھانے والے اور سروں کا تاج ماننے والے ، غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی کی ولایت میں سیادت و قیادت کو ماننے والے ء تمام اولیاء اللہ کی ولایت کو ماننے والے اور

تمام علمائے حق کی حقانیت کو ماننے والے ہیں۔ فالحمد للہ!
یہ جماعت اہل نجات اور اہل جنت ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وھابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

جنت، اہل سنت و جماعت کی میراث ہے۔

یہ جماعت پوری دنیا میں اولیاء اللہ صوفیائے کرام اور علمائے حق کے زیر سایہ میں پروان چڑھ رہی ہے۔

جب انگریز نے ھند و پاک پر اپنے ناپاک و پلید قدم رکھے تو سب سے پہلے اور آخر تک ان کے خلاف اٹھنے والی آواز علمائے اہل سنت و جماعت کی آواز تھی اور پھر آگے جا کر ان کے خلاف تنظیم سازی کی پھر تحریک چلائی آخر اسی جماعت کے سرکردہ علماء نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف ''فتویٰ جہاد'' جاری کر کے عملی جہاد کیا۔

اس کے بعد یہ جماعت انگریز ظالم و مکار کو آنکھ میں تنکے کی طرح کھٹکتی رہی۔ دوسری طرف دیوبند وھابیوں کے سرکردہ لیڈر انگریز کی سرپرستی میں پروان چڑھ رہے تھے۔ جس کی تفصیل دوسرے مقالات ''تحریک بالاکوٹ تاریخ کی نظر میں'' اور ''برصغیر کی مذہبی تحریکیں'' میں پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب سے پہلے انگریز نے حجازِ مقدس میں، حرمین شریفین میں، محمد بن عبدالوھاب نجدی خارجی کو ''ہمفرے انگریز جاسوس'' کے ذریعہ خریدا پھر اس کے ہاتھوں ''فرقہ وھابی'' کی بنیاد رکھی تفصیل کیلئے دیکھئے ''ہمفرے کی ڈائری'' مطبوعہ انگریزی عربی اردو۔

نجدی نے مزارات مقدسہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا اور اسلام کی تعلیمات کے خلاف کتاب التوحید و ردالاشراک وغیرہ رسائل لکھ کر مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم کو پارہ پارہ کیا مسلمانوں میں ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ کر فرقہ بازی کا آغاز کیا۔

اسی طرح برصغیر (پاک و ہند) میں اولیاء اللہ کی جماعت حقہ اہلسنت جو کہ انگریز کی آنکھ میں کھٹک رہی تھی اور کسی طرح زیر نہیں ہو رہی تھی، نہ بک رہی تھی، نہ جھک رہی تھی، اپنے فیصلہ اور نظریہ میں اٹل تھی ان کی قوت فیصلہ طاقت ایمانی کے سامنے وہ پہلے دن سے مغلوب و مجبور تھے۔

لیکن انہیں ''مذہبی گروپ'' کی حمایت کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی اس لئے چند مولویوں کو خریدا ان کا مذہب چینج کیا اور غلام نجدی بنایا اور ''مدرسہ دیوبند'' کو اپنی سرپرستی و امداد سے پروان چڑھایا تاکہ مسلمانوں کی ملی یکجہتی اتحاد و قوت کو پارہ پارہ کیا جائے تاکہ ان کی قوت و طاقت ایک دوسرے پر صرف ہو اور وہ آسانی سے حکومت کر سکے اوراس سازش میں وہ کامیاب ہو گئے، کیونکہ زرخرید غلام ہر دور میں ہر موڑ پر ملتے رہے ہیں۔

وہ جسے وھابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

ان وہابیوں دیوبندیوں و غیر مقلدوں نے نہ صرف ''نیا فرقہ'' قائم کیا بلکہ اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری اور نمک حلالی ثابت کرنے کے لیے اللہ رب العزت عزوجل اور مقصود کائنات محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں و بے ادبیاں نہ صرف لسانی بلکہ تحریری طور پر بھی کرنے لگے۔

اہل سنت و جماعت کے علمائے حق نے نہ صرف انگریز کافر سے جہاد کیا بلکہ ان کے زرخرید منافقین کا بھی جوانمردی اور قوت ایمانی سے قلمی و لسانی جہاد کر کے اللہ کے آگے سرخرو ہوئے۔

ہندوستان (ہند و پاک وبنگال) میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے پوتے مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی ابن شاہ عبدالغنی نے انگریز کی خوشنودی میں ابن عبدالوہاب نجدی کے نظریات گستاخانہ وعقائد باطلہ کو آنکھوں پر رکھ کر قبول کیا اور ایک حلقہ قائم کیا ان کے مرشد

سید احمد رائے بریلوی (ان پڑھ) بھی ان کے حامی و حمایتی ہوئے۔

مولوی اسمٰعیل کا سب سے پہلے ان کے خاندان کے افراد تایا چچا، چچازاد بھائی اور ان کے مریدین و شاگردوں نے قلمی و لسانی جہاد کیا اور امام احمد رضا کا نمبر بہت آخر میں آرہا ہے کیونکہ وہ اسماعیل کے دور کے نہیں ہیں۔

مولوی اسماعیل نے ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید اور ردالاشراک رسائل انکی نظر سے گزرے اور بہت متاثر ہوکر انہی کی طرز پر اردو میں کام کیا اور ''تقویۃ الایمان'' رسالہ تحریر کیا۔ اس کے بعد صراط مستقیم اور یک روزی کتابیں لکھیں۔

آگے جا کر مدرسہ دیوبند کے قابض مہتمم مولوی قاسم نانوتوی اور دیگر مولویوں نے ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کے ہندی پیروکار مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ''اسماعیلی نظریہ'' کو قبول کیا اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان کو حرز جان بنالیا۔

مولوی دین محمد وفائی آف کراچی نے مولوی تاج محمود امروٹی کے ایماً پر تقویۃ الایمان کا سندھی ترجمہ کرکے شائع کیا اور مولوی ابوالحسن علی ندوی وہابی (انڈیا) نے تقویۃ الایمان کا اپنے قلم سے عربی ترجمہ کرکے اسے شائع کیا۔

مولوی قاسم نانوتوی نے ''تقویۃ الایمان'' سے متاثر ہوکر ''تحذیرالناس'' کتابچہ لکھ کر شائع کیا جس میں حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کا صاف صاف انکار کردیا۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

اب فرمایئے! اصلی کون؟ جعلی کون؟ آیئے ذرا منصف ہوکر مطالعہ کریں قدیم کون؟ جدید کون؟ سنّی کون؟ بدعتی کون؟

روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا کسی وضاحت کی مزید ضرورت نہیں لیکن پھر بھی چند دلائل وحقائق سامنے لارہے ہیں تاکہ تنزلی کے شکار کے لئے تسلی کا سامان مہیا ہوسکے۔ واللہ الھادی

ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابیت

قاضی شوکانی یمنی نے وہابیوں کی مخصوص ذہنیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

وہابیوں کا خیال ہے کہ جو مسلمان فرمانروائے نجد کے زیر تصرف اور اس کا تابع فرمان نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے (البدر الطالع جلد دوم ص ۵)

زن، زر، زمین کے مشہور روزگار فارمولے پر وہابیت وسعودیت کا جو تاریخی معاہدہ ہوا ہے اس کے بارے میں نواب صدیق حسن لکھتے ہیں:

جب شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے "وہابی مشن" ظاہر کیا اور قرامطہ (ایک شیعہ فرقہ) اس سے دور ہو گئے تو اس نے (محمد) ابن سعود کے دامن میں پناہ لی۔ ابن سعود نے ابن عبدالوہاب کے اس مشن کی تصدیق کی اور اس کی تائید و حمایت پر کمربستہ ہوگیا۔ محمد ابن سعود کو ابن عبدالوہاب نے یہ طمع و فریب دیا کہ وہ اسے بلاد نجد کا حکمران بنادے گا۔ یہ واقعہ ۱۷۶۰ء کا ہے اور محمد ابن سعود کی شادی ابن عبدالوہاب کی لڑکی سے ہوئی۔

التاج المکلل ص ۳۰۰ مطبوعہ بمبئی

ابن عبدالوہاب نجدی کی ان حرکتوں سے خود اس کے اساتذہ کرام اور اہل خاندان بھی نالاں اور پریشان تھے اور صاف صاف اس سے کہہ دیتے تھے کہ تمہارے اندر بدعت و گمراہی کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔

حرمین شریفین کے قاضی القضاۃ و امام مسجد الحرام حضرت شیخ احمد زینی حلان شافعی مکی (متوفی محرم الحرام ۱۳۰۴ھ) اپنی کتاب "الدرالسنیہ" میں تحریر

فرماتے ہیں:

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اصل بنی تمیم سے ہے۔ ابتداً وہ مدینہ منورہ میں طالب علم تھا اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں اس کی برابر آمد و رفت تھی۔ بہت سے علماء مدینہ مثلاً شیخ محمد بن سلیمان الکردی الشافعی و شیخ محمد حیات السندھی الحنفی وغیرھما سے اس نے تحصیل علم کیا۔ یہ دونوں حضرات شیخ نجدی کے اندر بددینی و گمراہی کی بو محسوس کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ جلد ہی گمراہ ہوگا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دوسرے بدنصیبوں کو بھی گمراہ کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کی فراست صحیح نکلی۔

(الدرالسنیہ فی الردعلی الوھابیہ ص ۵۳)

نجدی کے والد شیخ عبدالوہاب علماء صالحین میں سے تھے وہ بھی اس کے اندر بددینی و گمراہی کی بو محسوس کرکے اسے برا بھلا کہتے تھے اور لوگوں کو اس سے ڈراتے اور دور رکھتے تھے۔

اسی طرح اس کے بھائی حضرت شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی بھی اسکی بدعتوں گمراہیوں اور بدعقیدگیوں کا شدت سے رد کرتے تھے اور اس کی تردید میں ایک پوری کتاب ''الصواعق الالھیۃ فی الرد علی الوھابیۃ'' لکھی۔ یہ کتاب ۱۱۶۷ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں اس کی پہلی مرتبہ اشاعت ہوئی۔ کئی ممالک سے اور کئی بار چھپ کر شائع ہوئی عرصہ پہلے استنبول (ترکی) سے ایک دیدہ زیب صورت میں پرنٹ ہوا۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے یہ بدعت نکالی ہے کہ

۱۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرے وہ کافر ہے۔

۲۔ جب اس نے لوگوں کو زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کردیا تو کچھ لوگ ''احسا'' سے نکلے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی مزار شریف) کی زیارت

کی۔ یہ خبر اس کو (نجدی کو) پہنچ گئی جب وہ لوگ واپسی میں "درعیہ" سے ہو کر گزرے تو اس نے (نجدی نے) ان لوگوں کی داڑھی مونڈنے کا حکم دیا پھر ان کو درعیہ سے احسا تک الٹا سوار کر کے بھیجا۔

۳۔ نجدی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے منع کرتا اور اس کے سننے سے ناراض ہوتا تھا۔

۴۔ شب جمعہ میں مناروں پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کو منع کرتا تھا (حالانکہ عرصہ دراز سے یہ عمل عربستان حرمین شریفین میں جاری تھا)۔ جو ایسا کرتا اسے سخت سزا دیتا۔ یہاں تک کہ ایک نابینا شخص جو مؤذن صالح اور خوش آواز تھا اس کو بعد اذان منارہ میں درود شریف پڑھنے سے منع کیا اور اس نے نہ مانا اور درود شریف پڑھا تو اسکے قتل کا حکم دے دیا۔

۵۔ نجدی نے کہا زانیہ کے گھر میں رباب (چنگ) کا گناہ منارہ میں درود شریف پڑھنے سے بہت کم ہے۔

۶۔ دلائل الخیرات شریف وغیرہ جو درود شریف کی کتابیں ہیں ان سب کو جلا دیا۔

۷۔ اپنے پیروکاروں کو کتب فقہ، تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔

۸۔ وہ اور اسکے پیروکار قرآن مجید کا تفسیر اپنی رائے سے کرتے تھے۔

۹۔ شریعت تو ایک ہے ان لوگوں نے چار مذاہب کیسے بنا لیے ہیں۔

۱۰۔ ہر وہ بات غلط ہے جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔

۱۱۔ اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرتا تھا۔

۱۲۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک طارش (ایلچی) پیغام پہنچانے والے ہیں اور بس۔

۱۳۔ ہمارا عصا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہے (خاکش بدھاں نعوذ باللہ تعالیٰ من امثال ھذہ الاقوال) اس واسطے کہ اس سے سانپ وغیرہ مارے جاسکتے ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مر چکے ہیں ان سے کچھ نفع نہیں وہ تو طارش تھے سو گزر چکے۔

۱۴۔آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں اور جو مشرک کو قتل کرے گا اسکے لیے جنت ہے۔

۱۵۔محمد بن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا پیروکار اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے۔

۱۶۔جب کسی انسان کو قتل کرتے تو اس کا مال چھین کر اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) امیر محمد بن سعود کو بھیجتے تھے باقی آپس میں تقسیم کرتے تھے۔

۱۷۔جب ۱۲۱۷ھ میں طائف کے مالک ہوگئے تو بڑے چھوٹے اور محکوم و حاکم سب کو قتل کر ڈالا۔

۱۸۔بچے کو ماں کے سینے پر ذبح کرتے تھے۔

۱۹۔مال لوٹ لیے۔

۲۰۔عورتوں کو قید کر لیا۔

۲۱۔جب کوئی مسلمان ان کے دین کا اتباع کرنا چاہتا تو اول کلمہ پڑھنے کا حکم دیتے پھر کہتے تھے اپنے نفس پر گواہ ہو جا کہ تو کافر تھا اور اپنے والدین اور فلاں فلاں اکابر علماء پر گواہ ہو جا کہ وہ کافر مرے اگر وہ اس کی گواہی دیتا تھا تو اسے قبول کر لیتے ورنہ قتل کا حکم دے دیتے تھے۔

۲۲۔ان کی اتباع کرنے والوں میں باہر والوں کو مہاجرین اور اہل شہر کو انصار کہتا تھا۔

۲۳۔اس نے ''تکفیر مسلمین'' میں ان آیات سے استدلال لیا جو کہ مشرکین کے بارہ میں نازل ہوئی تھیں۔

۲۴۔بہت سارے علماء و صالحین اور عوام مسلمین کو اس بناء پر قتل کر دیا کہ انہوں نے اسکی بدعت میں موافقت نہیں کی۔

۲۵۔زکواۃ اپنی خواہش کے مطابق تقسیم کرتا تھا۔

۲۶۔نماز کے بعد دعا سے منع کرتا اسے بدعت بتاتا تھا۔

۲۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو صنم اکبر (سب سے

بڑابت) کہتا تھا (معاذ اللہ)۔

۲۸۔بڑی ڈھٹائی سے اعلان کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ گرادینے کے لائق ہے۔ (الدررالسنیہ)

نامور مورخ صلاح الدین محمود رقمطراز ہیں:

"اب اہل نجد اور اہل حجاز دونوں جزیرہ نمائے عرب کی بادشاہیت کے خواہاں تھے اور دونوں کو انگریز کی حمایت حاصل تھی۔ اس سیاسی خلا کو سعودیوں نے پر کیا اور ۱۹۲۴ء میں مکے پر اور ۱۹۲۵ء میں مدینے اور جدے پر قبضہ جمانے کے بعد اس نجدی قبیلے کے سردار نے ۱۹۲۶ء میں نجد وحجاز کی بادشاہت کا اعلان کردیا۔ یہاں سے حجاز پر سعودیوں کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ دور ابھی تک جاری ہے۔ آخر یہ سعودی کون ہیں؟

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے جزیرہ نمائے عرب کے ایک مشرقی صوبے نجد سے ان کا تعلق ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتوں میں جس قبیلے نے سب سے آخر میں اسلام قبول کیا تھا اور پھر آپ کے وصال کے فوراً بعد ہی جو قبیلہ اسلام سے منحرف ہوگیا تھا، وہ یہی "سعودیوں" کا قبیلہ تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ان ہی کی سرکوبی کے واسطے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ نجد روانہ کیاتھا اور ایک جنگ میں مکمل شکست پانے کے بعد ان میں سے کچھ پھر سے اسلام لے آئے تھے۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس علاقے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ اس مسجد کے آثار ایک کھنڈر کی صورت میں ابھی تک قائم ہیں۔

نسبیات کے جدید ماہرین کا کہنا ہے کہ "مسلمہ بن کذاب" کا تعلق بھی اسی قبیلے یا اس قبیلے کی ایک مرکزی شاخ سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ

ہیبت ناک بات غلط ہو، مگر حجاز میں اقتدار سنبھالتے ہی جو بدسلوکی انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وابستہ تاریخی، جمالیاتی، روحانی، جسمانی اور معاشرتی نشانات کے ساتھ کی ہے۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ علم نسبیات کے ماہرین کا یہ کہنا غلط نہیں ہے۔

پھر اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نے انہی میں (مرتدین میں) سر اٹھایا۔ ان کی بلا سوچے سمجھے کاٹنے والی تلوار کو اس تقریر کی سہار ملی اور اسکی تقریر کو کہ جس پر بیمار دماغ کی بڑ سمجھ کر کوئی کان نہ دھرتا تھا ان کی تلوار اور شاطرانہ خصلت کی سہار سے طاقت حاصل ہوئی حتیٰ کہ اٹھارہویں صدی کے وسط تک محمد بن عبدالوہاب اور ان کے سعودی سرپرست کی اتنی ہمت ہوئی کہ ان دونوں نے مل کر عالم اسلام کے ہر بادشاہ اور فرماں رواکو خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور باتوں کے بعد ٹیپ کے بند کے طور پر مندرجہ ذیل عبارت درج تھی:

"اللہ ایک ہے اور محمد اسکے بندے اور رسول ہیں مگر محمد کی تعریف کرنا یا ان کی تعظیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔"

آج تک سعودی لہو کی خصلت یہی ہے۔

سو حجاز پر قبضہ جمانے کے فوراً بعد ہی جو سب سے پہلا کام سعودیوں نے کیا تھا وہ حجاز کے طول و عرض سے رسول پاک ﷺ کے نام کو محو کرنے کا تھا۔ مسجد نبوی، خانہ کعبہ کی مسجد اور اس کے علاوہ جہاں جہاں اور جس جس عمارت اور مسجد پر محمد ﷺ کا نام تھا نہایت ہی فن اور محبت سے جائز کندہ تھا اس کو نہایت ہی بھانڈے پن سے مٹا دیا گیا۔ ایمان، محبت، فن خطاطی اور دیگر فنون لطیفہ کے ان نادر نمونوں پر کہیں تارکول پھیر دیا گیا اور کہیں ان پر پلستر تھوپ دیا گیا۔ اکثر اوقات لوہے کی چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال بھی کیا گیا۔ اس بے مثال گستاخی اور نذالیت کے نشانات آج تک حجاز کے طول و عرض میں اور خاص طور پر خانہ کعبہ کی پرانی مسجد اور مسجد نبوی کے در و دیوار

پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

جب شکست و ریخت کا یہ وحشت ناک عمل شروع ہوا تھا، تو سربراہ قبیلے کے سردار نے ترکوں کی بنائی ہوئی گنبد خضریٰ والی مسجد نبوی کو گنبد خضری سمیت منہدم کرنے کا اعلان کیا تھا پھر بہت بڑی بڑی اور اپنے وقتوں کی طاقتور ترین مشینیں منگوائی گئی تھیں اور پھر ایک نکڑ کے ستون سے شروعات کی گئی تھی۔ دو ماہ تک یہ مشینیں اپنی پوری طاقت سے اس ایک ستون سے ٹکرا ٹکرا کر اس کو گرانے یا توڑنے کی کوشش کرتی رہی تھیں مگر یہ ستون ذرہ برابر بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہل سکا تھا تو مسجد نبوی کو منہدم کرنے کی یہ وحشت ناک کوشش طوعاً و کرہاً روک دی گئی تھی۔ مسجد نبوی کے اس ستون پر اس کے نشانات آج تک موجود ہیں۔ (نقش اول کی تلاش محررہ ۱۳۹۰ھ)

ہندوستان کے نامور سیاسی لیڈر مولانا محمد علی جوہر نے حجاز کے قیامت آشوب واقعات دیکھنے کے بعد جامع مسجد دہلی میں اپنی آتش بار تقریر کرتے ہوئے نجدیوں کے اصل کارنامے سے مسلمانانِ ہند کو مطلع کرتے ہوئے کہا تھا:

> نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں (مقالات محمد علی جوہر جلد اول صفحہ ۲۷)

نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے ہیں جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی ہے ۔(رپورٹ خلافت کمیٹی ۱۵) حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محل قدس سرہ کی قیادت میں مسلمانان ہند نے ''جمعیت خدام الحرمین'' کے نام سے لکھنؤ میں جو ایک تنظیم قائم کی تھی۔ اس نے دسمبر ۱۹۲۵ء میں نجدی مظالم کی تحقیقات کے لئے ایک وفد بھیجا۔ جمعیت نے اپنی رپورٹ میں مظالم ''طائف'' کے عینی مشاہدات پیش کئے ہیں:

ہر شخص یہاں تک کہ خود ابن سعود اور حافظ وھبہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ طائف میں نجدی امان کا وعدہ دے کر داخل ہوئے انہوں نے شہر کو لوٹا ، مسلمانوں کو امان اللہ و امان راس ابن سعود کہہ کہہ کر بالا خانوں سے اتروایا اور جیسے ہی ان مکینوں نے دروازے کھولے تو ان لوگوں کو گولی ماردی ،عورتوں کو مجبور کیا کہ مقتول خاوندوں ، باپ ، بھائی اور بیٹوں کی لاشیں خود اٹھا کر گھر کے باہر پھینکیں جس نے انکار کیا یا '' صل علی الرسول'' یا '' خاف اللہ و الرسول'' کہا وہ خود قتل ہوئی۔

لوٹ میں عورتوں کے کپڑے تک اتارلئے ان کی چھاتیاں اور شرمگاہیں ٹٹولیں ان کے بدن پر صرف پاجامہ اور صدری کے سوا کوئی کپڑا نہ رہنے دیا۔ پردہ دار خواتین کو برہنہ کرکے تلاشی لی عورتوں سے بدفعلی کر کے ان کی جائے مخصوص پر تلوار مار کر انہیں قتل کیا گیا۔

دوسرے روز بقیۃ السلف اہل شہر کو بیک بنی دو گوش گھروں سے نکال کر ایک باغ میں پانچ روز تک قیدی رکھا ، تین روز تک کچھ کھانے کو نہ دیا پھر فی کس ایک کلو آٹا بھیجا لیکن اس کے پکانے کا کوئی سامان نہیں ان کے سامنے ان کے اعزہ کی لاشوں کو گدھوں اور خچروں کے پاؤں رسی سے باندھ کر کھینچا اور بلا غسل و کفن اور بلا جنازہ دفن کر دیا۔ بقیۃ السلف میں جن کو ذی استطاعت پایا ان سے تاوان وصول کیا پھر سب کو پیدل بلا زاد راہ مکہ مکرمہ روانہ کردیا، عورتیں، بچے، بوڑھے، راستے میں سخت پریشان ہوئے۔ نجدیوں نے مسلمانوں کا مال غنیمت سمجھ کر لوٹا اور کئی مسلمان آزاد عورتوں کو باندی بنالیا۔

غرضیکہ وہ کچھ ہوا جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (گنبد خضرا صفحہ ۴۶)

اسلام اپنے مولد و منشاء میں اجنبی
تیرا غضب کہاں ہے؟ خداوند ذوالجلال

اس مقدس سرزمین پر بسنے والے علماء مشائخ کو بھی سعودی افواج کے درندہ صفت لوگوں نے کس بیدردی سے شہید کیا اس کا حال مجھ سے نہیں بلکہ عینی گواہ علامہ سید ابراہیم الرادی الرفاعی سے سنیئے وہ لکھتے ہیں:

> طائف پر قابض ہونے کے بعد نجدی فوجوں نے سب سے بڑی حرکت یہ کی کہ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا جس سے سارا عالم اسلام لرز اٹھا۔ ان مقتولین میں سے بہت سے علماء اسلام مثلاً (۱) سید عبداللہ الزواری مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ (۲) شیخ عبداللہ ابو الخیر قاضی مکہ مکرمہ (۳) شیخ سلمان قاضی طائف (۴) سید یوسف الرادی (جن کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی) (۵) شیخ حسن الشیبی (۶) اور جعفر الشیبی وغیرہ ہیں۔ انہیں امن دینے کے باوجود انکے دروازوں پر انہیں ذبح کر ڈالا۔

(الاوراق البغدایہ فی الحوادث النجدیہ مطبوعہ بغداد بحوالہ گنبد خضرا صفحہ ۴۵)

وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، تبلیغی رائے ونڈی اور جماعت اسلامی مودودی یہ سارے ایک ہیں صرف نام کا فرق ہے وہی عقائد وہی نظریات وہی سخت و متعصب مزاج ہے اسی طرح تحریک وہابیت اور تحریک بالاکوٹ دونوں کا منصف بن کر تفصیلی جائزہ لیں ایک ذرہ برابر فرق نہیں پائیں گے۔ انڈین و پاکستانی دیوبندی و غیر مقلدین آج بھی نجدی کی کتابیں بڑے اہتمام سے شائع کرتے ہیں، آج بھی ان سے عقیدت کے دم بھرے جاتے ہیں یہی فرقے ہمارے ملک میں تحریک وہابیت کے سرگرم کارکن و مبلغ ہیں۔

اگر خدانخواستہ ملک کی حکمرانی ان کے ہاتھ میں دی جائے تو یہ روسیاہ ہمارے ملک میں تحریک وہابیت والی ظلم و بربریت والی کالی گھٹارات قائم کرنے میں دیر نہیں کریں گے اور اسی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالی انہیں خبیث مذموم حرکات کے سبب نیست و نابود فرمائے۔

ملا نجدی کی علمیت

ابن عبدالوہاب نجدی اور اس تحریک وہابیت کے دیگر علماء کی علمیت کا ایک مناظرے کے حوالے سے اندازہ لگائیں۔ جسے شیخ الاسلام امام حرم شیخ دحلان مکی قدس سرہ نے نقل فرمایا ہے۔

جب اُن نجدی کے ۳۵ علماء مکہ مکرمہ میں پہنچے تو شریف مسعود نے حکم دیا کہ علماء حرمین ان سے مناظرہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان سے مناظرہ کیا تو ان (نجدی علماء کو) مسخرہ اور اُن گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے بھاگتے ہیں۔" (الدرر السنیۃ صفحہ ۵۴)۔

ابن عبدالوہاب نجدی خارجی ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں مرا۔ کسی نے اس کے مرنے کی تاریخ "براہلاک الخبیث" سے نکالی۔ (ایضاً)

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین، ملی خاک میں عزت تیری

ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی "تحریک وہابیت" کے رد میں اسلاف کی کتب

دیوبندی، عوام الناس سیدھے سادے لوگوں کے سامنے اس طرح غلط بیانی کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ، دبئ، کویت، عراق، مصر اور شام وغیرہ عرب ممالک کے علماء و مشائخ اور حکومتیں وہابی نظریہ رکھتے ہیں۔ جہاں سے اسلام پھیلا وہاں ہی وہابیت ہے، وہیں جاکر دیکھئے۔ اس کا مطلب وہابی ہی حق پر ہیں تبھی تو حرمین شریفین پر قابض ہیں ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ دیوبندیوں کے نامور مولوی مسعود عالم ندوی نے اپنے شیخ سے عقیدت و محبت کے ثبوت میں ایک کتاب "شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی" کے نام سے لکھ کر ۱۳۶۱ھ میں شائع کی۔

نجدی کے ایمان و حیا سوز مظالم پڑھ چکے اس کے باوجود مذکورہ کتاب لکھ کر نجدی سے اپنی عقیدت کا دم بھرتے رہے۔

دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی بھی نجدی گروہ کی محبت کا دم بھرتے تھے کفر، قتل غارتگری، ظلم و ستم، حرمین شریفین کی بے حرمتی کے باوجود انہیں اچھا سمجھتے تھے ملاحظہ ہو ان کا فتویٰ:

> محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو "وہابی" کہتے ہیں ان کے "عقائد عمدہ" تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور "عقائد سب کے متحد ہیں" اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ بحوالہ تعارف علماء دیوبند صفحہ ۱۱۷)

معلوم ہوا کہ دیوبندی وہابی ایک ہیں غیر نہیں۔ بقول گنگوہی نجدی "حنبلی مذہب" رکھتے تھے یہ بالکل غلط ہے نجدی و سعودی حنبلی قطعاً نہیں تھے جیسا کہ ہم ثابت کر کے آئے ہیں کہ وہ مرتدین و جھوٹے نبی کے خاندان سے تھا اور مذہب اس کا خارجی تھا وہ اسلام سے خارج اور مشہور مرتد تھا اور اپنے کو نبی منوانے کے چکر میں تھا۔

شیخ الاسلام علامہ احمد بن زینی دحلان مکی انکار کرتے ہیں کہ نجدی حنبلی نہیں تھا، فرماتے ہیں:

> امام احمد بن حنبل اس سے بری ہیں اس وجہ سے اس کے اکثر معاصرین "علماء حنابلہ" نے نجدی کے رد میں رسائل کثیرہ تالیف فرمائے۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۵۷)

دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

> مذاہب اربعہ کے بہت سے علماء نے کتب مبسوط میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا رد لکھا"۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۴۸ مطبوعہ ترکی)

اس سے واضح ہوا نجدی شریر گروہ کے علاوہ باقی عرب شریف کے کثیر علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت (حنفی شافعی مالکی و حنبلی) ہیں، آج بھی ہیں، کل بھی تھے اور اس بدبخت نجدی کے دور میں بھی تھے اور ان معاصر علمائے اہل سنت نے انکے خلاف کثیر تعداد میں کتابیں شایع کی، جن کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگا کہ پاکستان کی طرح عرب شریف میں بھی علماء اہل سنت و جماعت باطل کے خلاف سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹ کے اپنا پیغام عام کر رہے تھے اور آج بھی کر رہے ہیں۔

؎ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(۱) جلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوام۔ شیخ سید علوی بن عبداللہ الحداد علوی۔ ابن عبدالوہاب کے رد میں بہت بڑی

کتاب ہے اس میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ (الدرر السنیہ)

(۲) الانتصار للاولیاء الابرار۔ شیخ طاہر سنبل حنفی بن علامہ شیخ محمد سنبل شافعی (طائف)

(۳) الصواعق الالهیة فی الرد علی الوهابیة۔علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی

(٤) الدررالسنیہ فی الرد علی الوهابیة ۔ شیخ الاسلام علامہ احمد بن زینی دحلان مکی (رحلت ١٣٠٤ھ)

(٥) السیف الباقر لعنق المنکر علی الاکابر ۔ علامہ شیخ سید علوی بن عبداللہ الحداد علوی

(٦) النقول الشرعیہ فی الرد علی الوهابیة ۔ علامہ شیخ مصطفی بن احمد شطی حنبلی دمشقی

(٧) سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوهابیة الظاهریه ۔ شیخ ابراهیم السمنودی المصنوری ١٣١٤ھ

(٨) براهین الساطعة فی رد بعض البدع الشائعه ۔ علامہ شیخ سلامة العزامی

(٩) کشف الارتیا فی رد ابن عبدالوهاب ۔ السید محسن الامین العاملی دمشقی

(١٠) اوراق البغدادیه فی الحوادث النجدیه ۔ علامہ السید ابراهیم الراوی الرفاعی

(١١) فتنة الوهابیة ۔ شیخ الاسلام علامہ احمد بن زینی دحلان مکی شافعی

(١٢) رسالة السنین فی الرد علی المبتدعین ۔ علامہ شیخ مصطفی کریمی

(١٣) الاقوال المرضیه فی الرد علی الوهابیه ۔ شیخ عطاء الکسم الدمشقی

(١٤) المقالات الوافیه فی الرد علی الوهابیه ۔ شیخ حسن خزبك

(١٥) الصارم الهندی فی عنق النجدی ۔ شیخ عطاء المکی

(١٦) الصیوف الصقال فی اعناق من المنکر علی الاولیاء بعد الانتقال۔ لکھنے والے بیت المقدس کے زبردست عالم ہیں

(١٧) سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین ۔ علامہ محقق شیخ صالح

الکواش (تیونس)

(۱۸) الفجر الصادق فی الرد علی المنکر التوسل والکرامات و الخوارق ۔ علامہ جمیل آفندی

(۱۹) التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجهلة الوهابین ۔ علامہ عیدابن الحاج

(۲۰) تجرید سیف الجهادلمدعی الاجتهاد ۔ شیخ عبداللہ بن عبدالطیف شافعی

(۲۱) الصواعق والرعود ۔ علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد حنبلی

علامہ علو بن الحداد لکھتے ہیں کہ اس کتاب پر بصرہ ، بغداد ، حلب ، اور احساء وغیرہ کے جلیل القدر علمائے اسلام نے تقاریظ لکھیں۔ محمد بن بشیر قاضی راس الخیمہ عمان نے تلخیص کی ۔

(۲۲) تحریض الاغبیاء علی الاستغاثہ بالانبیاء و الاولیاء ۔ علامہ عبداللہ بن ابراهیم (ساکن طائف)

(۲۳) اظهار العقوق ممن منع التوسل بالنبی و الولی الصدوق ۔ شیخ المشرقی مالکی (الجزائر)

(۲٤) غوث العباد بیان الرشاد ۔ شیخ مصطفی حمامی مصری

(۲۵) جلال الحق فی کشف احوال اسرار الخلق مطبوعہ اسکندریہ ۱۳۵۵ھ ۔ شیخ ابراهیم حلمی اسکندری

(۲٦) البراهین الساطعہ ۔ شیخ سلامہ الغرامی ۱۲۷۹ھ ۔

(۲۷) خلاصة الکلام فی بیان امراء البلدالحرام ۔ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی

(۲۸) المنحة الوهابیہ فی رد الوهابیہ ۔ شیخ داؤد بن السید سلیمان بغدادی

(۲۹) شواهد الحق فی التوسل سیدالخلق۔ علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبهانی

(۳۰) النفحة الزکیہ فی الرد علی الوهابیہ۔ شیخ عبدالقادر اسکندرانی گیلانی (دمشق)

(۳۱) فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوهاب نجدی۔ مولانا

عبدالقادر مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱۳۰۴ھ

(۳۲) التوسل بالنبی و جھلة الوھابیین۔ علامہ ابو حامد بن مرزوق مطبوعہ ترکی اس کتاب میں ملاّ نجدی کے رد میں علماء اسلام کی لکھی گئی ۳۶ کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

(۳۳) علامہ محمد بن سلیمان کردی شافعی یہ محمد بن عبدالوھاب کے استاد ہیں، انہوں نے محمد بن عبدالوھاب کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوھاب کی کتاب الصواعق الالٰھِیَة پر تفصیلی تقریظ لکھی ہے۔

(۳۴) علامہ عبداللہ بن عبداللطیف شافعی بھی محمد بن عبدالوھاب کے استاد ہیں "تجرید الجھاد لمدعی الاجتھاد" رسالہ اپنے شاگرد محمد نجدی کے رد میں لکھا ہے۔

(۳۵) علامہ شیخ سید علوی بن الحداد علوی نے رسالہ السیف الباتر لعنق المنکر علی الاکابر لکھا پھر دوسرا رسالہ مصباح الانام و جلاء الظلام لکھا۔

(۳۶) محدث شہیر علامہ صالح الفلانی اپنے وطن سے حرمین شریفین ایک کتاب لائے اس میں چاروں مذاہب کے علماء کی فتاویٰ محمد بن عبدالوھاب نجدی کے رد میں تھیں۔

(۳۷) علامہ اجل شیخ محمد حسنین مخلوف نے رسالہ "التوسل بالانبیاء و الاولیاء" لکھا۔

(۳۸) علامہ اجل شیخ یوسف الدیجوی شافعی نے "مُجلّة الازھر" میں تین مقالے لکھے۔

(۳۹) تھکم المقلدین بمن ادعی تجدیدالدین۔ علامہ محمد بن عبدالرحمن بن عفائق حنبلی

(۴۰) فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوھاب۔ علامہ احمد بن علی البصری

مندرجہ بالا کتب و رسائل کے علاوہ سیکڑوں کتابیں شیخ نجدی کے خلاف علمائے اہل سنت نے لکھی ہیں۔ دنیا کی تقریباً ہر علمی اور مشہور زبان

میں اس کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔ (گنبد خضریٰ)

ان کتابوں کے علاوہ بھی کتابیں لکھی گئیں ان سے ابن تیمیہ اور نجدی کے عقائد و اعمال کا رد شدید معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ الشفاء السقام فی زیارة قبر خیر الانام ۔ امام تقی الدین سبکی

۲۔ الجوهر المنظم فی زیارة القبرا الشریف النبوی المکرم ۔ امام ابن حجر مکی شافعی

۳۔ الذخائر القدسیة فی زیارة خیر البریة۔ شیخ عبدالحمید بن محمد علی قدس بن الخطیب

٤۔ احسن المقال فی حدیث لاتشد الرحال ۔ مفتی صدر الدین آرزو دهلوی

٥۔ الاعلام باستحباب شد الرحل لزیارة قبر خیر الانام۔ شیخ محمود سعید ، ممدوح (دبئی)

٦۔ علموا اولادکم محبته رسول الله ۔ شیخ ڈاکٹر محمد عبده یمانی مدظله(جده)

۷۔ بابی انت و امی یا رسول الله ۔ شیخ ڈاکٹر محمد عبده یمانی (جده) مدظله

۸۔ علموا اولادکم محبته آل بیت النبی۔شیخ ڈاکٹر محمد عبده یمانی (جده) مدظله

۹۔ علموا او ه دکم محبته صحابة رسول الله۔شیخ ڈاکٹر محمد عبده یمانی (جده) مدظله

۱۰۔ عظیم قدره صلی الله علیه و سلم ورفعة مکانته عندربه عزوجل۔ شیخ ڈاکٹر سید خلیل ابراهیم ملاّ خاطر مدظله(مدینه منوره)

۱۱۔ استحباب القیام عند ذکرو ه دته علیه الصلواة والسلام ۔ علامه شیخ محمود عطار دمشقی ١٣٦٤ھ

۱۲۔ تعریف اهل السلام و الایمان بان محمد صلی الله علیه و سلم لایخلومنه مکان و لازمان ۔ شیخ نور الدین حلبی ١٠٤٤ھ

۱۳۔رسالہ فی اثبات وجود النبی فی کل مکان (مطبوعہ قاہرہ) ۔ امام حسین بن محمد شافعی ۹۶۶ھ

۱۴۔ بدایۃ السول فی تفضیل الرسول ۔ امام عز الدین بن عبدالسلام

۱۵۔ تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی و الملک ۔ علامہ جلال الدین سیوطی

۱۶۔السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی (مطبوعہ)الشیخ محمد مکی بن عزوز(تیونس ۱۳۳۴ھ)

اس پر عرب ممالک کے ۵۲ عرب علماء کی تقاریظ و تصدیقات رقم ہیں، اس سے ان کا عقیدہ صاف واضح ہو رہا ہے۔

۱۷۔المورد الروی فی المولد النبوی ۔ امام علی قاری مکی حنفی

۱۸۔مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہٗ وسلم۔ حافظ ابن کثیر دمشقی

۱۹۔مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حافظ ابن حجر ہیثمی

۲۰۔جواہر البحار ۔ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی (فلسطین)

۲۱۔ کیفیۃ الوصول لرویۃ سیدنا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ شیخ حسن محمد شداد بن عمر حضرمی

۲۲۔سیف الجبار المسلول علی الاعداء الابرار ۔ سیف اللہ علامہ فضل رسول بدایونی قادری ۱۲۸۹ھ

۲۳۔وسیلۃ العباد الیٰ زاد المعاد۔ شیخ عبدالرحمٰن بن علوی الحداد

۲۴۔الاعلام باستحباب شد الرحل لزیادۃ قبر خیر الانام ۔ شیخ محمود سعید ممدوح (دبئی)

یہ کتاب شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری (وزیر اوقاف و مذہبی امور دبئ) نے اپنی تقدیم کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور علامہ شیخ محمد بن عمر سالک شنقیطی (صدر مجلس افتاء محکمہ اوقاف دبئ) نے زوردار تقریظ تحریر فرمائی۔

۲۵۔الباہر فی حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالباطن و الظاہر ۔ علامہ

جلال الدین سیوطی۔

۲۶۔ فتح المتعال فی مدح النعال۔ امام احمد المقری المغربی المالکی (فاس) متوفی ۹ ۱۰۱ھ اس کتاب پر بہت سارے علمائے عرب کی تقریظات رقم ہیں۔ شیخ تاج الدین بن احمد بن ابراہیم المالکی خطیب و امام بیت اللہ مسجد الحرام مکہ شریف کی بھی تقریظ ساتھ ہے۔

۲۷۔ القول المختصر فی بیان الاسقاط ۔ حضرت شیخ محمد صالح کمال حنفی سابق مفتی حرم مکہ و استاد و امام مسجد الحرام (رحلت ۱۳۳۲ھ)۔ اس پر حرمین شریفین کے ۵ جلیل القدر علماء مشائخ کی تقریظات ثبت ہیں (بحوالہ انوار امام اعظم ابو حنیفہ مطبوعہ کراچی)۔

۲۸۔ تقلید شخصی : حضرت شیخ عبدالرحمن بن عبداللہ سراج الحنفی مفتی مکہ مکرمہ۔

۲۹۔ شیخ علوی مکی مدظلہ العالی کی کتاب ''مفاہیم'' کی تحریری تائید و توثیق مصر مراکش، تیونس، متحدہ عرب امارات، بحرین، ابوظہبی، موریتانیہ، انڈونیشیا، چاڈ کے دسیوں مشاہیر علماء و مشائخ نے کی ہے جن میں سے پانچ چھ حضرات رابطہ عالم اسلام مکہ مکرمہ کے بھی ممبر ہیں۔

۳۰۔ تاریخ فریاد المسلمین مفتی محمد حسین بجنوری مطبوعہ امرتسر ۱۳۰۷ھ

۳۱۔ فوز المبین شفاعۃ الشافعین ۔ علامہ فضل رسول بدایونی قادری

۳۲۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ۔ ڈاکٹر مسعود احمد

فاضل بریلوی اور علمائے حرمین شریفین ۔ سید بہاؤ الدین شاہ

۳۳۔ علمائے عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۶ء۔

۳۴۔ امام احمد رضا اور عالمی جامعات ۔ ڈاکٹر مسعود احمد

۳۵۔ حول الاحتفال بالمولدالنبوی الشریف (جدہ) ۔ علامہ شیخ ڈاکٹر السید محمد علوی مالکی مکی مدظلہ

۳۶۔حاشیہ المورد الروی ۔ علامہ شیخ ڈاکٹر السید محمد علوی مالکی مکی مدظلہ
۳۷۔شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد (دبئی) ۔ علامہ شیخ ڈاکٹر السید محمد علوی مالکی مکی مدظلہ
۳۸۔ مفاهیم یجب ان تصحح (مطبوعہ قاهرہ) ۔ علامہ شیخ ڈاکٹر السید محمد علوی مالکی مکی مدظلہ
۳۹۔الذخائر المحمدیہ ۔ علامہ شیخ ڈاکٹر السید محمد علوی مالکی مکی مدظلہ

آپ کی تصانیف جمیلہ پر عرب دنیا کے بیسیوں نامور علماء شریعت و مشائخ طریقت کی تقاریظ رقم ہیں۔ مثلاً
ا۔ مفتی اعظم مصر شیخ محمد حسنین مخلوف
۲۔ جامعہ ازھر کے سابق سربراہ اور سیرت کمیٹی کے چیئرمین شیخ محمد طیب النجار
۳۔ شیخ محمد الخزرجی وزیر امور مذہبی و اوقاف متحدہ عرب امارات
۴۔ ڈاکٹر رؤف شبلی سابقہ عمید کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ
۵۔ ڈاکٹر حسن الفاتح قریب اللہ سوڈانی
۶۔ جامعہ ازھر قاہرہ اور عالم اسلام کے نامور استاد حدیث شیخ محمد ابو زھرہ وغیرہ وغیرہ

آپ کی تصنیف الذخائر المحدیہ جب مصر سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر آئی تو بعض لوگوں نے اسکا رد لکھنے کی کوشش کی مثلاً شیخ ابن منیع نے ''حوار مع المالکی فی رد منکراتہ و ضلالاتہ'' تحریر کی۔ اس کے چھپنے کی دیر تھی تمام عالم اسلام کی طرف سے شیخ محمد علوی مدظلہ کے دفاع میں کتب اور مقالات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو اب تک جاری ہے۔ مثلاً:
ا۔ کویت کے سابق وزیر اوقاف شیخ طریقت علامہ سید یوسف ہاشم الرفاعی مدظلہ نے شیخ علوی کے دفاع میں کتاب لکھی جس کا نام ''الرد المحکم المنیع'' ہے

۲۔ بحرین کے مشہور عالم شیخ راشد بن ابراہیم المریخی نے آپ کے دفاع میں '' اعلام النبیل بما فی الجزائری من التلبیس والتضلیل '' تحریر کی۔
۳۔ مذکورہ کتاب کا '' مقدمہ '' مغرب کے مشہور محدث شیخ السید عبدالعزیز بن محمد بن الصدیق الغمازی نے تحریر فرمایا جو پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔
۴۔ مراکش کے نامور محقق عالم شیخ عبدالحیٔ العمروی اور شیخ عبدالکریم مراد نے بھی آپکے دفاع میں '' کتاب التحزیر من الاعتزار '' لکھی۔
۵۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی (شام) اہل سنت و جماعت کے شام میں نامور عالم و صاحب قلم ادیب ہیں۔ انہوں نے میلاد شریف پر علمی و تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا ہے۔

عرب دنیا کے سنی علماء و مشائخ کی تصانیف کثیرہ میں سے صرف ایک جھلک پیش کی ہے تاکہ مخالفین کا اعتراض دفع ہو اور عوام الناس کو ان کے علمی کارناموں کا علم ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہمارے ملک میں اہل سنت و جماعت کثرھم اللہ تعالی (۸۰) اسی فیصد ہیں اسی طرح پوری دنیا خصوصاً اسلامی دنیا میں اہل سنت و جماعت ، سواد اعظم (بڑی جماعت) ہیں۔ رہے وہابی دیوبندی و غیر مقلد نظریئے کے لوگ وہ ہر جگہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

تحریک بالاکوٹ

اس تحریک کے امیر سید احمد رائے بریلوی اور دیگر اہم نام میں مولوی اسماعیل دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) مولوی عبدالحیٔ، مولوی مظہر علی اور مولوی محمد رمضان وغیرہ آجاتے ہیں۔

انگریز عہد میں سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سکھوں کے خلاف جہاد کے نام پر ہندوستان کے شہر شہر تیاری کی۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہندوستان سکھوں نے تو چھینا نہیں تھا ملک پر قابض ہوئے انگریز اور لڑائی لڑی جارہی سکھوں سے وہ بھی (موجودہ صوبہ سرحد) کے قبائلی علاقوں میں اس الٹی منطق کا کیا جواب ہے۔

دوسری بات، سکھوں سے اس لئے لڑائی لڑی جارہی تھی تاکہ پنجاب سے سکھوں کا قبضہ ٹوٹے اور ان کے آقا انگریز کا جال پنجاب سرحد تک پہنچے۔ اس کا مطلب انگریز کی مہم پر سید احمد اینڈ کمپنی نے قبائلی علاقہ کا رخ کیا۔

تیسری بات یہ کہ قبائلی علاقوں میں انہوں نے مسلمانوں کو زبردستی ''وہابی'' بنانے کی کوشش کی۔ جن لوگوں نے وہابیت قبول کرنے سے انکار کیا تو ان کیساتھ لڑائی کی گئی، ان کا مال لوٹا، عورتوں کو باندھیاں بنالیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں ڈاکہ زنی، لٹ مار، قتل و غارت، فتنہ و فساد کو ''جہاد'' کا مقدس نام کیسے دیا جاسکتا ہے، قاتل المسلمین، خائن المومنین کو ''شہید'' ''مجاہد'' و ''غازی'' جیسے پاک خطاب کیسے دیئے جاسکتے ہیں۔

یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر انہوں نے انگریز کے خلاف محاذ آرائی کی تھی تو پھر انگریز ان پر مہربان کیوں تھے؟ ان پر کوئی عتاب، سزا بھی مقرر نہیں ہوئی اس کا کوئی جواب ہے؟ اس سلسلہ میں طویل گفتگو کی جاسکتی ہے لیکن اپنی تنگ دامن کے سبب مختصر گفتگو کریں گے اپنے موقف پر چند دلائل پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

اس تحریک کے بارے میں تحقیق و دیانت کا فیصلہ یہی ہے کہ یہ انگریزوں کے خلاف ہرگز نہ تھی۔ اردو ادب کے مشہور محقق اور سید صاحب کے عقیدت مند حافظ محمود شیرانی نے ہنٹر کے نقطۂ نظر کی مدلل تردید ان الفاظ میں کی ہے:

یہاں لفظ ''باغی'' پر میرا اعتراض ہے ۔ سید صاحب (سید احمد) کے سرحد پہنچنے کے وقت پنجاب و سرحد میں انگریز کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر سید صاحب نے انگریز سے کدھر بغاوت کی۔ سید صاحب کی تحریک ہندوستان میں شروع ہوئی اور ہندوستان میں پروان چڑھی اور یہ سب کچھ انگریز کی آنکھوں کے سامنے ہورہا تھا چونکہ تحریک سکھوں کے خلاف تھی اس لیے کمپنی نے دانستہ اغماض کیا اور اپنے علاقے میں اس تحریک کے دبانے کی کوشش نہیں کی۔ اس لیے سید صاحب کو ہنٹر کا باغی لکھنا ، اس لفظ کا غلط اور جلد بازانہ استعمال ہے۔

(مجلہ تحقیق : حافظ محمود شیرانی نمبر (جلد ۳ شمارہ ۲۔۳) پنجاب یونیورسٹی لاہور صفحہ ۲۴۸ بحوالہ شیشے کے گھر)

کلکتہ میں جہاد کے موضوع پر تقریر ہورہی تھی۔ سکھوں کے مظالم بیان کیے جارہے تھے کہ ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی کیوں نہیں دیتے ؟

مولوی اسماعیل دہلوی نے جواب دیا :

ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو اُن کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے ۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں ۔

(مرزا حیرت دہلوی ''حیات طیبہ'' مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۹۴)

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں :

یہ تمام بین ثبوت صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ

یہ جہاد صرف سکھوں سے مخصوص تھا، سرکار انگریز سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی۔ (حیات طیبہ صفحہ ۵۲۳)

حج کے بعد زور و شور سے سکھوں سے جہاد کے واعظ کہے گئے اور روانگی سے پہلے انگریزی حکومت سے باقاعدہ اجازت حاصل کی گئی۔

سید صاحب نے مولانا شہید (اسمعیل دہلوی) کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں۔ سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے۔ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں آپ سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ ہم ایسی تیاری میں مانع ہیں۔ (حیات طیبہ صفحہ ۵۲۳)

اس وقت تک پنجاب اور موجودہ سرحد پر انگریز کا تسلط نہیں ہوا تھا۔ پنجاب سے ہری پور تک سکھوں کی حکومت تھی ایسے میں سکھوں کے خلاف کارروائی کو انگریز ناپسندیدگی کی نگاہ سے کیوں دیکھتے؟ اس طرح تو ان کی راہ کا ایک سنگ گراں خود بخود دور ہو جاتا۔

محترم سبط الحسن ضیغم لکھتے ہیں:

تحریک مجاہدین کا قیام پنجاب کی سکھ حکومت کے خاتمے کے لیے عمل میں لایا گیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب بست و کشاد بجا طور پر یہ سمجھتے تھے کہ اس تحریک سے ان کے دو مقاصد پورے ہورہے ہیں۔ ایک یہ کہ وادی گنگ و جمن کی مسلم اشرافیہ کے ذہین نوجوان ترک وطن کرکے ان کے لیے راہ ہموار کررہے ہیں اور دوسرے یہ کہ پنجابی (سکھ) حکومت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں، جس سے دونوں قوتیں کمزور ہورہی ہیں۔"

اس بناء پر کمپنی کے زیر تسلط علاقوں میں سید احمد اور شاہ اسماعیل کوئی

سہولتیں فراہم کی گئیں، انہیں نہ صرف ہر جگہ عوام سے خطاب کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے۔ بلکہ ان کی تحریک کے لیے چندے کی فراہمی میں بھی انگریزوں نے تعاون کیا۔ یہاں تک کہ ان مقامی ساہوکاروں پر انگریزی عدالتوں میں مقدمہ چلانے کی اجازت بھی دیدی جو اس روپے کو مجاہدین تک پہنچانے میں کوتاہی برتتے تھے، جو انہیں اس مقصد کے لیے دیا جاتا۔ علاوہ ازیں تیل کے کارخانوں اور دوسرے کاروباری اداروں کے مقامی مزدوروں کے جہاد میں حصہ لینے کے لیے مختلف مراعات عطا کی گئیں۔

(ماہنامہ المعارف لاہور فروری ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۱۔ شیشے کے گھر)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کے حالات میں لکھتے ہیں:

سید صاحب نے پہلا جہاد مسمیٰ یار محمد خان حاکم یافستان سے کیا تھا (تذکرہ الرشید صفحہ ۲۷۰، جلد ۲)

سید مراد علی لکھتے ہیں:

یہ ۱۸۳۰ء کا واقعہ ہے اس کے بعد پاینده خان کو دعوت دی کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلو، وہ بیعت پر آمادہ نہ ہوا تو اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس پر چڑھائی کردی۔ پاینده خان جو تمام زندگی سکھوں کے خلاف برسر پیکار رہا اس نے وقتی طور پر سکھوں سے صلح کرلی اور اپنا بیٹا جہاں داد خاں بطور ضمانت گروی رکھ کر دو پلٹنیں فوج حاصل کی اور مجاہدین سے اپنا علاقہ خالی کرالیا بعد میں سکھوں کے ساتھ پاینده خاں کی جنگیں بدستور ہوتی رہیں

(تاریخ تناولیاں تالیف ۱۸۷۵ء صفحہ ۵۴)

سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی جب مقام پنج تار پہنچے تو وہاں کے رئیس فتح خان نامی نے شروع میں ان لوگوں کی خاطر تواضع کی اور یہ لوگ

چند دنوں وہاں رہے لیکن ان دونوں نے وہاں کے لوگوں پر ظلم وستم شروع کیا۔ ان کو بدعقیدہ بد مذاہب ٹھہرایا۔ بات بڑھ گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو وہیں ختم کردیا۔ یہ لوگ اپنے ظلم وستم کی وجہ سے پٹھانوں کے ہاتھ مارے گئے( )

جو اپنے ظلم وستم کے باعث صحیح العقیدہ پٹھانوں کے ہاتھ مارا گیا اور جس کے دامن پر نہ جانے کتنے بے گناہ مسلمانوں کے خون کی چھینٹیں آہ و فغاں کررہی ہیں۔ اسی ظالم بدعقیدہ مذبوح کو آج ''شہید'' کا لقب دیا جارہا ہے اور لاکھوں مسلمانوں کے بیکسی و بربادی کی خونی داستان کو یک لخت دریا بُرد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

رنگ جب محشر میں لائیگی تو اُڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سُرخی خونِ قتیلاں کچھ نہیں

یہ جہاد نہ تھا بلکہ برٹش گورنمنٹ کے قدم جما کر ان کی خوشنودی حاصل کرنی تھی۔ انگریز دوستی کے نام پر یا افغانی پٹھانوں سے جہاد کے اعلان پر مسلم طاقت اکٹھا نہ ہوسکتی تھی۔ اس لیے مسلم جذبات کو سکھوں کے ظلم وستم کے نام پر مشتعل کیا گیا۔

کون بتا سکتا ہے کہ کتنے بچے یتیم ہوئے، کتنی عورتوں کا سہاگ لٹ گیا، کتنی مائیں بن اولاد ہوگئیں اور کتنے خاندان برباد ہوگئے۔ آخر لاکھوں مسلمانوں کی خانہ بربادی کس کے ہاتھ ہوئی اور بے گناہ مسلمانوں کا قافلہ دن دھاڑے کس طرح لوٹا گیا؟ (خون کے آنسو)

کون نہیں جانتا کہ سرحد اور افغانستان کے مسلمان کٹر سنی حنفی تھے۔ ان کے بارے میں سید صاحب رئیس قلات خان خاناں خلجائی کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

جناب والا! خود غزنین کے نواح میں منافقین پر چھاپے مارنا شروع کردیں...... اور میں بھی ادھر سے پشاور کے

منافقوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ جب منافقین بدکار کی موجودگی سے وہ مقام پاک ہو جائے تو میں جلال آباد پہنچ جاؤں گا۔ اور اسی طرح پھر وہاں سے کابل جاؤں گا۔ اس طرح مردود منافقین جو پشاور سے قندھار تک پھیلے ہوئے ہیں، ان کے پاؤں ایسے اکھڑ جائیں گے۔"

(محمد جعفر تھانیسری مکتوبات سید احمد شہید نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۴۸)

یہ کون سے لوگ ہیں جنہیں منافقین کہا جارہا ہے اور جن کے استیصال کے لیے لمبے چوڑے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ سر سید کی زبانی سنیے:

"مجھ کو صدہا پہاڑی لوگوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آج تک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گزرا جو سوائے "حنفی مذہب" کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان رکھتا ہو۔"

(مقالات سرسید مجلس ترقی ادب لاہور جلد ۹ صفحہ ۱۳۹ بحوالہ شیشے کے گھر)

پٹھانوں کے مذہبی عقائد کے بارے میں حکیم نجم الغنی رامپوری رقمطراز ہیں:

یہ بھی یاد رکھو کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گزرا جو سوائے "حنفی مذہب" کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو۔ (مذاہب الاسلام صفحہ ۲۲ مطبوعہ لاہور)

مورخ ہزارہ محمد اعظم بیگ لکھتے ہیں:

"اور انبیاء و اولیاء وغیرہ بزرگوں کے ذکر میں گستاخانہ کلام ہمیشہ ان سے ہوتا ہے جو خلافِ شان اس عظیم الشان گروہ کے ہے چنانچہ "تقویۃ الایمان" وغیرہ ان کے رسائل نظم و نثر میں بہت جگہ اشارہ اس طرف ہے اور

بہت عقائد جو مختلف فیہ ہیں، ''ان پر بڑے شد و مد سے یہ لوگ عوام کو ایک طرف کھینچتے ہیں اور تقلید حنفی کو پسند نہیں کرتے''۔ (تواریخ ہزارہ تالیف ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۳۷)

تاریخ بنانے والے اہل قلم، سرحدی پٹھانوں کو غدار قرار دیتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ نظریاتی اور اعتقادی اختلاف کو برداشت کرنے کی بجائے جب تشدد کی راہ اختیار کی گئی سیدھے سادے مسلمان پٹھانوں کو منافق قرار دیا گیا انکے خلاف میدان کارزار گرم کیا گیا ان پر چھاپے مارے گئے ان کی بیوہ خواتین سے زبردستی نکاح کیا گیا تو ان سے خیر خواہی کی توقع کس طرح رکھی جاسکتی تھی؟ وہ بجا طور پر مجاہدین کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھا سکتے تھے۔

''ان کی سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں اور بعض اوقات بیوہ خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کرلیں۔ اکثر بیوائیں جو بعض حالات میں نکاح ثانی کرنا پسند نہ کرتیں زبردستی مسجد میں لے جاکر نکاح پڑھایا جاتا......ان پاکباز مجاہدین سے اگر کوئی ناجائز فعل سرزد نہ بھی ہوتا تو ان کا یہ کام کہ رانڈ بیوہ کی عدت گزر جانے پر ان کا نکاح جبراً کر دینا خواہ اُن کی مرضی نہ بھی ہو، اُن کو بدنام کرنے کے لیے کافی تھا۔ (حیات طیبہ صفحہ ۳۵۵)

پھر پٹھانوں پر اپنے ''مذہبی عقائد'' ٹھونسنے کی بھی کوشش کی گئی جس میں کامیابی نہ ہوسکی۔

'' پہاڑی قومیں ان کے عقائد کے مخالف تھیں، اس لیے ''وہابی'' ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کرسکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے''۔ (مقالات سرسید ج ۹ صفحہ ۴۰)

اس تشدد کا نتیجہ سوائے تباہی کے کچھ نہ نکلا:

چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس

قوم نے اخیر میں وہابیوں سے دغا کر کے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید (یا قتل) کر دیا۔ (ایضاً) بحوالہ شیشے کے گھر علامہ شرف قادری)

ان دونوں کو ان کے ظلم بربریت سے تنگ آ کر مسلمانوں نے انہیں قتل کر کے اپنی پوری قوم کو ایک بڑی مصیبت سے بچایا تو یہ قتل ہوا، شہید تو نہیں کہا جائے گا۔

مولوی منظور نعمانی سنبھلی کی تحقیق بھی پڑھئے اور لطف اٹھایئے!

شاہ صاحب (یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی) کی قبر اب تک موجود ہے لیکن سید صاحب کی قبر کا اب تک پتہ نہیں۔ (الفرقان لکھنو شہید نمبر صفحہ ۶۱)

سید صاحب نہ میدان جنگ میں نظر آئے نہ زخمیوں میں دیکھے گئے اور نہ مقتولوں کی لاشوں میں کسی کو ملے آخر وہ کیا ہوئے؟ اب ان ساری روایات کا نتیجہ سوا اس کے اور کیا برآمد ہوسکتا ہے کہ وہ عین مقابلے کے وقت میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔

”سید صاحب خود بھی مجاہدین میں شامل ہو گئے اس کے بعد کسی نے سید صاحب کو نہ دیکھا۔“ (ماہنامہ الفرقان شہید نمبر صفحہ ۶۱)

اب ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

سید صاحب مثل شیر اپنی جماعت میں کھڑے تھے کہ اسی وقت یک بیک آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ (سوانح احمدی (سید احمد کی سوانح پر مستند کتاب کا نام) صفحہ ۱۳۶)

”غازیوں نے سارا میدان جنگ ڈھونڈ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نہ ملا“ (سوانح احمدی صفحہ ۱۳۶)

علامہ ارشد القادری صاحب رقمطراز ہیں:

بہر حال کہنا یہ ہے کہ جب ''دیوبندی روایات'' سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ بالاکوٹ کے میدان میں کسی کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ اب تک زندہ ہیں تو دیوبندی مصنفین اس الزام کا جواب دیں کہ وہ انہیں شہید کیوں لکھتے ہیں جیسا کہ مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی نے اپنی کتاب کا نام ہی ''سیرت سید احمد شہید'' رکھا ہے۔

اگر واقعتہً وہ شہید ہیں تو کیا دیوبندی مصنفین ان سوالات پر تاریخی شہادتیں فراہم کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں شہید ہوئے؟ کب شہید ہوئے؟ کس کے ہاتھ سے شہید ہوئے؟ کس نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی؟ کہاں انہیں دفن کیا گیا اور کس نے انہیں دفن کیا اور آج ان کی قبر کہاں ہے؟ (زیروزبر صفحہ ۲۳۶)

جنس باہم جنس پرواز

ہر چیز جنس (نمونے) سے پہچانی جاتی ہے استاد، شاگرد سے، کاریگر تخلیق سے ، مصنف تصنیف سے اسی طرح مرشد خلیفہ سے پہچانا جاتا ہے۔

سید احمد صاحب تو مع رفقاء کے اپنے انجام کو پہنچ گئے لیکن اپنے پیچھے دو فتنہ ہائے عظیمہ چھوڑ گئے

ایک ''ملا کوٹھ'' کی شکل میں

دوسرا ''غیبت'' کے روپ میں

ا۔ ملا کوٹھ، سید صاحب کے خلیفۂ خاص اور سرگرم پیرو تھا۔ ارکانِ اسلام اور ذات رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و اہانت اس کا شیوۂ خاص تھا، جب اس کے باطل عقائد اور خیالات شائستگی کی تمام حدود کو

پھلانگ گئے تو غوثِ زماں مجاہد اسلام فخر اہل سنت حضرت آخوند عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ جناب مولانا احمد علی صاحب یوسف زئی مقیم مکہ مکرمہ نے اس کی تردید میں قلم اٹھایا اور عربی زبان میں کفریات ملا کوٹھ پر ایک مفصل کتاب "برھان المومنین علیٰ عقائد المضلین" ترتیب دی جو ۱۲۹۱ھ میں بمبئی سے شایع ہوئی۔ اس کتاب میں فاضل مؤلف نے ملا کوٹھ کے کلمات کفریہ کو مع شواہد کے پیش کیا ہے اور پھر اُن پر مفصل بحث کی ہے۔ ملا کوٹھ کے ایک دو کفریہ کلمہ بمصداق "نقل کفر کفر نہ باشد" ملاحظہ کیجئے۔

(۱) قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان متوجها الىٰ قلب نفسه ليسلمه فلم يسلم الى حسين موته صفحه ۲۳

(۲) قال ما من زمان الّاوفيه نبى صفحه ۶۱

(۳) قال قل لااله الا الله سيد امير (ملا کوٹھ) رسول الله صفحه ۵۴

اب رہا "غیبت" والا فتنہ اس کی تفصیل اِس طرح ہے کہ سید احمد بریلوی کے غائب ہونے کے بعد اس کے مریدوں میں سے ایک شخص مولوی محمد قاسم نے یہ مشہور کردیا کہ سید صاحب کی موت کی خبر غلط ہے وہ زندہ سلامت موجود ہیں۔ عارضی مصلحت کے تحت عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے ہیں اور اپنے مستقر سے پیروؤں کو ہدایات جاری کررہے ہیں۔ (شیعہ کی طرح وہ بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ امام مہدی بعض وجوہات کی بنا پر غار میں غائب ہیں اور قرب قیامت میں ظاہر ہونگے)

اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ ہندوستان اور بنگال سے سینکڑوں کی تعداد میں "وہابی" سرحد پہنچنے شروع ہوگئے اور سادہ لوح لوگوں کو اس حسین ترین جال میں پھنسا کر اُن کی دولت پر ہاتھ صاف کرنے لگ گئے۔

اس سراپا لغو اور بے بنیاد فتنہ کی بنیاد بھی اصل میں سید صاحب کا وہ خط ہے جو موقع کی مناسبت سے اسے یہاں درج کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

ملاحظہ ہو:

''اے میری بہن! میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک

ہند کا: شرک

ایران کا: رفض

چین کا: کفر

اور افغانستان کا: نفاق

(برطانیہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کے آقا انگریز کا ملک تھا، آقا کے ملک کا نام احترام سے لینا چاہیے۔ وہاں ان کو شرک، کفر، نفاق نظر نہیں آیا بلکہ ایمان عین اسلام نظر آیا۔ واہ! اُلو کے پٹھے تمہاری الٹی منطق !!)

میرے ہاتھ سے محو ہو کر ہر مردہ سنت زندہ نہ ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا۔ اگر قبل ظہور ان واقعات کے اگر کوئی شخص میرے مرنے کی تم کو خبر دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی اٹھائے کہ سید احمد میرے روبرو مر گیا یا مارا گیا تو تم اس کے قول پر اعتبار نہ کرنا۔ کیونکہ میرے رب نے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کرے گا۔

(تواریخ عجیبیہ صفحہ۱۲، فسانہ جہاد کی حقیقت صفحہ)

چاروں ملک اپنی اصلی حالت میں برقرار ہیں لیکن جھوٹے نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈال کر غائب ہوگیا اور آج نام نشان بھی باقی نہیں ہے۔ اسی لئے دانا کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیئے اگر اونچی پرواز اُڑے گا تو یہی حشر ہوگا جو کہ اس جھوٹے اور بڑے بول والے کا حال معلوم ہوا۔

''تواریخ ہزارہ'' کے مصنف نے ''غیبت'' کے اس افسانہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس لئے۳۴۷ تا ۳۷ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز با باز

مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان

میرے خیال میں نیا فرقہ وہ ہیں جو انگریز کے غاصبانہ قبضہ کے بعد ہندوستان میں نمودار ہوا۔ جو انگریز سے پہلے بھی اپنا وجود رکھتے تھے وہ نیا فرقہ نہیں ہوسکتا۔ دیکھئے مولوی اسماعیل کے آبا و اجداد سنی حنفی تھے اس نے ابن عبدالوہاب نجدی سے متاثر ہو کر اور اپنے آقا انگریز کے اشارے پر ہندوستان میں "فرقہ وہابیہ" کی شاخ قائم کی۔ اس طرح ہندو پاک کے پہلے وہابی نجدی مولوی اسماعیل دہلوی اور وہابیت کی پہلی کتاب "تقویۃ الایمان" ہے جسے مولوی اسماعیل نے لکھا۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل تا دیوبند جو نامور وہابی ہوئے ان کے نام اور ان کے مد مقابل نامور اکابر اہل سنت کے اسماء گرامی درج کئے جائیں:

اکابر علمائے اہل سنت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۲۳۹ھ

حضرت علامہ فضل حق شہید خیر آبادی ۱۲۷۸ھ

حضرت مفتی صدر الدین آرزو دہلوی

سیف المسلول علامہ فضل رسول بدایونی قادری ۱۲۸۹ھ

تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی ۱۳۱۹ھ

حضرت علامہ شیخ احمد سعید مجددی رامپوری ۱۲۷۷ھ

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی

حضرت مولانا عبدالسمیع بیدل انصاری

حضرت شیخ عبدالحق الہ آبادی ثم مکی

حضرت علامہ غلام دستگیر صدیقی قصوری ۱۳۱۵ھ

اکابر علماء وہابیہ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی ثم بالاکوٹی ۱۲۴۶ھ

مولوی قاسم نانوتوی مدرسہ دیوبند ۱۲۹۷ھ

مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۳۲۳ھ

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری ۱۳۴۶ھ

مولوی محمود حسن دیوبندی

مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی حسین احمد مدنی (مدنپوری)

میاں نذیر حسین دہلوی

مولوی عبید اللہ سندھی

مفتی کفایت اللہ دہلوی

حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی ۱۳۴۰ھ

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ جیلانی گولڑہ شریف ۱۳۵۶ھ

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی

حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری ۱۳۱۱ھ

حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

مولوی ابوالکلام آزاد

مولوی شبلی نعمانی

مولوی احمد علی لاہوری

مولوی ثناء اللہ امرتسری

مولوی غلام خان راولپنڈی

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری

امام فلسفہ و حکمت، مجاہد ملت، علامہ فضل حق خیرآبادی ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ڈائریکٹ شاگرد ہیں اور امام احمد رضا خان بریلوی دو واسطہ سے شاہ عبدالعزیز کے شاگرد ہیں۔ مولانا عبدالسمیع بیدل ، مولانا عبدالحق الہ آبادی اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی تینوں عالم شریعت ، عارف طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بافیض خلیفہ ہیں۔

تمام اکابر اہل سنت ہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، علامہ فضل حق خیرآبادی ،علامہ فضلِ رسول بدایونی ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ، امام احمد رضا بریلوی وغیرہ وغیرہ کے عقائد و نظریات ایک ہیں اور ایک تل کے برابر فرق نہیں پائیں گے ۔ اور تمام اکابر اہل سنت فرقہ وہابیہ کے عقائد ضالہ و نظریات باطلہ کے سخت مخالف ہیں ان کی تصانیف اس سلسلہ میں سب سے بڑی دلیل ہے۔ رد وہابیت میں امام احمد رضا تنہا نہیں بلکہ جن حضرات علماء اہل سنت کی ہم نے فہرست دی ہے انہوں نے بھی وہابیہ دیوبندیہ کے گستاخانہ عقائد کے خلاف معرکتہ آراء کتابیں تصنیف فرمائیں جن کا تعارف آگے انشاء اللہ تعالیٰ کرایا جائے گا۔

بعض مخالفین امام احمد رضا بریلوی کی لازوال شخصیت پر بے بنیاد اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے نئے فرقہ کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ وہ علمائے اہل سنت کی قطار میں بڑی شان سے کھڑے ہیں ان کی تصانیف گواہ ہیں کہ

وہ سلف الصالحین کے بہترین خلف تھے وہ اگلے علمائے اہل سنت کے علوم و معارف کے وارث تھے، انہوں نے کسی فرقے کی بنیاد نہیں رکھی وہ اہل سنت و جماعت کے عالم باعمل، صوفی باصفا، مبلغ و ترجمان تھے۔ وہ مسلکاً سنی، مذہباً، حنفی، مشرباً قادری مولدً بریلوی تھے۔ وہ ولی الہٰی اسکول سے فیض یاب تھے ان کی تصانیف سے ان کا علمی و روحانی بلند مقام واضح ہوتا ہے۔

علامہ فضل حق خیرآبادی کا سلسلہ تلامذہ ایک طویل سلسلہ ہے اس کا فیضان آج بھی ہند وسندھ میں جاری ہے۔ کئی علمی سلسلے اسی کڑی سے وابستہ ہیں، آج مدارس و ممبر کی زینت اسی سلسلہ کے خوشہ چین ہیں۔ ایک مختصر جھلک پیش نظر ہے۔

۱۔ صاحبزادہ علامہ عبدالحق خیرآبادی

۲۔ علامہ ہدایت اللہ خان جونپوری کے تلامذہ میں: علامہ سلیمان اشرف بہاری، مفتی امجد علی اعظمی، علامہ یار محمد بندیالوی وغیرہ

۳۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری کے تلامذہ میں: شبلی نعمانی

۴۔ مولانا ہدایت علی بریلوی کے تلامذہ میں: مولانا فضل حق رامپوری

۵۔ مولانا خیرالدین دہلوی کا ناخلف بیٹا: ابوالکلام آزاد

آپ کے صاحبزادے علامۃ الزمان حضرت عبدالحق خیرآبادی کے بھی بے شمار تلامذہ تھے ان میں ایک نامور نام حضرت علامہ حکیم سید برکات احمد بہاری ٹونکی (۱۳۴۷ھ) جنہوں نے ''خیرآبادی سلسلہ'' کو اور آگے بڑھایا تاحیات خیرآبادی شمع کو روشن رکھا بلکہ اس شمع علم و حکمت سے بے شمار پیاسوں نے پیاس بجھائی ان میں ایک معتبر نام علامۃ الہند مولانا معین الدین اجمیری (۱۳۵۹ھ) ہے جن سے ہند و سندھ کے اکثر اکابر علماء اہل سنت اکتساب فیض کیا۔ (باغی ہندوستان صفحہ ۱۶۵)

اب بتایئے! اصلی کون؟

مشہور غیر مقلد مصنف مولوی وحید الزماں حیدر آبادی (۱۳۳۸ھ)

نے لکھا ہے:

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کی ہے۔
(ھدیۃ المہدی مطبوعہ دہلی)

مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی کو بھی تقویۃ الایمان سے شکایت ہے، لکھتے ہیں:

تقویۃ الایمان کی اشاعت میں ہمارے سلفی بھائیوں (اہل حدیث، دیوبندی بھائی بھائی) نے بھی ہمیشہ دلچسپی لی ہے اور اس کے عربی ترجمے بھی شائع کئے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانانِ ہند و پاک جن کی تعداد ۲۰ کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں۔ دو گروہ میں بٹ گئے ہیں۔ ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔ (انوار الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۷ مکتبہ ناشر العلوم بجنور)

مولوی شمس الدین دیوبندی (درویش والے) اپنی کتاب ''غلغلہ'' میں تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں:

انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول کیلئے...... یہ کتاب لکھوائی۔ ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیا سوسائٹی لندن سے تقویۃ الایمان انگریزی میں ترجمہ کروا کے اسے دور دراز تک پھیلایا۔ (ہنٹر ہنٹر از سر سید علیگڑھ صفحہ ۵۷ بحوالہ سنی تقویۃ الایمان صفحہ ۶)

مشرق وسطیٰ کے عیسائیوں نے اس کتاب کی تشہیر کے لئے مشہور عربی لغت ''المنجد'' میں اس کا تذکرہ شایع کیا اور لکھا کہ اثبات توحید اور

تردید شرک میں مولانا اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی نے بڑا کام کیا اور تقویۃ الایمان لکھی ۔ ملاحظہ ہو:

''خاندان ولی اللہ کے اکابر اور ان کی تصانیف کو نظر انداز کر کے شاہ اسماعیل اور اسکی '' تقویۃ الایمان'' کا تذکرہ عیسائیوں نے ضروری سمجھا (غلغلہ صفحہ ۱۸)

پروفیسر شجاع الدین نے ۱۹۶۵ء میں پروفیسر خالد بزمی کو لکھا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے (مفت) تقسیم کی ہے۔ (العلامہ فضل حق خیرآبادی صفحہ ۱۵۲ مصنفہ ڈاکٹر قمر النساء ایم۔اے)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور شاگرد حضرت شاہ مخصوص اللہ دہلوی نے ''تقویۃ الایمان کا رد'' معید الایمان'' کے نام سے لکھا اور تقویۃ الایمان کا نام ''فا'' کے ساتھ تفویۃ الایمان (یعنی برائی اور بگاڑ پھیلانے اور ایمان کو ضائع کرنے والی کتاب) رکھا۔

ان کے بقول جب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تقویۃ الایمان کو سنا تو فرمایا:

اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو (رد شیعہ میں) '' تحفہ اثنا عشریہ'' کا سا اس کا رد بھی لکھتا۔ (مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان صفحہ ۴۹)

آپ (اسماعیل دہلوی) کے آباد و اجداد جو علم و فضل اور تقویٰ و دیانت میں مسلم الثبوت تھے آپ ان کے مذہب (حنفیہ) کے خلاف رفع یدین کیا کرتے تھے ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ایماء پر حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے مولوی محمد یعقوب کے ذریعے پیغام دیا کہ ''رفع یدین'' چھوڑ دو، اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا

جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا کہ جو شخص میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

اس پر شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے فرمایا:

"بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ (بھتیجہ) اسماعیل عالم ہوگیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نا سمجھا، یہ حکم تو اس وقت ہے جبکہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور مانحن فیہ (جس مسئلہ کے متعلق گفتگو ہے) میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کہ کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے یونہی ارسال (رفع یدین نہ کرنا) بھی سنت ہے۔" (ارواح ثلاثہ از اشرف تھانوی صفحہ۱۱۹)

نوٹ: رفع یدین کرنا منسوخ سنت ہے اور رفع یدین نہ کرنا ناسخ سنت ہے۔

پیر پرستی| مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی نے اپنے پیر کی نام نہاد امامت سے اختلاف کرنے والوں کے متعلق یہ فتویٰ جاری کیا:

جو شخص آنجناب (سید احمد پیر) کی امامت ابتداً ہی سے قبول نہ کرے یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے وہ باغی ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اور اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے۔ اسکی ہتک و بےحرمتی کرنی فسادیوں کی ہتک کی طرح رب العباد کی عین مرضی۔ کیونکہ ایسے لوگ احادیث متواترہ کے حکم سے کتے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں۔ اس معاملہ میں عاجز کا یہی مسلک ہے۔ لہذا اعتراض کرنیوالوں کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے نہ کہ تحریر و تقریر۔

(مکتوبات سید احمد شہید صفحہ۱۶۹ مکتوب نمبر۳۱)

مولوی ابوالحسن ندوی کے پیش نظر مکتوب کا جو قلمی نسخہ رہا ہے اس میں

کتے کی چال چلنے والے (کلاب رفتار) کی بجائے کلاب النار ہیں یعنی دوزخ کے کتے۔'' (سیرت سید احمد شہید ج ا صفحہ ۵۳۳ بحوالہ سنی تقویۃ الایمان صفحہ)

ایک طرف مولوی اسماعیل پیر پرستی میں اس بدمست شرابی کی طرح نظر آرہا ہے جس کے منہ میں جو کچھ آتا ہے جوش میں بکتا جاتا ہے اور دوسری طرف پیغمبر اسلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تنقیص و تقیداور توہین و گستاخی سے ان کی کتاب تقویۃ الایمان بھری پڑی ہے۔ اسماعیل کا دوغلہ مذہب سمجھ سے ماورا ہے۔

اسماعیلی نظریات اور اس کا رد

وہابی افکار و نظریات پر مشتمل کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں سے چند گستاخیاں درج ذیل ہیں:

ا۔ ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (صفحہ ۲۲ مطبوعہ دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی ۱۹۷۸ء)

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ معاذ اللہ صفحہ ۸۶

۳۔ سو اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ (صفحہ ۸۵)

۴۔ جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا علی (رضی اللہ عنہ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (صفحہ ۵۵)

۵۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (صفحہ ۸۲)

۶۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (صفحہ ۷۸)

۷۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے: اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ (صفحہ ۳۵ ۔ ۳۹)

۸۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ (صفحہ ۴۳)

۹۔ محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔ (صفحہ ۷۹)

۱۰۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ (صفحہ ۸۲)

۱۱۔ مولوی اسماعیل کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے لیکن جب چاہتا ہے غیب کا علم دریافت کرتا ہے۔ انہی کی تحریر میں لکھا ہے:

''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو...... بھوت و پری کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی۔'' (صفحہ ۲۹)

ان خیالات فاسدہ و عقائد غلیظہ کے منظر عام پر آتے ہی ہندوستان میں فرقہ پرستی کا دور شروع ہوا اور ایک زبردست ہنگامہ کھڑا ہوگیا اور ہند کے سارے علمائے اہل سنت نے بروقت میدان عمل میں نکل آئے اور ان کی مخالفت کی جس کی ایک ہلکی سی تصویر ابوالکلام آزاد وہابی نے اپنے الفاظ میں یوں کھینچی ہے:

> مولانا محمد اسماعیل، مولانا منورالدین دہلوی (متوفی ۱۲۳۷ھ شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی) کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے ''تقویۃ الایمان'' اور ''جلاء العینین'' لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہل چل پڑ گئی۔

ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد میں کیا۔ تمام علماء ہند سے (اسماعیل کے خلاف) فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین شریفین سے (اسماعیل کے خلاف) فتویٰ منگوایا۔

اس معاملے میں مولانا فضل امام خیر آبادی (والد علامہ فضل حق خیر آبادی) اور دیگر علماء ان کے (مولانا منور الدین دہلوی کے) شریک و معاون تھے۔ چنانچہ ایک تصنیف خاص مسئلہ امتناع نظیر خاتم النبیین پر ہے۔ جس میں بڑے ہی شرح بسط سے معقولات کی بناء پر بحث کی ہے۔ ایک کتاب مجموعی طور پر تقویۃ الایمان، جلاء العینین اور یک روزی (تصانیف مولوی اسماعیل) کے رد میں ہے۔ اس میں تقویۃ الایمان کے تیس (۳۰) مسئلے مابہ النزاع منتخب کیے ہیں اور پھر تیس بابوں میں ان کا رد کیا ہے۔

ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل کے عقائد کا رد خود انکے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے کیا جائے ۔ چنانچہ اس میں ہر مسئلے کے رد میں شاہ عبدالرحیم ، شاہ ولی اللہ ، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے اقوال سے اپنے نزدیک رد کیا ہے ۔ (آزاد کی کہانی صفحہ ۸۱)

اسی بدعقیدگی اور مذہب کے معاملہ میں من مانی کی بناء پر مولوی اسماعیل دہلوی سے بزرگ مشائخ طریقت اور اکابر علماء اہل سنت ناراض تھے۔ چنانچہ شیخ العلماء علامہ فضلِ رسول بدایونی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

> مولوی اسماعیل کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی۔ بزرگ اُن کے اس سبب سے ان سے ناراض تھے ۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ

ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کرکے قابض کرادیا۔ مگر مولوی اسماعیل کو کچھ نہ دیا۔ جب شاہ صاحب نے انتقال کیا۔ کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسماعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے ۔ تین چشمے فساد کے دین میں ان کی ذات سے جاری ہوئے۔ (سیف الجبار صفحہ ۴۸)

امام اہل سنت شیخ طریقت حضرت علامہ فضلِ رسول بدایونی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیف لطیف میں لکھتے ہیں:

مولوی اسماعیل کے مذہب پر تمام اولین و آخرین کے واسطے شفاعت نہیں ہوسکتی۔ فائدہ شفاعت کے بیان میں جو مولوی اسماعیل نے لکھا ان کے روبرو اس کا رد ہوا ۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی جزاہ اللہ خیراً نے ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' کمال شرح و بسط سے لکھا اور مولوی اسماعیل کی تکفیر ثابت کی اور علماء دیندار کی اس پر مہریں ہوئیں۔ اور کچھ جواب اس کا نہ ہوسکا جس کا جی چاہے بتفصیل وہاں دیکھ لے ۔ یہاں اس قدر ثابت کرنا مقصود تھا کہ مولوی اسماعیل کا بیان کتاب و سنت اور مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے (فوز المبین بشفاعۃ الشافعین صفحہ ۱۸)

مولوی اسماعیل پر کفر کا فتویٰ امام احمد رضا بریلوی نے نہیں دیا اس لئے کہ وہ ان کے ہمعصر نہ تھے ہاں باقی ان کی کفری عبارات کی نشاندہی اپنی کتاب سبحان السبوح میں کی ہے ۔ شیخ نجدی پر کفری فتویٰ لگانے والے علماء عرب تھے ان میں اکثریت ہمعصر اور اساتذہ تھے اور مولوی اسماعیل پر کفر کی فتویٰ لگانے والے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا خاندان ان کے تلامذہ اور اسماعیل کے ھمعصر نام ور علماء اہل سنت جس میں اکثریت دہلی کی ہے جنہوں

نے اسماعیل کا بدکردار، گستاخانہ گفتار، بے ادب لب و لہجہ، شرمناک تقاریر، بے ہودہ تحریریں، کم علمی، تشدد پسند رویہ، زنگ آلود ذہنیت، محدود سوچ، فہم و فراست سے آزاد، عقل و دماغ سے خالی اور انتہائی جذباتی کیفیت بخوبی دیکھ چکے تھے۔

حضرت مولانا خیر الدین دہلوی (رحلت نوے سال کی عمر میں ۱۹۰۸ء) مولوی اسماعیل دہلوی کی شان باری تعالےٰ شان مصطفیٰ اور شان ولایت میں تحریری و تقریری طور پر گستاخیاں و بے باکیاں ملاحظہ فرما چکے تھے اس لئے وہابیت دیوبندیت کو اسلام کے لئے زیادہ خطرناک اژدھا سمجھنے لگے۔ یہی مولانا صاحب ابوالکلام آزاد وہابی کے والد گرامی تھے۔
آزاد صاحب لکھتے ہیں:

> انہیں (میرے والد مولانا خیرالدین کو) جس قدر کاوش تھی وہ صرف وہابیوں سے تھی...... اور مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی مرحوم سے (مذہبی اعتقادی) رنج کی وجہ سے ان کا بڑا وقت وہابیوں کی مخالفت ہی میں صرف ہوا...... نجدیوں کا حملہ ابھی پرانا نہیں ہوا تھا اور بہت سے پولیٹیکل اسباب بھی ایسے تھے جن کی وجہ سے عرب اور ترک وہابیوں سے سخت تعرض و نفرت رکھتے تھے ......والد (خیرالدین) مرحوم نے (وہابیوں کے رد میں) ایک کتاب نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھی جو ان کی سب تصانیف میں سب سے بڑی ہے اس کا نام ''نجم الرجم الشیاطین'' ہے - یہ دس (۱۰) جلدوں میں ختم ہوئی ہے ...... انہوں (والد مرحوم) نے میرے (ابوالکلام کے) بارے میں فرمایا ''مجھے اس کے آثار اچھے نظر نہیں آتے -'' (آزاد کی کہانی صفحہ) محاسبہ دیوبندیت صفحہ ۲۲۳)

اعلیٰ حضرت سے بہت پہلے علماء اہل سنت نے بروقت نئے فرقے وہابیت کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کا بھرپور رد کیا۔
اب بتایئے اصلی کون ؟
مولوی محمد جعفر تھانیسری تاریخ عجیبہ (۱۲۹۶ھ) المعروف ''کالا پانی'' (مشمولہ صفحہ ۳۹۲ مکتوبات سید احمد شہید مطبوعہ کراچی) میں ایک حقیقت لکھتے ہیں:

''میری موجودگی ہند کے وقت (۱۲۷۸ھ) شاید پنجاب بھر میں وہاں دس بھی وہابی عقیدہ کے مسلمان موجود نہ تھے اور اب (۱۲۹۶ھ) میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم چہارم حصہ وہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں۔''

یعنی پنجاب میں بڑی تیزی سے مولانا اسماعیل دہلوی کا ''وہابی مذہب'' پھیل رہا ہے۔ یہ بات محمد جعفر تھانیسری نے لکھی ہے جو مولانا اسماعیل کے معتقد اور ان کے تذکرہ نگار ہیں (مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰)

اب بتایئے ! فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے صراط مستقیم پر کون ہے ؟ اصلی کون ؟ اور اتحاد و یگانیت کو پارہ پارہ کر کے فرقہ واریت کس نے کی؟ اور یہ بھی بتایئے کہ مولوی اسماعیل نے ابن عبدالوہاب نجدی کا مذہب وہابی کو ہندوستان میں پھیلا کر بابائے وہابیت بنے یا نہ؟

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے عقیدہ ''امکان نظیر'' کی حمایت میں کہدیا کہ ''اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا (معاذاللہ) ممکن ہے۔ اس سے ایک اور بحث کا دروازہ کھل گیا۔

۱۔ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری نے اسماعیلی نظریہ کے خلاف ایک رسالہ مبارکہ ''تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان'' لکھا اور اس میں ''مناظرہ بہاولپور'' کے دیوبندی استدلالات پر بھی کلام کیا (تذکرہ علمائے اہل سنت)

۲۔حضرت علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکی نے ''الصمصام القاضب لرأس المفتری علی اللہ الکذب'' لکھی۔

۳۔مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے '' عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب'' لکھ کر عقیدہ امکان کذب کا رد بلیغ فرمایا۔ (تحقیق الفتویٰ صفحہ ۶۱)

۴۔قطب العالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ نے ۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو انجمن نعمانیہ لاہور کے پچیسویں سالانہ جلسہ میں تقریر فرمائی۔ مشہور محدث حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ ، بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اپنے خطبہ میں'' مسئلہ امتناع نظیر'' اس عمدگی سے بیان کیا کہ اہل علم عش عش کر اٹھے۔ (تحقیق الفتویٰ مقدمہ)

۵۔امکان کذب باری تعالیٰ کے رد میں امام احمد رضا قادری حنفی بریلوی نے متعدد رسائل تحریر فرمائے جو کتاب کی صورت میں ''سبحٰن السبوح عن عیب کذب (۱۳۰۷ھ) میں چھپ چکے ہیں ۔ آج تک بفضلہٖ تعالیٰ کسی کو ان کے جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اب خدارا صحیح فیصلہ کیجئے کہ امام احمد رضا کسی نئے فرقے کے بانی ہیں یا وہ علمائے اہل سنت سلف کی پیروی میں فرقہ جدیدہ کے رد میں پیش پیش ہیں۔

علامہ شیخ فضلِ رسول بدایونی اور مولوی اسماعیل

اسماعیل دہلوی کے معاصر سیف اللہ المسلول مجاہد اسلام امام اہل سنت علامہ فضل رسول بدایونی عثمانی قادری قدس سرہ ہیں۔ آپ کے حالات میں درج ہے کہ آپ حدیث میں حضرت علامہ شیخ محمد عابد سندھی محدث مدنی

حنفی قدس سرہ کے ممتاز شاگرد تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے ان ممتاز علماء و مشائخ میں تھے جنہوں نے ''فتنہ وہابیت'' کے سد باب کے لئے کوشش بلیغ فرمائی (علمائے اہل سنت) آپ نے اسماعیلی نظریات کے رد میں درج ذیل تصانیف تحریر فرمائی:

☆سیف الجبار المسلول علی الاعداء الابرار (عربی) ۱۲۶۵ھ طبع ثانی استنبول ترکی

☆المعتقد المنتقد (عربی) ۱۲۷۰ھ مطبوعہ استنبول (ترکی)، مبارکپور (انڈیا)، کراچی

☆فوز المبین بشفاعۃ الشافعین

☆سوط الرحمن

☆ بوارق محمدیہ علیٰ ارغامات النجدیہ

آپ نے بوقت وصال قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی سے فرمایا:

> تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا ہوں۔ الحمدللہ! فرقہ باطلہ اسماعیلیہ وہابیہ اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا۔ دربار رسالت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی (محاسبہ دیوبندیت صفحہ ۲۲۱)

المعتقد المنتقد وہابی نجدی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، ندوی، شیعہ اور غیر مقلدین وغیرہ فرقوں کے عقائد باطلہ کی تردید میں لاجواب کتاب ہے۔ اس پر درج ذیل نامور علماء و مشائخ نے زوردار تقاریظ رقم فرمائی۔

۱۔ علامہ فضل حق خیر آبادی

۲۔ مفتی محمد صدر الدین خان آرزو دہلوی

۳۔ علامہ شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی رامپوری

۴۔ حضرت علامہ حیدر علی

اسی کتاب کی عربی میں شرح مسمیٰ " المستند المعتمد بنأ نجاۃ

الابد" (۱۳۲۰ھ) امام احمد رضا خان بریلوی نے تحریر فرمائی۔

ہر مقام پر پرکھئے! امام احمد رضا سلف الصالحین و اکابر علمائے اہل سنت کے ساتھ تعلق کو قائم کیا ہے ان کی اتباع کی، ان کی آواز کو بلند کیا، ان کے موقف پر مزید دلائل قائم فرما کر موقف کو مزید مستحکم و مضبوط کیا، ان کی کتابوں پر حواشی لکھے۔ اس کے باوجود امام احمد رضا کو ایک نئے فرقے کے ساتھ منسلک کرنا سراسر ناانصافی، زیادتی اور ڈھٹائی ہوگا۔

حضرت فضل رسول کے فرزند ارجمند حضرت محبّ رسول، عاشق مدینہ علامہ عبدالقادر بدایونی قادری علیہ الرحمۃ نے مولوی نذیر حسین دہلوی (غیر مقلدوں کے امام) کی تردید میں ایک عظیم الشان کتاب "حقیقۃ الشفاعۃ علی طریق اہل السنۃ" تحریر فرمائی۔ آپ کی شان میں امام احمد رضا بریلوی نے قصیدہ "چراغ انس" قلمبند کیا۔ فرماتے ہیں:

سنیت سے پھرا ہدیٰ سے پھرا
اب جو تجھ سے پھرا محبّ رسول
آج قائم ہے دم قدم سے ترے
دین حق کی بنا محبّ رسول

شاہ ولی اللہ دہلوی اور رد وہابیت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے معمولات و افکار کا مستند مجموعہ "القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مطبوعہ دہلی ۱۹۸۹ء) جو کہ آپ کے مرید صادق مولانا محمد عاشق نے مرتب کیا تھا اور شاہ صاحب نے بھی ایک طائرانہ نظر سے ملاحظہ فرمایا تھا۔ اس کی روشنی میں شاہ صاحب کے

مسلک کا جائزہ لیں ، امام احمد رضا کی تصانیف کو اٹھا کر دیکھیں یکسانیت نظر آئے گی اور وہابیت کی بیخ کنی نظر آئے گی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولوی اسماعیل

مولوی اسماعیل کی شکایت حضرت علامہ رئیس العلماء شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت الفاظ سے یاد کیا اور کہا:

> میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب (نام نہاد کتاب التوحید) بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ (کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آجکل بیمار ہوں اگر صحت ہوگئی تو میں ''کتاب التوحید'' کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔'' (کتاب فریاد المسلمین صفحہ ۹۰ مرتبہ مفتی محمد حسین بجنوری محاسبہ ۳۱۹)

مولوی اسماعیل دہلوی کے مزاج میں ابتداً ہی سے آزاد خیالی اور لاابالی پن پایا جاتا تھا۔ تعلیم کے دوران بقول مرزا حیرت دہلوی یہ عالم تھا کہ:

> نہ آپ مطالعہ کرتے ، نہ گھر میں جا کے سبق یاد کرتے تھے۔ تو اکثر یہ ہو جاتا تھا کہ جب آپ دوسرے دن سبق پڑھنے کیلئے کتاب کھولتے تھے تو یہ بھول جایا کرتے تھے کہ کل سبق کہاں تک پڑھا تھا۔'' (حیات طیبہ صفحہ ۳۹ بحوالہ

تحقیق الفتوی مقدمہ صفحہ ۲۷)

یہ مرزا صاحب روایت بیان کرنے والا کون ہے؟ کوئی بریلوی عالم ہے؟ نہیں نہیں یہ انہی کے گھر کا فرد ہے اور مولوی اسماعیل کا سوانح نگار ہے، حیات طیبہ اسماعیل کی سوانح پر مشتمل کتاب ہے۔ اسی طبیعت ابالا پن کو شاہ صاحب نے بھانپ لیا تھا اس لئے آزاد خیالی سے منع کیا لیکن اس کم علم نے وہابیت کو سر وچشم قبول کرلیا۔

صوفی عبدالرحمٰن سندھی اور مولوی اسماعیل

مولوی اسماعیل دہلوی بالا کوٹ جاتے ہوئے تہدیداً حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰن وجودی سندھی ثم لکھنوی سے کہا تھا۔ واپس آکر تمہاری خبر لوں گا۔حضرت نے جواب میں فرمایا: "پہلے تم واپس بھی تو آجاؤ"۔ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید۔ مولوی اسماعیل ۱۲۴۶ھ میں خوانین بالا کوٹ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔ اس طرح حضرت کا ارشاد مبارک ظہور میں آیا (تذکرہ علماء اہل سنت) نہ واپس آئے اور نہ حضرت کا کچھ بگاڑ سکے۔

شیخ احمد سعید مجددی اور مولوی اسماعیل

شیخ طریقت علامۃ الزمان حضرت شیخ احمد سعید مجددی رامپوری قدس سرہ (۱۲۷۷ھ) کے اکسٹھ خلفاء تھے جو افغانستان بخارا وسمرقند وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ دیوبندی علماء کے اکابر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا نام بھی آتا ہے کہ انہوں نے حضرت سے اکتساب علم کیا تھا لیکن بعد میں بدعقیدہ

ہوئے اور اپنے استاد اور سلف کے راستہ سے ہٹ گئے۔

حضرت احمد سعید نے اسماعیل دہلوی کی تردید میں مشہور کتاب ''حق المبین فی رد علی الوہابین'' تصنیف فرمائی۔ (تذکرہ علماء اہل سنت کانپور)

آپ کے متعلق آپ کے لخت جگر حضرت محمد مظہر نقشبندی مہاجر مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں:

وہ کسی کی برائی نہیں کرتے تھے سوائے ''وہابیہ'' کے گمراہ فرقہ کے تاکہ لوگوں کو ان کے افعال و اقوال کی قباحت سے ڈرائیں۔'' (مناقب احمدیہ)

معلوم ہوا حضرت شیخ صاحب اصلی ہیں اور نافرمان شاگرد جعلی ہیں اس نے اصلی کو چھوڑ کر جعلی کی پیروی کی، استاد سے تعلق منقطع کر کے نجدی سے تعلق جوڑا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولوی اسماعیل

اسماعیل کے معاصر، قائد تحریک آزادی، بطل حریت، مجاہد اسلام، امام مناطقہ، رئیس العلماء، علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۲۷۸ھ) کے متعلق حضرت عارف کامل فضل رسول بدایونی فرماتے ہیں:

مولوی فضل حق خیر آبادی نے (جزاہ اللہ خیراً) کہ علم و فضل میں مولوی اسماعیل وغیرہ کو ان سے کچھ نسبت نہیں۔ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد سے جو کہ یگانہ عصر تھے حاصل کئے۔

مولوی اسماعیل کے روبرو ان کا رد و ابطال کیا اور تکفیر کی نوبت تحریر

کی آئی ، مسئلہ شفاعت میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذبوجی کچھ جواب میں
کی ، آخر کو عاجز و ساکت ہوگئے اور تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی'' کمال
شرح و سبط سے مولوی فضل حق صاحب نے لکھا۔ (سیف الجبار)
مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت شریف کا انکار کیا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے تحقیق الفتوی میں لکھا ہے:

قائل ایں کلام لا طائل از روئے شرع مبین کافر و بے دین
است ہرگز مومن و مسلمان نیست۔
یعنی اس کلام لاطال کا قائل شرعاً کافر و بے دین ہے ہر
گز مومن و مسلمان نہیں ہے۔(محاسبہ)

علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ
الایمان کے رد میں ''تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی'' (فارسی ۱۲۴۰ھ طبع اول
۱۳۹۹ھ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی بندیال شریف ضلع خوشاب) تحریر فرمائی۔
تحقیق الفتوی کے جواب میں مولوی اسماعیل دہلوی کے شاگرد مولوی
حیدر علی ٹونکی نے ایک رسالہ لکھا جس کے جواب میں امام حکمت و کلام علامہ
فضل حق خیر آبادی نے ''امتناع النظیر'' (فارسی) ایسی شہرہ آفاق کتاب لکھی۔
جس کا جواب آج تک کسی سے نہ بن سکا۔ حضرت علامہ پروفیسر سید سلیمان
اشرف بہاری سابق صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کوشش سے
امتناع النظیر ایک دفعہ چھپی۔
اب یہی کتاب فارسی متن، عربی مقدمہ (مقدمہ نگار علامہ عبدالحکیم
شرف قادری) کے ساتھ لاہور سے دوبارہ شائع ہوئی ہے۔
تحقیق الفتوی پر شاہ عبدالعزیز دہلوی (یعنی مولوی اسماعیل کے چچا و
استاد) کے سترہ (۱۷) نامی گرامی شاگردوں کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔
میر محبوب علی جامع ترمذی میں مولانا اسماعیل کے ہم سبق اور ان کے سرگرم
انصار میں سے تھے۔ انہوں نے تقویۃ الایمان پر حاشیہ لکھا ہے، انہوں نے

تحقیق الفتویٰ کا مطالعہ کیا اور یہ لکھا:

(ترجمہ) ”جب میں نے اس کتاب کے دعاوی اور ان کے دلائل کسی عناد اور مخالفت کے بغیر نظر انصاف سے دیکھے، اُسے ایسا حق پایا کہ باطل کی طرف سے اُسے لاحق نہیں ہوسکتا۔ لہذا میں نے اُس پر مُہر تصدیق ثبت کردی“۔ (مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان صفحہ ۶۵ مطبوعہ دہلی مؤلف شیخ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی)

مفتی محمد غوث ہزاروی اور مولوی اسماعیل

حضرت مولانا قاضی عبدالسبحان ہزاروی ۱۹۵۸ء میں انتقال کیا۔ کئی علماء آپ کے شاگرد ہیں اور ڈزن کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کے دادا بزرگوار مولانا مفتی محمد غوث ہزاروی (صوبہ سرحد) نے ”تقویۃ الایمان“ کا رد لکھا تھا۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت کانپور)

مفتی محمد غوث، امام احمد رضا کے شاگرد و خلیفہ تھے؟ بریلی کے دارالعلوم رضویہ منظر اسلام کے فاضل تھے؟ نہیں بالکل نہیں۔ اس کے باوجود مولوی اسماعیل کے باطل عقائد کا رد بلیغ کیا۔

دراصل میں علماء حق اہل سنت، اتحاد و یگانیت کے خلاف جب کوئی اٹھتی ہوئی آواز سنتے ہیں تو بروقت اس کے خلاف میدان عمل میں نکل آتے ہیں اور یہ اپنی علمی و منصبی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

علمائے اہل سنت کی جانب سے مولوی اسماعیل کی رد میں لکھی گئی کتب

١۔معید الایمان رد تقویۃ الایمان ۔ علامہ محمد مخصوص اللہ دہلوی بن شاہ رفیع الدین محدث دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔

٢۔تحقیق الحقیقۃ۔ اس میں علامہ فضل رسول بدایونی کا استفسار اسماعیل کے متعلق اور مولانا مخصوص اللہ دہلوی کا جواب ہے ۔١٢٦٧ھ میں بمبئی سے شائع ہوا ہے۔

٣۔ حجۃ العمل فی اثبات الحیل۔ مولانا علامہ محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

٤۔تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ۔ امام العلماء علامہ فضل حق خیر آبادی شہید

٥۔سیف الجبار ۔صدر العلماء علامہ فضلِ رسول قادری بدایونی

٦۔ المعتقد المنتقد ۔ صدر العلماء علامہ فضلِ رسول قادری بدایونی

٧۔فوز المبین بشفاعۃ الشافعین۔صدر العلماء علامہ فضلِ رسول قادری بدایونی

٨۔متناع النظیر (فارسی) ۔ امام العلماء علامہ فضل حق خیر آبادی

٩۔حق المبین فی رد علی الوہابیین ۔ علامہ شیخ احمد سعید مجددی رامپوری

١٠۔نجم الرجم الشیاطین (١٠ جلدیں) ۔ علامہ خیر الدین دہلوی

١١۔ہدایۃ الوہابیین ۔ مولانا محمد نور اللہ فریدی مرید حضرت صوفی سید عبدالرحمن وجودی سندھی

۱۲۔شرح الصدور فی دفع الشرور ۔ حضرت علامہ پیر سید مخلص الرحمن چاٹگامی ۱۳۰۲ھ

۱۳۔السیف المسلول علیٰ منکر علم غیب الرسول ۔ حضرت علامہ نذیر احمدخان رامپوری

۱٤۔سوط الرحمن علیٰ ظہر الشیطان ۔ حضرت مولانا عبدالقادر حیدرآبادی

۱۵۔بوارق محمدیہ علیٰ ارغامات النجدیہ ۔ علامہ فضل رسول بدایونی

۱٦۔ ازالۃ الشکوک و الاوہام ۔ حضرت مولانا فخر الدین الہ آبادی

۱۷۔شمس الایمان ۔ حضرت مولانا محمد محی الدین بدایونی

۱۸۔مرزا اسداللہ غالب دہلوی (۱۸۶۹ء) نے اسماعیل دہلوی کے رد میں مثنوی لکھی ۔ (کتاب مولوی احسن نانوتوی صفحہ ۹۴)

۱۹۔تبعید الشیاطین بامداد جنود الحق المبین ۔ مولانا سید عبدالصمد سہسوانی

۲۰۔انوار آفتاب صداقت ۔ علامہ قاضی فضل احمد لُدھیانوی مطبوعہ کریمی پریس لاہور ۱۹۲۰ء

۲۱۔بشریٰ للمومنین فی اخراج الوہابین عرف مرقعہ وہابیہ طبع اول دہلی ۱۲٦۸ھ طبع دوم سندہ پریس مرادآباد ۱۳۳۰ھ

۲۲۔فریاد المسلمین ۔ علامہ مفتی محمد حسین رئیس نہتوڑ ضلع بجنور

۲۳۔سیوف البارقہ علیٰ روس الفاسقہ ۔ علامہ عبد اللہ خراسانی

۲٤۔بھونچال برلشکرِ دجال ۔ مطبوعہ قمر الہند لاہور

۲۵۔مسائل کثر حولھا النقاش و الجدال ۔شیخ السید زین بن آل سبط مطبوعہ کویت

۲٦۔اھلاک الوھابیین علی توھین قبور المسلمین ۔ (۱۳۲۲ھ مطبوعہ

بریلی) حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی

۲۷۔الاجازۃ فی الذکر الجہر مع الجنازۃ (اردو) مولانا عمرالدین ہزاروی

۲۸۔الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ قبر خیر البریۃ ۔ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی امام و مدرس مکہ (۱۹۱۵ء)

۲۹۔بلوغ المرام فی مولد النبی علیہ السلام ۔ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی امام و مدرس مکہ (۱۹۱۵)

۳۰۔استحباب القیام عندذکر ولادۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ شیخ فقیہ محدث محمود عطاردمشقی (۱۹۴۳ء)

۳۱۔تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان ۔ علامہ احمد حسن کانپوری صدیقی (۱۳۲۲ھ)

۳۲۔الصمصام القاضب الرأس المفتری علی اللہ الکذب ۔ مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی

۳۳۔عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب ۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (۱۹۲۰ء)

۳۴۔روضۃ النعیم ۱۲۸۸ھ مطبوعہ مصدقہ علماء عرب ۔ مولانا عبدالرحیم دہلوی

۳۵۔غایۃ المرام۔ میلاد و قیام کے جواز میں مطبع علوی خان مع فتویٰ علمائے ہند

۳۶۔اثبات مولد و قیام ۔ مولانا محمد سعید آفندی بغدادی خطیب جامع مسجد غوثیہ بغداد شریف

۳۷۔میزان عدالت فی اثبات شفاعت ۔ مولانا محمد سلطان صاحب کٹکی

۳۸۔ہادی المضلین ۔ حضرت علامہ کریم اللہ صاحب دہلوی

۳۹۔صحیح الایمان ۔ علامہ احمد حسین

٤٠۔شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ المرتدیہ ۔ مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی

٤١۔ذوالفقار حیدریہ علیٰ اعناق الوھابیہ ۔ علامہ سید حیدر شاہ حنفی قادری

٤٢۔سلاح المومنین فی قطع الخارجین ۔ علامہ سید لطف الحق قادری

٤٣۔ھدایت المسلمین الیٰ طریق الحق و الیقین ۔ مولانا قاضی محمد حسین کوفی

٤٤۔مذھب سنیہ رد وھابیہ ۔ مولانا فیض اللہ پنجابی

٤٥۔رجوعاً للشیاطین و دافع وسواس الخناس ۔ مولانا محمد عمر رامپوری

٤٦۔دلیل الیقین فی رد المنکرین ۔ مولانا قادر علی قادرپوری

٤٧۔برھان المومنین علیٰ عقائدالمضلین (عربی) ۔ حضرت مولانا احمد علی یوسف زئی مکی

۴۸۔گلزار حیات ۔ علامہ صبغت اللہ مفتی مدراس (انڈیا)

۴۹۔تنبیہ الوہابیین

٥٠۔ تنزیل التنذیر فی نظیر البشیر و النذیر۔ علامہ قلندر علی زبیری پانی پتی (شاگرد علامہ فضل حق خیر آبادی و استاد مولانا حالی بحوالہ باغی ہندوستان)

٥١۔ الاصول الاربعہ فی تردید الوھابیہ(فارسی) خواجہ محمد حسن جان سرھندی فاروقی

٥٢۔ العقائد الصحیحۃ فی تردید الوھابیۃ النجدیۃ(عربی) خواجہ محمد حسن جان سرھندی فاروقی

٥٣۔اطیب البیان رد تقویۃالایمان(اردو) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی

٥٤۔ رسالہ توحید و شرک۔ علامہ حافظ محمد حسن شاہ

۵۵۔ تحفة المسلمین فی حیات المرسلین۔ علامہ عبداللہ سہارنپوری
۵٦۔ سبیل النجاح فی تحصیل الفلاح۔ علامہ تراب علی لکھنوی
۵۷۔ سفینة النجات۔ مولانا محمد اسلم مدراسی
۵۸۔ نظام الاسلام۔ علامہ محمد وجیہ (کلکتہ)
۵۹۔ تنبیہ الضالین و ھدایة الصالحین۔ جامع فتاویٰ علمائے دھلی
٦٠۔ قوة الایمان رد تقویة الایمان۔ مولانا کرامت علی جونپوری
٦١۔ احقاق الحق۔ مولانا سیدبدرالدین حیدرآبادی
٦٢۔ خیرالزادلیوم المیعاد۔ مولانا ابوالمحمدخیرالدین مدراسی
٦٣۔ نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ۔ علامہ محمد ابراھیم خطیب جامع مسجد بمبئی
٦٤۔ دفع البیان فی رد بعض الاحکام۔ علامہ محمد یونس مترجم عدالت شاھی
٦٥۔ افتائے حرمین کا تازہ عطیہ مطبوعہ ١٣٢٨ھ۔ مرتبہ مولانا سید محمد عبدالرحمن قادری

تحریک آزادی ہند ۱۸۵۷ء

مولوی اسماعیل نے کس طرح انگریز کی غلامی اور اس کی اطاعت میں غلامانہ زندگی گزاری اور دوسری طرف ان کے معاصر، امام المناطقہ، رئیس المجاہدین، سندالکاملین، قائدتحریک آزادی، علامہ فضل حق خیر آبادی کا بے داغ کردار بھی پڑھیے:

علامہ فضل حق نے ترکش سے آخری تیر نکالا بعد نماز جمع جامع مسجد

دہلی میں علماء کے سامنے (انگریز کے خلاف) تقریر کی اور استفتاء پیش کیا۔ مفتی صدر الدین خان آزردہ دہلوی، مولانا عبدالقادر، قاضی فیض اللہ، مولانا فیض احمد بدایونی، وزیر خان اکبر آبادی، سید مبارک حسین رامپوری نے (فتوائے جہاد پر) دستخط کر دیئے۔

اس فتوی کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی۔ دہلی میں نوے ہزار انگریز فوج جمع ہوگئی تھی۔ مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیئے گئے۔ تین شاہزادوں کو قلعہ میں داخل ہوتے ہی انگریز فوج نے گولی کا نشان بنادیا گیا اور ان کے سروں کو ''خوان پوش'' سے ڈھک کر خوان میں لگا کر بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے سامنے بطور تحفہ پیش کیا۔ زندہ مسلمانوں کو سؤر کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤ میں ڈلوانا۔ فتحپوری مسجد سے قلعہ کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کو لٹکانا، مساجد کی بے حرمتی، جامع مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑوں کا باندھنا، حوض میں وضو کے پانی کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈلوانا ناقابل معافی و غیر ممکن تلافی جرم ہیں۔ اب قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو چکا تھا علامہ فضل حق کو بھی انگریز گورنمنٹ نے باغی قرار دیا، اسیر فرنگ ہو کر بند ہوئے۔

۱۸۵۹ء میں ''فتوی جہاد'' کی پاداش یا جرم ''بغاوت'' میں مولانا فضل حق ماخوذ ہو کر سیتاپور سے لکھنؤ لائے گئے اور مقدمہ چلایا گیا۔ جج بار بار روکتا رہا کہ مولانا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مگر مولانا کے شان استقلال پر قربان جایئے۔ خدا کا شیر گرج کر کہتا ہے کہ ''وہ فتوی جہاد صحیح ہے اور میرا ہی لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے''۔

مولانا کے اقرار و توثیق کے بعد اب گنجائش ہی کیا باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ انگریز کورٹ نے حبس دوام بعبور دریائے شور (کالا پانی) کا حکم سنایا۔ علامہ نے بکمال مسرت و خندہ پیشانی اس سزا کو قبول فرمایا اور وہیں انتقال فرمایا۔ یہی

وہ مجاہد جلیل ہے جس نے "سرزمینِ ہند" پر "آزاد ہند" کی داغ بیل ڈالی۔

علامہ کے جزیرہ انڈمان پہنچنے سے پہلے علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی (مصنف سیرت طیبہ تاریخ حبیب الہ) مفتی مظہر کریم اور دوسرے مجاہد علماء اہل سنت وہاں پہنچ چکے تھے (خون کے آنسو) اہل سنت کے نامور عالم علامہ فضل حق نے جہاد کا فتویٰ جاری کیا، علمائے اہل سنت نے دستخط کیے، پھر آپ نے ہندوستان کے چھپ چھپ کر دورے کیے، مختلف مسلم ریاستوں کے حکمرانوں سے ملے، بعض کو خطوط کے ذریعے انگریز کی مسلم دشمنی فریب کاری اور مسلم ممالک پر قبضے سے آگاہ کیا اور انہیں انگریز کے خلاف جہاد کے لیے منظم کرنے کی بھرپور کوشش فرمائی لیکن غداروں کے سبب مسلم حکومت کمزور اور سازشوں کا شکار ہوگئی جس کے نتیجے میں انگریز ملک پر قابض ومسلط ہوگیا۔ انگریز قابض ہونے کے بعد فتویٰ جہاد اور محاذ آرائی کے سبب علمائے اہل سنت کی زندگیاں اجیرن بن گئیں انہیں بہت ستایا قید و بند کی سزائیں سنائی گئیں جیسا کہ آپ اس سے پہلے پڑھ کر آئے لیکن اس تحریک پر طائرانہ نظر سے دیکھیں اس جہاد میں ایک بھی وہابی غیر مقلد دیوبندی مودودی نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ زر خرید مولویوں کو انعام و اکرام میں جاگیریں ملی اور ماہانہ تنخواہیں جاری ہوئیں۔

دوسری جانب دیوبندیوں کے اکابر مولوی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کے پاؤں مضبوط کرنے کے لیے مسلمانوں میں جا بجا انگریزوں کی حمایت میں تقریریں کیں اور مسلمانوں کو انگریزوں سے جہاد کرنے سے روکا۔ چنانچہ سوانح احمدی میں ہے:

> اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسماعیل شہید واعظ فرمارہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریز پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا: ایسی بے ضرر اور غیر متعصب

سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔(سوانح احمدی صفحہ ۷۳)

تحریک آزادی سے پہلے تحریک بالا کوٹ کے وقت کیا ہوا ایک مزید حوالہ انہیں کی معتبر و مستند کتاب سے ملاحظہ فرمائیں:

سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل دہلوی کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹنٹ گورنر ممالک مغربی...... کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرنے کو ہیں۔ سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے۔ لیفٹنٹ گورنر صاحب نے صاف لکھ دیا کہ "ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں۔" (حیات طیبہ صفحہ ۳۰۲)

اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ "اسماعیلی جہاد" قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تقاضے کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ انگریز بہادر کے ایما و اشارے اور ان کی اجازت و رضا پر موقوف تھا۔

"اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں؟ حضرت (سید صاحب، اسماعیل دہلوی کے مرشد) نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں...... (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۱۹۰ جلد ا ابوالحسن ندوی)

ایک اور روایت سنیے!:

"سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب، طرفین کا خون بلا سبب گرادیں۔" (تاریخ عجیبہ صفحہ ۹۱)

مولوی اسماعیل اینڈ کمپنی کے ہاں ظالم غاصب انگریز سے جہاد کسی

طرح بھی جائز نہیں لیکن سرحدی سنی حنفی مسلمانوں سے جہاد نہ صرف جائز بلکہ عین اسلام نظر آیا۔

''سید صاحب نے پہلا جہاد مسمیٰ یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۷۰)

اب میں ناظرین کرام کا انصاف چاہتا ہوں کہ یار محمد خان یہ کسی مسلمان کا نام ہے؟ یا کسی سکھ (سردار جی) کا؟ اور ملک یاغستان یہ اسلامی مملکت کا زیرنگیں ملک ہے یا سکھستان کا؟ انگریزوں نے مولوی اسماعیل کو سکھوں سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا یا غریب افغانی پٹھانوں سے جنگ و جدال کے لیے؟ (خون کے آنسو صفحہ ۲۳)

علامہ شرف قادری صاحب رقمطراز ہیں:

> مولوی اسماعیل دہلوی نے سید احمد بریلوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں ساتھ لے کر ''جہاد'' کا منصوبہ بنایا، ہندوستان پر انگریز کی حکومت تھی، پنجاب پر سکھ حکومت کررہے تھے، ان میں سے کسی ایک سے ٹکر لیے بغیر (سندھ کوچ کیا اور وہاں سے) صوبہ سرحد کا رخ کیا اور سب سے پہلے یاغستان کے مسلمان حکمران یار محمد خان سے جہاد کیا۔ پھر سکھوں کے سب سے بڑے مخالف سرحد کے جیالے مسلمان پٹھان پائندہ خان سے محاذ آرائی کی، اسے اپنی بیعت پر مجبور کیا اور جب اس نے بیعت سے انکار کر دیا تو اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس پر چڑھ دوڑے پائندہ خان نے (جو تمام عمر سکھوں سے جنگ کرتا رہا) مجبوری کی حالت میں سکھوں سے صلح کر لی اور دو پلٹن فوج لے کر ''مجاہدین'' کو شکست فاش دی اور اپنے علاقے سے نکال باہر کیا۔ (تحقیق الفتویٰ مقدمہ صفحہ ۲۳)

اب فیصلہ دیجئے! اصلی کون؟ انگریز دشمن یا انگریز کے پٹھو؟

ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مجاہد اسلام مولانا سید کفایت علی کافی شہید قدس سرہ ایک جید عالم دین اور نامور نعتیہ شاعر تھے کافی ان کا تخلص تھا۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ بریلی کے اطراف میں جہاد کے لیے تبلیغی دورے کئے مراد آباد پر قبضہ کے بعد ''امیر شریعت'' بنائے گئے ۔ اپریل ۱۸۵۸ء میں مجاہدوں کو شکست ہوئی گرفتاریاں ہوئیں، خانہ تلاشی ہوئی، حضرت کافی بھی فخر الدین کلاں کی مخبری پر گرفتار ہوئے مقدمہ ہوا پھانسی کی سزا تجویز ہوئی۔ حضرت پھانسی کے حکم کی خبر سے بہت مسرور ہوئے۔ جب پھانسی کے لیے لے جایا جارہا تھا۔ حضرت بآواز بلند اپنی تازہ نعت جو کہ قید و بند میں بنائی تھی جس کا مطلع ہے:

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

پڑھتے جارہے تھے۔

حضرت کافی سے امام احمد رضا خان بریلوی کی عقیدت تھی اور عقیدت کی بناء پر نعت میں کافی کو نعتیہ شعراء کا بادشاہ قرار دیا۔ نعت کا ایک مصرعہ ہے:

''کافی سلطان نعت، رضا وزیر اعظم''

ایک وہ ہیں کہ انگریزوں کی دعوتیں اڑا رہے ہیں اور ایک یہ ہیں کہ انگریز کافر کے خلاف تحریک چلائی، مجاہدین تیار کئے گرفتار ہوئے پھانسی کی سزا ہوئی، سزا سن کر بھی مغموم نہ ہوئے، دل برداشت ہو کر انگریز سے کوئی معاہدہ نہیں کیا بلکہ مسکراتا ہوا موت کو گلے سے لگا لیا اور موت کے وقت بھی آوازِ حق بلند کی کہ

پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

حق و باطل، اصلی و جعلی کے اس فرق کو سمجھئے!

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ردِ دیوبندیت

شیخ طریقت حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی تھانوی مہاجر مکی سنی حنفی چشتی صابری بزرگ تھے ، اہل سنت کے نامور علماء و بزرگ ان سے بیعت و خلیفہ مجاز تھے مثلاً:

۱۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی (بحوالہ فاضل بریلوی علماء مکہ مکرمہ)
۲۔ شیخ الدلائل حضرت علامہ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی مصنف الدرالمنظم فی حکم مولد النبی المعظم
۳۔ حضرت علامہ عبدالسمیع بیدل انصاری رامپوری۔ مصنف انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ
۴۔ حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ جیلانی گولڑوی درگاہ گولڑا شریف اسلام آباد
۵۔ حضرت مولانا محمد انوار اللہ خان فاروقی حیدرآباد دکن مصنف کتاب انوار احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مظہر علم لاہور ۱۴۲۴ھ ترتیب جدید
۶۔ حضرت علامہ محمد رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی تصدیق و توثیق بر تقدس الوکیل
۷۔ حضرت شیخ احمد مکی حنفی تصدیق و توثیق حسام الحرمین
۸۔ علامہ احمد حسن کانپوری
۹۔ حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی (مرشد طریقت، علامہ یار محمد بندیالوی)
(انہیں کے استفسار پر امام احمد رضا خاں بریلوی نے ایک رسالہ "انجاء البری عن وسواس المفتری" تحریر فرمایا تھا۔)

دوسری طرف دیوبندی وہابی مولوی بھی ان سے ارادت رکھتے تھے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی ، مولوی رشید احمد گنگوہی ، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ۔ لیکن یہ مولوی صاحبان اپنے مرشد کو اپنی مرضی و مسلک پر چلانا چاہتے تھے۔ ان کی پیروی و فرمانبرداری سے اغراض کرتے تھے۔

حضرت حاجی صاحب دیوبندیت و غیر مقلدیت کی تردید میں اپنا فیصلہ سنادیا اور تحریری طور پر ''فیصلہ ھفت مسئلہ'' رسالہ لکھ کر شائع کیا۔ فرمانبردار مرید کا کام ہے کہ مرشد کی بات کو دل و دماغ سے تسلیم کرنا لیکن دیوبندیت کے اکابر سے لے کر اصاغر تک کوئی بھی اپنے پیر کا مسلک حقہ قبول کرنے کو تیار نہیں بلکہ اپنے پیر کو کم علم بتاتے ہیں، پیر بھی اور کم علم بھی، اس طرح الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔

حضرت حاجی صاحب کی کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' چھپ کر گنگوہ پہنچیں تو رشید احمد گنگوہی نے اپنے مرشد کے کتاب کے جملہ نسخوں کو جمع کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اپنے شاگرد علی حسن (حسن نظامی) کو حکم دیا کہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے تمام نسخوں کو نذر آتش کردے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ (تقدیس الوکیل، ۶) مرید ہوں تو ایسے ہوں، ایسے بے فیض و نامراد و بدبخت مریدوں سے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بچائے۔ جب مرشد کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان کے فیصلہ کی ایسی توہین و تحقیر کی جو ان کی کتابوں کو نذر آتش کر دیا۔

اب بتایئے اصلی کون؟ حق پر کون؟ مرشد باکمال یا مرید نامراد؟

حضرت مولانا انوار اللہ خان صاحب، حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی صاحب ان کی کتاب ''انوار احمدی'' کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد شاندار تقریظ تحریر فرمائی اور کتاب کا نام ''انوار احمدی'' تجویز فرمایا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

شیخ سلطان بن سحیم حنبلی نے جو معاصر ابن عبدالوہاب کے ہیں ایک استفتاء کیا، جس کا جواب علامہ احمد بن علی قینائی نے دیا ہے، استفتاء میں لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالیں ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے، منجملہ ان چند میں یہ ہیں:

اس کا قول ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لفظ ''سیدنا'' کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے (اس کے اس قول کا ذکر دوسرے علماء نے بھی کیا ہے) اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہوگی، قبہ شریف کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھا دے گا، زید بن خطاب اور ان کے ساتھ والی قبروں کو کھود ڈالا۔

غرض یہ کہ اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں کوئی شمار و حساب نہیں رکھتیں اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سن کر چپ رہتا ہے۔(انوار احمدی صفحہ ۳۳۰ مطبوعہ فیصل آباد)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اپنے دوسرے خلیفہ حضرت علامہ عبدالسمیع بیدلؔ کی کتاب ''انوار ساطعہ'' جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی ایک فتویٰ کی تردید میں لکھی گئی، اس پر تقریظ میں رقمطراز ہیں:

اپنے احباب کو فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہیں اور مسائل مختلف فیہا میں سواد اعظم (بڑی جماعت) کا اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے مخالف ہو کیونکہ سواد اعظم علماء و مشائخ کا خلاف تنزلِ مرتبہ ایمانیہ کا موجب اور انحطاط و کمالات کا مثمر ہے۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلواۃ و السلام کی اولاد میں ہیں، انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر''بڑا بھائی'' کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب خذلان ہے۔فقیر کے اعتقاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اور باعث ایجاد کائنات

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمول علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کرچکا ہے اور اکثر اسکا عامل ہے جیسا کہ فقیر

کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر اشاعت عام کرنے کے لیے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔

فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب وصوفی المشرب ہونے کا مدعی ہے۔ فقیر تقلید کو واجب جانتا ہے۔ اور اس بات کو اچھا نہیں جانتا کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لامذہبی پائی جائے اور عوام ضلالت میں پڑیں۔ (انور ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ ص)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی رسہارنپوری کو مناظر اسلام حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری نے ہزاروں کے مجمعہ میں شکست فاش دی، اس کے بعد کتاب "تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل" میں خلیل انبیٹھوی کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد کا رد بلیغ کیا۔ اس کتاب کی تصدیق وتوثیق میں حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں:

تحریر صحیح اور درست ہے اور مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالی اس کے کاتب (علامہ غلام دستگیر قصوری) کو جزائے خیر دے۔" (تقدیس الوکیل صفحہ ۴۴۴)

مولوی قاسم نانوتوی اور تحذیر الناس کا رد

مولوی قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) نے تحذیر الناس لکھی تو

چاروں طرف سے کفر کے فتوؤں کی بھرمار شروع ہوگئی۔ خیال رہے کہ یہ فتوے امام احمد رضا خان بریلوی کے فتوے سے بہت پہلے دیئے گئے۔کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہاں بھی (دیوبندیوں کے بقول) امام احمد رضا خان بریلوی کا ہاتھ ہوگا۔ گھر کی بوجھل شہادتیں ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں بات دلائل کے انبار سے ہوتی ہے۔ (کنزالایمان ختم نبوت نمبر ۱۹۹۷ء)۔

دیوبندیوں کے سرخیل مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھتے ہیں کہ

> تحذیرالناس کی اشاعت کے بعد نانوتوی صاحب اپنے سفر خفیہ رکھنے لگے۔ کسی دوسرے شہر جاتے تو غیر معروف سرائے میں ٹھہرتے۔ نام بدل کر لکھاتے اور کمرہ چھت پر لیتے۔

آگے لکھتے ہیں:

> یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیرالناس کے خلاف اہل بدعات (بزعم تھانوی) میں ایک شور برپا تھا، مولانا کی تکفیر تک ہورہی تھیں۔ حضرت (نانوتوی) کی غرض اس اخفاء (چھپنے چھپانے) سے یہی تھی کہ میرے اعلانیہ پہنچنے سے اس (تحذیرالناس) کے بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔'' (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۷۹)

دیوبندیوں کے یہی سرخیل تھانوی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

> ''جس وقت مولانا قاسم نانوتوی (دارالعلوم دیوبند) نے تحذیرالناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی صاحب

کے۔(الافاضات الیومیہ ج ۴ صفحہ ۵۸۰)"

غور فرمایئے کہ ہندوستان بھر کے علماء اہل سنت میں سے ایک بھی ایسا عالم نہ تھا جو نانوتوی کی کتاب تحذیرالناس سے موافقت رکھتا ہو بلکہ خود نانوتوی کو احساس تھا کہ انگریز کی ایماء پر جو کچھ وہ کررہا ہے، اسلام کی تعلیمات کی جو غلط تعبیرات کررہا ہے وہ سراسر غلط ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ رسالہ کے چھپنے سے دنیائے اہل سنت و جماعت، تمام علماء ذی وقار و مشائخ طریقت سے مخالفت اٹھے گی وہ دین میں غلط تاویل و تعبیر کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے وہ دین میں بدعت اور فرقہ واریت کو کبھی بھی پسند نہیں کریں گے بلکہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر چھپنے کے بعد وہی ہوا جس کا ڈر تھا یعنی دنیائے سنیت نے اس کا بائیکاٹ کیا سفر کرتے ہوئے، قیام کرتے ہوئے ڈرتا رہتا تھا چھپتے چھپاتے سفر کرتا تھا، جھوٹ بول کر نام بدل کر لکھواتا تھا کہ کہیں مجاہدین سے ٹکر نہ ہوجائے اور پھر ختم نبوت کے منکر کے ساتھ وہی کرتے جو قادیانی کے ساتھ ہوا تھا۔اس بائیکاٹ کی مختصر جھلک ان کتابوں سے لگائی جائے جو کہ نانوتوی کی زندگی میں ہی ان کی کتاب تحذیر الناس کے رد میں منظر عام پر آئیں۔ بہرحال نانوتوی پر کفر کے فتوؤں کی بوچھار ہوئی، مناظرے ہوئے، رجوع کے لیے کہا گیا مگر نانوتوی اپنی بات پہ ڈٹ گئے اور بغیر توبہ تائب اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

تحذیرالناس کی تردید میں لکھی گئی کتب کی جو فہرست پیش کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے گھر کی شہادت کے طور پر خود ان کے مولوی" احسن نانوتوی دیوبندی" کی سوانح سے ماخوذ ہے:

اثرا بن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیرالناس کے جواب میں (اسی زمانہ میں) کئی رسالے لکھے گئے ۔ ہمارے مطالعہ میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں:

ا۔ تحقیقات محمدیہ صل اوہام نجدیہ" مولانا فضل مجید بدایونی تلمیذ مولانا

عبدالقادر بدایونی نے لکھی مطبع الٰہی آگرہ ۱۲۸۹ھ

۲۔ الکلام الاحسن۔ یہ کتاب مولانا ہدایت علی بریلوی نے تحریر فرمائی۔

۳۔ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال۔ علامہ مفتی حافظ بخش بدایونی نے ارقام فرمائی مطبع بہارستان کشمیر لکھنو ۱۲۹۲ھ

۴۔ قول الفصیح۔ مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے جو تحذیر الناس کے رد میں لکھی گئی ہے اور مطبع ماہتاب ہند میرٹھ میں چھپی۔

۵۔ افادات صمدیہ۔ مولانا عبدالصمد سہسوانی کی تالیف ہے (۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی تذکرہ علمائے اہل سنت)

۶۔ ابطال اغلاط قاسمیہ۔ مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایماء پر مولانا عبدالغفار صاحب نے تحریر فرمائی۔ تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولانا محمد شاہ پنجابی (متوفی ۱۳۰۵ھ) کے درمیان دہلی میں تحذیر الناس کے مضامین پر مناظرہ ہوا دونوں کے اقوال سے ایک استفتاء مرتب کر کے محبِّ رسول حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا فصیح الدین، مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی جیسے جلیل القدر اکابر علمائے ہند کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

۷۔ کشف الالتباس فی اثرا بن عباس ۔ تحذیر الناس کے رد میں

۸۔ قسطاس فی موازنتہ اثرا بن عباس ۔

(کتاب مولانا احسن نانوتوی از پروفیسر ایوب صفحہ ۹۱ تا ۹۴ بتصرف مطبوعہ کراچی)

یاد رہے یہ فہرست کتب وہ ہے جو نانوتوی کی زندگی میں ان کی تردید میں لکھی گئی اور یہ لسٹ بھی دیوبندی کی ایک کتاب سے مہیا کی گئی ہے ورنہ اس وقت اور آج تک ان کے خلاف علمائے حق نے جو کتابیں تحریر فرمائیں ان کا کون احاطہ کرسکتا ہے۔ پورا ہندوستان نانوتوی کے نئے پیش کردہ دین کے سخت مخالف تھے۔

اب بتایئے! اصلی کون؟

ہمارے مطالعہ کے مطابق اس بحث کا آغاز مولانا محمد احسن نانوتوی نے ۱۲۶۷ھ میں کیا، جس کا رد اعلیٰ حضرت کے والد گرامی مولانا نقی علی خان اور مولانا عبدالقادر بدایونی نے کیا۔

پروفیسر محمد ایوب قادری، احسن نانوتوی کے حالات میں لکھتے ہیں:

یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلے میں علماء بریلی اور بدایون نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدت سے مخالف کی بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کررہے تھے اور بدایون میں مولوی عبدالقادر بن علامہ فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے (مولانا احسن نانوتوی صفحہ ۹۴)

مولانا نانوتوی نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا:

میرا عقیدہ ہے کہ حدیث مذکورہ صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں نبی ہے اور حدیث مذکورہ سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے۔

(تنبیہ الجھال صفحہ ۶ از مفتی حافظ بخش بدایونی)

مولانا نقی علی خان مرحوم نے اس کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی۔ اپنے دور کے علماء سے رابطہ کیا، استفتاء ارسال کیا، جس کی وجہ سے علماء بدایوں اور علماء رامپور نے خوب بڑھ چڑھ کر موصوف کا ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ دونوں فریقوں کے مسلم بزرگ مولانا ارشاد حسین رامپوری نے مولانا نقی علی خان کی تائید کی اور لکھا اس (اثر) پر عقیدہ رکھنا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حدیث شاذ ہے۔ (تنبیہ الجھال صفحہ ۲۶) مفتی ارشاد حسین رامپوری مجددی کے اس فتویٰ پر تقریباً (۹) نامور علماء اہل سنت و مفتیانِ ہند کی تصدیقات ثبت ہیں۔

تحذیرالناس کیوں لکھی گئی؟

یہاں اس بات کا علم بھی ہونا ضروری ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیرالناس عن انکار ابن عباس "مولوی احسن نانوتوی کی حمایت میں ہی لکھی تھی۔

ہوا یوں کہ مولوی احسن نانوتوی نے اپنی تائید حاصل کرنے کے لئے ایک سوالی اشتہار چھپوا کر دیگر اضلاع کے علماء کرام کو بھیجا۔ اس کے انہیں صرف دو جواب موصول ہوئے۔ ان میں سے ایک جواب ان کے رشتہ دار مولوی قاسم نانوتوی کا آیا جنہوں نے باقاعدہ ان کی حمایت کی اور اس اشتہاری سوال کے جواب میں پوری کتاب "تحذیرالناس عن انکار بن عباس" لکھ ڈالی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے کتاب مولانا نقی علی خان بریلوی صفحہ ۶۳ مطبوعہ بریلی شریف۔

تحذیرالناس سب سے پہلے مطبع صدیقی بریلی میں ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں مولوی احسن نانوتوی کے زیراہتمام شائع ہوا۔ (کتاب احسن نانوتوی صفحہ ۷۷)

یادرہے "تحذیرالناس" ہی وہ کتاب ہے جو ساری دنیا میں مرزائی ہزاروں کی تعداد میں اسے فری تقسیم کرتے ہیں۔

بلکہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں جب قادیانیوں کا سربراہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے آیا تو اس نے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ اس کتاب (تحذیرالناس) کی عبارات کو بھی اپنی حمایت میں پیش کیا۔

جس کا جواب مفتی محمود دیوبندی کے پاس کیا ہونا تھا۔

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قادری نے سینہ تان کر کھڑے ہوگئے اور کہا ہم ایسا کہنے والے کو بھی کافر ہی سمجھتے ہیں۔ (کنزالایمان لاہور، ختم نبوت نمبر صفحہ ۳۷)

تحذیر الناس کی تردید میں مزید کتب کا تعارف

حسام الحرمین ۔ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ۔
التبشیر برد التحذیر ۔ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی ملتانی علیہ الرحمہ۔
التبشیر پر اعتراضات کے جوابات ۔ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی ملتانی علیہ الرحمہ۔
التنویر ۔ علامہ غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمہ۔

علامہ عبدالسمیع بیدل انصاری اور رد دیوبندیت

حضرت مولانا عبدالسمیع بیدل انصاری رامپوری ثم میرٹھی علیہ الرحمہ، عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے محبوب خلیفہ اور صاحب حال بزرگ تھے۔ اسی نوے برس کے درمیان عمر پائی اور میرٹھ (انڈیا) میں ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔ (تذکرہ علماء اہل سنت)

''انوار ساطعہ در بیان مولود فاتحہ'' آپ کے احقائق حق و ابطال باطل میں معرکۃ الآرا تصنیف لطیف ہے ۔ انوار ساطعہ آپ نے کیسے اور کیوں لکھی؟

مجلس مولود شریف کے بعض منکرین نے علماء غیر مقلدین سے یہ سوال کیا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مدحت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امردان خوش الحان گانے والے ہوں اور زیب و زینت و شیرینی و روشنی ہائے کثیرہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب و حاضر ہوں جائز

ہے یا نہیں ؟ اور قیام وقت ذکر ولادت جائز ہے یا نہیں ؟ نیز بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ کے آب و طعام سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ وغیرہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور اس کا ثواب اموات کو پہچانا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز بروز سوئم میت کے لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی اور بھونے ہوئے چنوں پر کلمہ طیبہ مع پنج آیات پڑھنا اور شیرنی تقسیم کرنا بالحدیث نبوی جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا و توجروا۔

اس کا جواب (۱۳۰۲ھ) میں دہلی کے تین غیر مقلدین نے یوں دیا کہ انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہے اور علیٰ ھذا القیاس بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ موسومہ ہاتھ اٹھا کر پایا نہیں گیا۔ الی قولہ۔ خلاصہ یہ کہ بدعات و مخترعات وغیرہ ناپسند شرعیہ ہیں۔ انتھیٰ

اور مدرسہ دیوبند کے مدرس اور واعظ وغیرھما نے اس جواب کی حقیقت پر مہر کردی۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ جاری کیا کہ:

ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر دو عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر و ناظر جان کر کرے تو کفر ہے۔ ایسی مجلس میں شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوئم بھی کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہیں۔ البتہ اموات کو ثواب پہنچانا، بلا قید روا ہے اس کا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

پس یہ فتویٰ مطبع ہاشمی میرٹھ میں جب چھپ کر بارہا شائع ہوا تو میرٹھ کے صدر مدرس حضرت علامہ عبدالسمیع بیدل رامپوری نے اس کے رد میں کتاب "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" (۱۳۰۲ھ) لکھا اور سائل نے جو مجلس مولود میں امردان خوش الحان کا پڑھنا ہی لکھا ہے تو اس کا بہتان ہونا ثابت کیا۔ پھر وجوہ جواب میں بھی لکھا کہ گنگوہی کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مکہ معظمہ میں مولود کی (میلاد شریف) کی مجلسوں میں شامل اور شریک ہوتے ہیں اور جب ہند میں تھے تو اپنے نعتیہ اشعار (ملاحظہ کریں

کلیات امدادیہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگتے رہتے تھے ایسا ہی ان کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدینہ منورہ نے اپنی بعض تصانیف میں جواز مجلس میلاد کا فتویٰ دیا ہے۔

الغرض صاحب انوار ساطعہ نے اس بارہ میں مولوی رشید احمد کے مرشدوں اور استادوں سے معتبر نقلیں لکھی ہیں اور مولود و فاتحہ کے اثبات میں عمدہ بیان کیا ہے۔(تقدیس الوکیل صفحہ ۴ علامہ غلام دستگیر قصوری)

انوار ساطعہ میں قرآن مجید، احادیث نبوی، محدثین مفسرین اور دیگر سلف الصالحین کے حوالہ جات سے گنگوہی کی فتویٰ کا رد بلیغ کیا۔ دلائل و براہان سے کتاب کو مالا مال کردیا۔ انوار ساطعہ چار ورقی پمفلٹ نہیں ہے بلکہ ۶۰۳ صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ علم وعرفان و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف علامہ بیدل کی اپنی تحقیق انیق ہے بلکہ آخر میں علماء حرمین شریفین کی جدا جدا فتاویٰ جمیلہ بھی اپنے ثبوت میں درج کی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے پوری کتاب کو طائرانہ نظر سے ملاحظہ فرمایا اس طرح انوار ساطعہ حاجی صاحب قبلہ کی مصدقہ کتاب ہے۔ ہندوستان کے اکابر علماء کی تقاریظ و تصدیقات ثبت ہیں۔

ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ جامع شریعت وطریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
۲۔ بحر العلوم حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ
۳۔ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھ
۴۔ حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین فاروقی رامپوری صاحب ''فتاویٰ ارشادیہ''
۵۔ حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری مصنف تقدیس الوکیل
۶۔ حضرت علامہ مولانا عبدالقادر بدایونی قادری بدایون شریف

۷۔ حضرت مولانا عبدالحق حقانی مؤلف تفسیر حقانی
۸۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

علامہ غلام دستگیر قصوری اور ردِ دیوبندیت

انوار ساطعہ کے دلائل قاہرہ و براہین واضحہ کے باوجود مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مدرس مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور) کو اپنے گستاخانہ اور ایمان سوز عقائد پر نہ ندامت ہوئی اور نہ توبہ نصیب ہوئی۔ مولوی رشید گنگوہی کے حکم تصدیق و تائید سے انہیں کے شاگرد خلیل انبیٹھوی نے انوار ساطعہ کے جواب میں ''براھین قاطعہ علیٰ ظلام الانوار الساطعہ'' لکھ کر شائع کی۔

براہین قاطعہ میں انورا ساطعہ کے دلائل و براہین کا جواب گالی گلوچ سب وشتم سے دیا گیا، حضرت علامہ غلام دستگیر صاحب رقمطراز ہیں۔

''انوار ساطع جب چھپ کر شائع ہوا تو گنگوہی صاحب اور ان کے مریدوشاگردوں پر سخت ناگوار گزرا۔تب انہوں نے صاحب انوار ساطعہ (علامہ عبدالسمیع بیدلؒ) کی کمال تشنیع کی۔ کیونکہ یہ لوگ مولوی گنگوہی صاحب کے اقوال کو وحی الٰہی کی طرح خطاء وزلل سے محفوظ جانتے ہیں۔'' (تقدِیس)

مولوی رشید و خلیل کے اقوال رذیل میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ جو کوئی یوں کہے کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اس پر طعن کرنا جہالت ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۳)

۲۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جملہ بنی آدم (ہندو کافر و مسلم) کے بھائی ہیں الیٰ آخرہ (براہین قاطعہ صفحہ ۴)

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم تو عربی ہیں۔ فرمایا: جب سے علماء مدرسہ دیو بند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۳۰)

۴۔شیطان و ملک الموت کا علم نص سے ثابت ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ثابت نہیں۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۵)

۵۔ حرمین شریفین کے علماء کو رشوت دے کر جو چاہو فتویٰ لکھوالو۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۸)

۶۔ جس کو ایک نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو اس کے ذمہ سے حج ساقط ہو جاتا ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۲۷۰)

۷۔ ہندوستان کے آدمی صدقۂ اموات رسماً کرتے ہیں۔(براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۷)

مولوی رشید گنگوہی اور انکے شاگرد مولوی خلیل نے انوار ساطعہ کو ناپسند کیا اور اس کے جواب میں براہین قاطعہ عرف ''گالی نامہ'' شائع کیا۔ لیکن گنگوہی کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ''انوار ساطعہ'' کے لئے یہ ریمارکس ہیں:

وقال دام ارشادہ و امدادہٗ انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود بزرگان خود یافتم.. وقال دام ارشادہ و امدادہٗ فی الحقیقت نفس مطلب کتاب ''انوار ساطعہ'' موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشید جزاکم اللہ خیر الجزاء اللہ تعالیٰ ماو شما و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود داشتہ حسن خاتمہ نصیب

کند آمین۔ (مکتوب شریف بحوالہ انوار ساطعہ)

اب فیصلہ دینے میں آسانی ہوگی کہ اصلی کون؟ مرشد مکی یا مرید ہندی؟ مولوی رشید گنگوہی کو اس گستاخانہ جسارت کے سبب مولوی فیض الحسن سہارنپوری نے اُن کے حق میں عربی اخبار لاہور میں لکھا تھا۔ ”اس کا نام رشید ہے اور کام غیر رشید ہے۔“

مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ کے بانی استاد العلماء حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمایئے:

> ”میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔...... براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف (علامہ عبدالسمیع بیدل) کو صراحۃً کلمات فحش سے یاد نہ کرتے ہوں۔“ (تقدیس الوکیل، ۴۱۵۔۴۲۱)

براہین قاطعہ کے گستاخانہ عقائد سے جب سورش اٹھی تو تقدیس الوکیل وجود میں آئی لیکن کب اور کیسے؟

امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی نے دیوبندیت و دیگر فرقوں کے رد میں کتاب ”فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۳۱۷ھ) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ) اور حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ) سن مذکورہ میں تحریر فرمائی۔

لیکن امام احمد رضا کی کوشش و کاوش سے پہلے بہاولپور (پنجاب پاکستان) میں شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظر اسلام فخر اہل سنت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری صدیقی مجددی قدس سرہ نے ”براہین قاطعہ“ کے مؤلف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ثم سہارنپوری سے براہین قاطعہ کی

گستاخانہ عبارات پر مناظرہ میں سخت گرفت کی ہزاروں لوگوں کے سامنے مولوی خلیل ساکت و پریشان ذلت و رسوائی سے دوچار ہوئے۔ اور آپ کے ساتھی مولوی محمود حسن دیوبندی جس کو اپنی مدد و دستگیری کیلئے ساتھ لائے تھے، علامہ قصوری کے سامنے اس کی بھی بولتی بند تھی اور خاموشی میں عافیت سمجھی۔ شیر اہل سنت حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری نے پورے مناظرے کی روئداد کو "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" کے نام سے کتابی صورت میں محفوظ فرمایا۔ حضرت نے مخالفین کے باطل نظریات کا ٹھوس علمی و مضبوط دلائل سے رد فرمایا ہے جس کے مطالعہ سے مومن کے کلیجہ میں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔

اس مناظرۂ بہاولپور کے حَکَم (منصف) نواب محمد صادق خان عباسی والی بہاولپور ریاست کے پیر و مرشد، شیخ المشائخ، عمدہ العارفین، سرائکی کے نامور صوفی شاعر، حضرت خواجہ غلام فرید چشتی قدس سرہ (خانقاہ چاچڑاں شریف/کوٹ مٹھن ضلع رحیم یار خان) تھے۔ (خواجہ صاحب اپنے وقت کے ممتاز اولیائے کبار میں سے تھے۔ وحدت الوجود کے زبردست حامی اور اس نظریہ کے مبلغ اعظم تھے ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں وصال کیا)۔

روئداد مناظرہ میں درج ہے:

> "حضرت صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف نے جو اس مناظرہ میں حکم تھے بالاتفاق دوسرے علمائے اہل سنت کے فتویٰ دیا کہ یہ شخص (مولوی خلیل) دائرہ اہل سنت سے خارج ہے اور ریاست اسلامیہ بہاولپور سے وہ بہت ذلت سے نکالا گیا۔ (تقدیس الوکیل صفحہ ۳۶۱)

حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری نے روئداد مناظرہ کو قلمبند کیا پھر حرمین شریفین کی حاضری میں براہین قاطعہ (از مولوی خلیل انبیٹھوی) اور روئداد مناظرہ کو ساتھ لے گئے وہاں روئداد مناظرہ کو عربی میں ترجمہ کر کے

علمائے حرمین شریفین کے سامنے رکھی۔

علامہ قصوری رقمطراز ہیں:

اب فقیر حقیر، حضرات مفتیاں حرمین شریفین سے امیدوار ہے کہ اس رسالہ میں (تقدیس الوکیل میں) تائید دین و متین کی رو سے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر یہ حق اور قرآن و حدیث و اجماع امت کے مطابق ہو تو اپنی تصحیح سے مزین فرمادیں اور جو اس میں خطا اور لغزش ہو اس کی اصلاح کریں اور یہ ظاہر کردیں کہ یہ اعتراضات "براہین قاطعہ" اور اس کے مؤیدین پر وارد و صحیح ہیں اور ان کا حکم کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ اس کا اجر بخشے اور دین متین اور تحقیق حق کے واسطے حق تعالیٰ آپ کو دائم و قائم رکھے آمین یا رب العالمین (تقدیس الوکیل صفحہ ۳۶۱)

علامہ قصوری کے پُرخلوص کوشش کامیاب ہوئی، آپ کی تحقیقات کو علمائے عرب و عجم نے نہ صرف پسند کیا بلکہ خراج تحسین پیش کیا اور تقاریظ و تصدیقات سے تقدیس الوکیل کو چار چاند لگادیئے:

مصدقہ علمائے حرمین شریفین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت شیخ محمد صالح کمال مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ

۲۔ حضرت شیخ محمد سعید بابصیل مفتی شافعیہ و شیخ العلماء مکہ معظمہ

۳۔ حضرت شیخ محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

۴۔ حضرت شیخ خلف بن ابراہیم مفتی حنبلیہ مکہ مکرمہ

۵۔ حضرت شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی حنفیہ مدینہ منورہ

۶۔ حضرت شیخ السید محمد علی بن ظاہر حنفی رئیس العلماء و صدر مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ

۷۔ صدر العلماء حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

۸۔ حضرت مولانا نور افغانی پشاوری مدرس اول مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

۹۔ حضرت مولانا عبدالسبحان مدرس دوئم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ
۱۰۔ حضرت مولانا الحافظ عبداللہ سندھی ٹیاروی نہاجر مکی شاگرد و مرید حضرت شیخ المشائخ علامہ الحاج الحافظ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی
۱۱۔ حضرت مولانا امام الدین احمد مکی شاگرد و مرید حضرت علامہ محمد عبدالحق الہ آبادی
۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی مصنف الدرر المنظم فی حکم مولدالنبی المعظم
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی
۱۴۔ حضرت مولانا محمد انوار اللہ خان حیدر آباد دکن مصنف انوار احمدی
۱۵۔ علامہ کیرانوی کے بھائی کے پوتے حضرت مولانا محمد سعید مکی مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

اب بتایئے ! اصلی کون ؟

علامہ کیرانوی کون ؟ وہ عظیم علمی و روحانی شخصیت ہیں جوکہ ہندوستان میں " شیخ الہند" کے خطاب سے موسوم تھے اور حجاز مقدس میں شیخ الاسلام مفتی الانام شیخ احمد اسعد آفندی نے انہیں "پایہ حرمین شریفین" کا خطاب دیا۔ معدن الفضل و الیقین ، رافع اعلام الشریعت والدین ، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، ان کے خطاب ہیں۔ خود مولوی خلیل دیوبندی نے "براہین قاطعہ" میں علامہ کیرانوی کو شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ میں اعلم ہیں۔" لکھا ہے ۔ ہاں یہی علامہ کیرانوی ہیں جنہوں نے براہین قاطعہ کی تردید شدید میں تقدیس الوکیل پر طویل تقریظ مرحمت فرما کر اپنا مسلک ونظریہ واضح کیا ورنہ دیوبندی ان کے نام سے عوام الناس اور علماء کو دھوکا دے رہے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دیوبندی وہابی نامور سنّی شخصیات کا نام استعمال کرنا اور دھوکہ دینا خوب جانتے ہیں، مکر و فریب ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

علامہ شیخ الہند رئیس العلماء علامہ رحمت اللہ کیرانوی ثم مکی اپنی تقریظ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''پھر مولوی رشید احمد گنگوہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو، منع فرمایا۔ حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیح سے بیان حال شہادت (کربلا) کرتے تھے۔ سو یہ سب اُن مشائخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں، سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام و اساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیح سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدے سے خالی نہیں۔'' (تقریظ بر تقدیس الوکیل صفحہ ۴۱۷)

محرم الحرام میں شہداء کربلا خصوصاً سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر صحیح روایات سے کرنا امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے نامور فرزندان سے ثابت ہوا کہ بادشاہ کے دربار دہلی میں جاکر واعظ کرتے تھے۔

اب دیوبندی امام کی سنیے، مولوی گنگوہی لکھتے ہیں:

''محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیح ہو...... نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔'' (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۲۰)

خدارا ایمان سے بتائیے! شاہ ولی اللہ دہلوی کے مسلک شریف پر بریلوی ہے یا دیوبندی؟ اور پھر یہ فیصلہ دیجئے کہ نیا فرقہ بریلوی ہے یا دیوبندی؟ فیصلے کا حق آپ پر ہے۔ آپ اصلی کا ساتھ دیجئے اور جعلی سے گریز فرمائیں۔

شیخ العلماء صالح کمال مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (رحلت ۱۳۳۲ھ) مسجد الحرام مکہ معظمہ کے مدرس، امام، خطیب اور احناف کے مفتی تھی۔ تقدیس الوکیل، الدولتہ المکیہ اور حسام الحرمین پر آپ کی تقریظات موجود ہیں۔ آپ نے تقدیس الوکیل میں مولوی رشید گنگوہی اور مولوی خلیل کو زندیق لکھا۔ اور آگے فرماتے ہیں:

''جس نے اپنی کتاب کا نام ''براہین قاطعہ'' رکھا ہے اور اس کا حکم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جلاد اس کے بدن سے گردن کاٹ دے تا کہ کج رو جاہلوں کے لئے عبرت ہو''۔ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید وخلیل، صفحہ ۳۶۳)

یہ فتویٰ آپ نے ۱۳۰۷ھ میں تحریر فرمائی جس کے سبب رشید و خلیل حجاز مقدس اور ہندوستان میں واقع ہی مردود ہوئے اور ان کے گستاخانہ عقائد کے سبب عرب و عجم ان سے نفرت کرنے لگے اور ان سے گھن کھانے لگے۔ دیوبندی مکر وفریب میں ضرب المثل رکھتے ہیں اسی طرح اپنی چال پر مولوی خلیل (۱۶) سولہ سال بعد حرمین شریفین گئے اور امام صالح کمال کے سامنے منافقانہ چال چلتے رہے۔ وہ یہ سمجھ کر گیا کہ مومن سیدھا و سادہ ہوتا ہے اور امام صالح کمال ایک سیدھے سادے دوسری بات ضعیف العمر تیسری بات سولہ سال کا عرصہ بیت چکا ہے اب انہیں سولہ سال پہلے کی لکھی ہوئی بات کب یاد ہوگی اور وہ میری چوپڑی باتوں میں آجائیں گے اس طرح میں اپنی حمایت میں فتویٰ حاصل کرلوں گا۔

انہیں یہ پتہ نہیں کہ مومن لاکھ بار سیدھا سادہ ہو لیکن مومن کے ساتھ وہ باغیرت بھی ہوتا ہے اور غیرت مند مومن شان ربوبیت و شان رسالت میں گستاخی اور گستاخ کو کیسے برداشت کرسکے گا۔ آگے کیا ہوا حرم شریف کے امام شیخ صالح کمال کے خط میں پڑھیں جو کہ انہوں نے حافظ الکتب حرم مکہ معظمہ شیخ اسماعیل کے نام لکھا ہے۔

صاحب فضیلت واخلاق حضرت سید اسماعیل آفندی حافظ الکتب حفظ

اللہ تعالیٰ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

''ہمارے پاس ایک ہندی ''خلیل احمد'' نام ہم کو منانے آیا اس لیے کہ میں نے اس کی کتاب ''براہین قاطعہ'' کا تذکرہ حضرت شریف (گورنر مکہ) سے کردیا تھا۔ میں نے کہا تو انبیٹھی ہے؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا تجھ پر افسوس تو نے کیونکر وہ شنیع کلام لکھے اور خدا کا جھوٹا ہونا جائز کیا، میں تو تجھے ''زندیق'' لکھ چکا ہوں اور اب تو کیسے منکر ہوتا ہے، کتاب چھپ چکی ہے۔ بولا، اے سردار میرے! وہ کتاب تو میری ہے اور میں نے اس میں خدا کا کذب ممکن نہیں لکھا اور لکھا ہو تو اب میں توبہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا براہین نکالو اور تجھے دکھادوں جو گستاخی تو نے اللہ کی جناب میں کی ہے۔ تو وہ عذر کرنے لگا اور بولا مجھ پر کسی نے جھوٹ باندھ دیا ہے۔ مجھے تعجب ہوا کہ چھپی ہوئی کتاب سے کیسے مکرتا ہے اور میں سمجھ گیا کہ یہ رافضیوں کا سا تقیہ ہے میں نے چاہا تھا کہ کتاب نکالوں اور کسی مترجم کو بلا کر اس پر ثابت کرکے توبہ لوں مگر وہ دوسرے ہی دن جدہ کو بھاگ گیا۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ (رسالہ افتائے حرمین کا تازہ عطیہ مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مرتبہ مولانا سید محمد عبدالرحمٰن قادری)

تحقیق کا یہ اصول ہے جو بات پایۂ ثبوت کو پہنچے اس کا اقرار کرنا چاہیے اور اپنی انفرادی سوچ سے رجوع کرنا چاہیے رجوع میں تذلیل نہیں فراخ دلی اور ذہنی وسعت کی دلیل ہے۔ یہاں ثبوت ایک نہیں، بلکہ دوچار دیوبندیوں کے خلاف پورے عرب وعجم کا اجماع ہونے کے باوجود اپنے ذاتی خیالات پر اڑے رہے۔ یہ غرور وتکبر نہیں تو کیا کہا جائے؟ ابن تیمیہ، ابن عبدالوہاب نجدی، مولوی اسماعیل دہلوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی نے اپنے اپنے دور میں ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی بنیاد رکھ کر فرقہ بازی کی۔

ان کے وقت میں ان کے خلاف علماء ومشائخ عرب وعجم نے انہیں رجوع وتوبہ کی دعوت دی جب غرور وتکبر کے سبب نہ مانے تو ان کے کفریہ

عقائد پر فتویٰ جاری فرما کر احقاق حق و ابطال باطل کا حق ادا کردیا لیکن یہ نہ مانے اور فرقہ بازی سے باز نہ آئے۔

یہی حال مولوی خلیل کا ہے کہ جب اپنی چال میں کامیاب نہیں گئے تو راہِ فرار اختیار کی دعوت توبہ پانے کے باوجود توبہ نہ کی۔ اللہ تعالی اس ہٹ دھرمی کی ضدیت و انانیت سے بچائے۔ وہ امام کعبہ کے سامنے اپنی گستاخانہ عبارت سے اس لئے مکر گئے کہ میری اردو کی کتاب امام حرم کے پاس کہاں سے آئے گی، جب کتاب دکھائی جانے لگی پھر بھی شیطانی تاویلات کرنے لگے، ایمان نہیں لائے اس لئے کہ دل پر مہر ختم اللہ علی قلوبھم لگ چکی تھی۔

اس سے حرمین شریفین کے علمائے سابقین کی دیانت و احتیاط کا بھی پتہ چلا کہ وہ فتویٰ دینے سے قبل اس پروف کو بھی اپنے پاس محفوظ رکھتے، چاہے وہ عجمی زبان میں کیوں نہ ہو۔

شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی ثم مکی اور

ردِ دیوبندیت

علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ، عارف باللہ حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی قدس سرہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور وہیں ۱۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ اس دوران آپ نے عربی زبان میں تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ درس تدریس پر بھرپور توجہ دی اور اسلامی دنیا کے لاتعداد طلباء نے آپ سے استفادہ کیا اور اپنے دور کے اکابر علماء میں شمار ہوئے۔ آپ کے گھر میں اگر ایک طرف طلباء تعلیم و تعلم میں مشغول ہوتے تو دوسری طرف زائرین حرم آپ سے ملاقات

بیعت و ارادت اور دلائل الخیرات کی اجازت کے لئے موجود ہوتے۔ آپ کے تلامذہ میں نامور نام:

۱۔ خاتم المحققین شیخ محمد علی مالکی

۲۔ علامہ محدث مورخ شیخ عبداللہ غازی (۱۹۴۵ء)

۳۔ فقیہ مورخ جسٹس مکہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید سابق امام و خطیب مسجد الحرام مکہ مکرمہ

۴۔ علامہ شیخ سید محمد عبدالحئ کتانی مراکشی (۱۹۶۲ء)

۵۔ حضرت مولانا ہدایت اللہ ٹیاروی (ضلع حیدر آباد، سندھ) تقریظ برالدولۃ المکیہ

۶۔ حضرت مولانا الحافظ محمد عبداللہ ٹیاروی تقریظ بر تقدیس الوکیل

۷۔ حضرت مولانا محمد کریم اللہ مدنی

(ماہنامہ معارف رضا مارچ ۲۰۰۱ء)

استاذ العلماء شیخ الدلائل مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی نے میلاد شریف کے جواز میں مدلل و مفصل کتاب ''الدررالمنظم فی حکم مولد النبی الاعظم'' تحریر فرمائی جو مطبوع اور عرب و عجم میں مقبول ہے۔ آپ نے امام احمد رضا خان بریلوی کی دو کتب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' اور حسام الحرمین پر تقریظات لکھی جو مطبوعہ ہیں۔

امام کعبہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے:

عبدالحق الهندی اله آبادی بن شاه محمد الحنفی نزیل البلد الحرام شیخنا الامام الجلیل المحدث المفسر الجامع بین العلم و العمل الملازم للتقوی۔

(مختصر نشر النور صفحہ ۲۳۳ بحوالہ معارف رضا کراچی)

شیخ الہ آبادی ہی کے ہونہار شاگرد حضرت مولانا محمد کریم اللہ مدنی علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا بریلوی کی معرکۃ الآرا تصنیف ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' پر علمائے عرب سے تقاریظ لکھوانے میں بڑی سعی کی۔ ایک

نقل (کتاب کی) ہمیشہ ان کے پاس رہتی، جس کی مزید نقل کروا کر وہ علماء کے سامنے پیش کرتے اور ان سے حاصل کردہ تقریظ کو آپ بریلی شریف امام احمد رضا بریلوی کے پاس بھیج دیتے (ملفوظات صفحہ ۵۵)

اگر امام احمد رضا بریلوی کسی نئے فرقے کی داغ بیل ڈالتے تو کیا عرب وعجم کے اکابر علمائے اہل سنت ان کا ساتھ دیتے، ان کی تصانیف جلیلہ پر تقاریظ جمیلہ رقم فرماتے ان کو بڑے بڑے القابات خطابات سے نوازتے؟ کبھی بھی نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس کو عرب وعجم سے تائید وحمایت حاصل ہے وہ سلف الصالحین کے نقش قدم پر ہے، وہ ہی اصلی ہیں اور ان کے مخالف وعدو جعلی اور نئے فرقے کے بانی اور فرقہ بندی کے جرم میں سنگین مجرم ہیں۔

مفتی ارشاد حسین رامپوری اور رد اہل حدیث

میاں نذیر حسین دہلوی پاک و ہند کے غیر مقلدوں کے "استاد الکل" تھے۔ سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) کے عقیدت مند اور ان کے مذہبی عقائد کے ناشر و مبلغ تھے۔ لہذا یہ اتباع سید صاحب و مولوی اسماعیل صاحب انگریزوں کے بہی خواہ اور سچے وفادار رہے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب علمائے اہل سنت نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تو میاں صاحب نہ صرف اس جہاد سے الگ رہے بلکہ انگریزوں کی ہر طرح مدد کی اور ان کی جانیں بچائیں۔ پروفیسر محمد ایوب صاحب لکھتے ہیں:

> ۱۸۵۷ء میں ایک انگریز خاتون کو پناہ دی، ساڑھے تین مہینے تک رکھا۔ جس کے بدلے میں ایک ہزار تین سو

روپے انعام اور خوشنودی سرکار انگریز کا سرٹیفکیٹ ملا۔''

مولوی نذیر حسین حج کو گئے تو کمشنر دہلی کا خط ساتھ لے گئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲ جون ۱۸۵۷ء کو ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا۔ ۱۳/اکتوبر ۱۹۰۲ء کو دہلی میں انتقال کیا۔

(تذکرہ علمائے ہند مترجم اردو صفحہ ۵۹۵ بحوالہ تقدیس الوکیل حاشیہ صفحہ ۱۵)

انگریز کے اسی زرخرید مولوی نے امام اعظم حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ تابعی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس کے، آپ کی تقلید اور آپ کے کروڑوں حنفیوں کے خلاف ''معیارالحق'' نامی کتاب لکھ کر شائع کی۔

عالم یگانہ حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رامپوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۱ھ) اپنے وقت کے نامور عالم دین و شیخ طریقت تھے۔ بہت سارے علماء شرف تلمیذ و بیعت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ مشہور معتزلی عالم شبلی نعمانی (مؤلف سیرت النبی) آپ کے شاگرد تھے۔آپ نے غیر مقلدوں کے امام ثانی نذیر حسین دہلوی کی معیارالحق کے رد شدید میں ''انتصارالحق'' تحریر فرما کر غیر مقلدین کے کفن میں آخری کیل ٹھونک دی۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت کانپور)

انتصارالحق سب سے پہلے مطبع صدیقی بریلی سے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں شائع ہوئی اس کے آخر میں مولوی قاسم علی خواہاں کا قطعہ تاریخ درج ہے:

کیا خوب لکھا ثبوت تقلید
مسرور نہ کس طرح ہو خاطر
لکھا ''خواہاں'' نے سال تاریخ
بے مثل ہے یہ کتاب نادر

(کتاب احسن نانوتوی صفحہ ۵۷ مطبوعہ کراچی)

عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان ۱۲۸۵ھ میں طبع ہوئی۔ مناظر

اسلام قاطع نجدیت فاتح مناظرہ بہاولپور حضرت علامہ غلام دستگیر صدیقی قصوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب وہابیوں کے ''شیخ الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کی تصنیف معیار الحق کے جواب میں لکھی تھی۔ پہلے یہ کتاب فارسی میں چھپوائی گئی۔ بعد میں اس کی مقبولیت کے پیش نظر اردو میں بھی شائع کیا گیا اور اس کے کئی ایڈیشن مولانا علیہ الرحمۃ کی زندگی میں چھپے (تقدیس الوکیل) آپ رقمطراز ہیں:

فقیر نے تائید دین متین کے واسطے کئی کتابیں لکھیں۔ جن کو علمائے ''عرب وعجم'' نے پسند فرمایا۔ ان میں ''تحفہ دستگیریہ بجواب اثنا عشریہ''، ''عمدۃ البیان فی اعلان مناقب نعمان'' جو جواب معیار الحق میں ہے۔ چودہ برس سے چھپ کر مشتہر ہو چکی ہے۔ (ہدیۃ الشقین) اس کا مطلب علامہ غلام دستگیر قصوری کی تصنیف عمدۃ البیان علمائے عرب و عجم کی مصدقہ مطبوعہ ہے۔ اب خود فیصلہ فرمائیں ہند کے اکابر علماء و مشائخ اور عرب شریف کے علماء و مشائخ علامہ قصوری اور مفتی ارشاد حسین رامپوری کے ساتھ ہیں اور دوسری جانب انگریز کی خوشنودی و امداد سے کتاب شائع کر کے فرقہ واریت کو تقویہ دی گی۔ اب حق پر کون ہے؟ اکثریت والے یا اقلیت والے؟ عرب و عجم کے علماء حق پر یا آٹے میں نمک کے برابر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے والے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث شریف ہے آپ فرماتے ہیں:

اتبعو السواد الاعظم (مشکواۃ) بڑی جماعت کی پیروی کریں۔

ایک اور حوالہ بھی ذہن میں محفوظ فرمالیں وقت پر کام آئے گا۔

اہل حدیث کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی ابتدا میں سنی تھے۔ حضرت مولانا اعظم حسین مدنی سے گہرے تعلقات تھے...... مولانا علی حسین نے آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ:

''صدیق حسن'' کو محفل میلاد شریف سے غایت عشق تھا ہر ہفتہ اپنے گھر میں مجلس میلاد منعقد کرتے تھے جب

نواب صدیق خان برسراقتدار آئے تو روش اسلاف سے
گریز کرکے غیر مقلدیت کے فروغ میں کوشاں
ہوئے (بحوالہ تذکرہ علمائے اہل سنت کانپور)

منکرین میلاد شریف کے ہاں یہ حوالہ قبول نہیں تو انہیں کے گھر سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے مذکورہ بات کا ثبوت ملتا ہے۔

جب سنی تھے انہیں دنوں صدیق حسن بھوپالی نے میلاد شریف کی فضیلت میں ایک کتاب ''الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ'' نامی ۱۳۰۵ھ میں لکھی اور شائع ہوئی ایک نسخہ فقیر راشدی غفرلہ الھادی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

بھوپالی رقمطراز ہے۔

''جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔'' (الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۲ طبع قدیم ۱۳۰۵ھ بھوپال بھارت)

بقول بھوپالی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ پہلے اس کا یہی عقیدہ تھا جب زن زر کی خاطر وہابی ہوگئے تو خود میلاد شریف کے منکر ہوگئے اپنی سابقہ فتویٰ کی روشنی میں بعد میں مسلمان نہ رہے اور اسی حال میں اگلے جہاں سدھار ہوگئے۔لیکن یہی فتویٰ اہل حدیث کی گردن پر لٹک رہی ہے۔

اب بتایئے قائل میلاد اصلی ہیں یا منکر میلاد؟

بھوپالی کی رد میں درج ذیل چند کتابیں شائع ہوئیں:

۱۔استیلا علی الاحتوا۔ مطبع مصطفائی لاہور

۲۔ضوء الایمان فی تنزیه الرحمن۔ مطبع رحیمی لودھیانہ

علامہ وصی احمد محدث سورتی اور ردِ اہل حدیث

شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد علی سہارنپوری (۱۲۹۷ھ) کے درس حدیث میں شریک ہو کر ان سے سند و اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی قدس سرہ سے بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا۔ حضرت نے آپ کو سند حدیث کے ساتھ سند خلافت سے بھی نوازا۔ پیلی بھیت میں آپ نے دیگر علوم و فنون کے ساتھ چالیس برس درس حدیث دیا۔ "مدرسۃ الحدیث" قائم کیا، تلامذہ کی فوج ظفر موج تیار کی۔ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں انتقال فرما کر مدرسۃ الحدیث کے صحن میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں بعض نامور علماء کے نام درج ذیل ہیں۔

- علامہ سید سلیمان اشرف بہاری صدر شعبہ اسلامیات علیگڑھ یونیورسٹی
- ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین محدث بہاری مؤلف صحیح البہاری
- رئیس العلماء مولانا نثار احمد صاحب مفتی اعظم آگرہ
- حضرت مولانا عبدالعزیز خان محدث بجنوری
- صدر الشریعت علامہ مفتی امجد علی اعظمی القادری مصنف بہار شریعت
- قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاالدین مدنی قادری
- سحر بیان خطیب حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی کچھوچھ شریف وغیرہ

علامہ وصی احمد سورتی کے درس حدیث کی دور دور تک شہرت تھی، دہلی، سہارنپور، کانپور، رامپور، جون پور، علی گڑھ اور لاہور سے علوم کی تحصیل کر کے طلبہ آپ کے درس حدیث میں شرکت کے لئے پہنچتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں حاشیہ سنن نسائی شریف (مطبوعہ مطبع نظامی) حاشیہ طحاوی (مطبوعہ مصر) تعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی (مطبوعہ یوسفی لکھنو) جلالین و

مشکواۃ کے حواشی وغیرہ ہیں (تذکرہ علمائے اہل سنت)

علامہ سورتی کے مرشد حضرت فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کا فضل رحمٰن نام کس نے رکھا تھا؟ معلوم ہے؟ وہ ہی سندھی بزرگ مشہور ولی کامل حضرت علامہ صوفی سید عبدالرحمٰن وجودی لکھنوی قدس سرہ جنہوں نے مولوی اسماعیل قتیل دہلوی کو بددعا دی تھی (اسماعیل کا قتیل تخلص نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اس لئے قتیل بنے) ہاں یہی صوفی وجودی بزرگ، مولانا فضل رحمٰن کے والد ماجد کے مرشد تھے۔

معلوم ہوا علامہ سورتی کو وہابیت نجدیت سے نفرت سلف سے ورثہ میں ملی تھی۔ اس تمہید باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ علامہ سورتی کا علمی مرتبہ و مقام واضح کر کے پھر اصل بات کہوں جو کرنی ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے یہ فتویٰ کسی عام مولوی کا نہیں ہے۔

علامہ وصی احمد سورتی نے ایک رسالہ مسمّی ''جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد'' تحریر فرمایا۔ یہ فتویٰ آپ نے ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء میں جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ۱۹۵۸ء کو حضرت مولانا نبی بخش حلوائی کے رسالہ ''اخراج المنافقین من مساجد المسلمین'' کے ساتھ مکتبہ نبویہ لاہور کی جانب سے شائع ہوا۔ لیکن عرصہ دراز سے نایاب تھا اس لئے اس کی اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی اور علمائے اسلام نے فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ کو توجہ دلائی آپ نے تمام مصروفیات و علالت کے باوجود رسالہ کو ''جدید ترتیب'' دینے کے بعد اپنے اہتمام میں کتب خانہ امجدیہ اوجھا گنج بستی انڈیا سے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔

سوال میں یہ دریافت کیا گیا کہ وہابیوں (دیوبندیوں و اہل حدیث غیر مقلد) کو اہل سنت کی مساجد میں آنے دیا جائے یا روکا جائے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

علامہ پہلے سوال کے جواب میں اہل حدیث کے ۱۷ عقائد و مسائل

ان کی کتب سے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''ایسے غیر مقلدوں سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف و فتنہ دین ہے۔''

دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''ان کے (وہابیوں کے) پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں۔''

(جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد)

بقول علامہ قصوری:

رسالہ (جامع الشواہد) میں چند عقائد و اعمال ان (وہابیوں) کے ذکر کرکے آخر میں چھپن (۵۶) علمائے ہندوستان کے اتفاق سے لکھا ہے کہ بعض یہ عقائد وغیرہ کفر ہیں۔ بعض فسق و بدعت ہیں اور ہند و پنجاب میں یہ رسالہ مکرر چھپ کر شائع ہوا ہے (تقدیس الوکیل)

میرے شمار کے حساب سے ''جامع الشواہد'' پر ہندوستان کے علمی مراکز دہلی، کانپور، پیلی بھیت، پانی پت، غازی پور، شہر اندور و چھاؤنی، کیمپ مئو، رامپور وغیرہ مقامات کے (۱۲۶) ایک سو چھبیس علمائے اہل سنت و مفتیان شرع متین نے تصدیقی نوٹ لکھے اور تائید میں مہریں ثبت فرمائیں۔ ان میں سے بعض نامور علمی شخصیات کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ علامہ سید محمد اکبر علی جیلانی قادری دہلوی

۲۔ مولانا مفتی محمد عبدالسلام کشمیری چشتی

۳۔ حضرت مولانا عبداللہ الحسینی البلگرامی مدرس مدرسہ عربیہ کانپور

۴۔ حضرت مولانا محمد عبدالحق مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

۵۔ حضرت علامہ مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی رامپوری مجددی

۶۔ حضرت مولانا الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی

۷۔ حضرت مولانا ابوالجیش محمد مہدی بن مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محل ضلع لکھنؤ

۸۔ حضرت مولانا ابوالبشر عبدالعلی قاری

۹۔ حضرت علامہ محمد امانت اللہ فصیحی غازی پوری

۱۰۔ حضرت مولانا حبیب اللہ اندوری قاضی شہر اندور چھاؤنی

۱۱۔ حضرت مولانا ابومحمد سلامت اللہ غازی پوری

۱۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مئو

۱۳۔ حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن قاضی دارالفتح اُجین

۱۴۔ حضرت مولانا سید محمد عبدالحق سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور

۱۵۔ حضرت مولانا ابوالنعمان محمد اعجاز حسین مجددی رامپوری

۱۶۔ حضرت مولانا ابوالجمیل محمد عبدالجلیل رامپوری وغیرہ وغیرہ

اب بتائیے اصلی کون؟ یہ جماعت کثیر یا افراد قلیل؟

اس موضوع پر مزید تسلی کرنی ہو تو امام احمد رضا خان بریلوی کی تصنیف لطیف "النہی الاکید عن الصلواۃ وراء عدی التقلید (یعنی غیر مقلدین کے پیچھے نماز کے ناجائز ہونے کا بیان) کا مطالعہ فرمائیں۔ اب کہیے فاضل بریلوی سلف الصالحین کے مسلک حقہ کے ترجمان ہیں کہ نہیں؟ بالکل ہیں۔

علامہ عبدالباری فرنگی محل اور ردِ دیوبندیت

استاد الاساتذۃ الہند ملا نظام الدین (وفات ۱۱۶۱ھ) کے صاحبزادے بحرالعلوم علامہ مولانا عبدالعلی فرنگی محل علیہ الرحمۃ کا ہندوستان کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتا تھا۔ آپ سے بے شمار علماء نے استفادہ کیا اور کئی درسی کتب پر اہم ومفید حواشی تحریر فرمائی ۱۲۳۵ھ میں انتقال فرما گئے۔

اسی حلقہ فرنگی محل کی ایک دوسری علمی و روحانی شخصیت صدر العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی عبدالباری علیہ الرحمۃ کی ذات ہے۔ آپ نے ۱۳۴۴ھ میں انتقال کیا۔ کئی علماء پیدا کئے، درسی کتب پر حواشی لکھی، تحریک خلافت میں شہرت پائی، نامور سیاسی لیڈر مولانا محمد علی جوہر آپکے مرید تھے۔

آپ کے حالات میں درج ہے کہ آپ کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی گستاخانہ کتابیں بہشتی زیور اور حفظ الایمان (کتابچہ) کو نذر آتش کیا گیا۔

آپ نے مولوی اشرف علی تھانوی کو "حفظ الایمان" کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا مگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو سکی۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت)

کیا اب بھی فیصلہ کرنے میں دقت ہوگی کی اصلی کون؟ جب کہ ہندوستان کے بے شمار اکابر علماء کرام و مفتیان شرع مبین اہل سنت و جماعت کے پلیٹ فارم پر اپنے عقائد و نظریات پر متحد و منظم نظر آرہے ہیں اور انگریز کے زرخرید چند فرقے باز مولویوں کو ان کے گستاخانہ عقائد اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے جرم میں گمراہ بے دین اور کفریہ عقائد پر کفر کا فتویٰ جاری فرمائی۔

معلوم ہوا اہل سنت و جماعت اصلی و حقیقی اور دیوبندی وہابی جعلی و فرقے باز ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور رد دیوبندیت

فاتح قادیانیت، قاطع رفض و بدعت حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ جیلانی چشتی قدس سرہ (۱۹۳۷ء) بانی آستانہ مہریہ گولڑہ شریف (اسلام آباد)

کے متعلق آپ کے خلفِ رشید حضرت بابو مولانا سید غلام محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر لکھی گئی کتاب ''مہر منیر'' میں لکھا ہے۔

حضرت (گولڑوی) نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کو محال، علم غیب عطائی، سماع موتی کو برحق، ندائے یا رسول اللہ، زیارت قبور، توسل انبیاء و اولیاء علیہم السلام، ایصال ثواب کو جائز قرار دیا ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے استدلال کی تردید فرمائی۔ (مہر منیر صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ خانقاہ گولڑا شریف)

ولی کامل حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی ذات عالی صفات وہ ہے جس نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے شاگرد و خلیفہ مولوی حسین علی واں بھچروی (مؤلف بلغۃ الحیران) سے علم غیب، ندائے یا رسول، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور سماع موتی پر مناظرہ کرکے مولوی حسین علی دیوبندی کو شکست فاش دی۔ (دیکھئے مہر منیر صفحہ ۴۳۷ تا ۴۴۰)

حضرت پیر صاحب نے قادیانیت کے رد میں کتاب ''سیف چشتیائی'' تحریر فرمائی اس میں لکھتے ہیں:

''پس اگر ان پیش گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کرکے دیکھا جائے تو مسلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی سمجھا۔''

(سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ گولڑا شریف)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''مرزائے قادیانی کے سلسلہ ابحاث میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے ہم خیال مطلق العنان لا مذہب افراد کا ذکر بھی ضروری تھا کیونکہ یہ سب ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۳)

حضرت پیر صاحب نے رسالہ ''اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ

لغیر اللہ" تحریر فرمایا۔ جس میں مقبولان بارگاہ الہیٰ کے تصرفات، سماع موتی اور اولیائے کرام کے نام پر نذر و نیاز کو دلائل و برہان سے ثابت کیا ہے۔

حضرت پیر صاحب عارف باللہ اور محقق و مناظر عالم دین تھے۔ ہزاروں لوگ ان کے مرید تھے۔ "تجلیات مہر انور" جس میں پیر صاحب کے خلفاء و مریدین علماء کا تذکرہ ہے اس کے مطابق ۱۳۰ علماء اہل سنت حضرت پیر صاحب کے حلقہ ارادت میں منسلک تھے۔

فقیر راشدی نے پیش نظر رسالہ اصلی کون؟ میں جو تحقیق پیش کی ہے اس میں علماء اہل سنت تمام کو شمار کریں تو ہزاروں کی تعداد میں ہو جائیں گے جو تمام وہابیت دیوبندیت اور غیر مقلدیت کے خلاف ہیں۔ اسی کثیر جماعت کے مقابلے میں منکرین میلاد کا شمار کریں کس گنتی وشمار میں ہیں؟

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ہزاروں علماء عرب و عجم جو کہ کسی فرقے کے پیرو کار نہیں بلکہ اصل سے قائم و دائم اہل سنت وجماعت کے پیرو کار ہیں اور اپنے اپنے علاقہ میں سلف صالحین کی پیروی میں محافل میلاد شریف منعقد کرتے آرہے ہیں۔ یہ حق پر یا یہ جنہوں نے انگریز دور میں اپنا فرقہ قائم کیا اور انہیں کے بل بوتے پر پروان چڑھا؟ جو اصل سے ہیں وہ ہی اصلی ہیں جو بعد میں نمودار ہوئے ان کا اصل سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ اصلی نہیں وہ نئی چیز ہیں اس لئے بدعتی ہوئے، جعلی ہوئے۔

امام احمد رضا بریلوی اور رد دیوبندیت

مولانا احمد رضا خان بریلوی (سنی حنفی قادری) رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ، ۱۸۵۶ء/ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) پہلے سفر حج و زیارت ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین ماجدین کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو آپ کی عمر کا

تیئسواں (۲۳) سال تھا۔ لیکن حجاز مقدس میں آپ کے تفصیلی تعارف کی ابتداء اس وقت ہوئی جب ۱۳۱۶ھ میں آپ نے رَدِ ندوہ پر اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل ایک فتویٰ تیار کر کے بعض حجاج کے ذریعے علمائے حرمین شریفین کو ارسال کیا جس پر انہوں نے گراں بہا تقریظات لکھیں اور آپ کو اعلیٰ درجے کے کلمات و دعا سے یاد کیا۔ یہ فتویٰ مسمیٰ " فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" مع ترجمہ اردو ۱۳۱۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس کے بعد حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں آپ کا غائبانہ تعارف پھلتا چلا گیا۔

۱۳۲۳ھ میں آپ دوسری بار حرمین شریفین حاضر ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ نیز مدینہ منورہ میں اکتیس روز قیام کی سعادت حاصل کی۔ اس دوران حرمین شریفین اور وہاں پر موجود عرب دنیا کے علمائے کرام نے آپ کی شاندار پزیرائی کی۔ ان عرب علماء کرام نے مختلف علمی موضوعات پر امام احمد رضا بریلوی سے تبادلہ خیالات کیا، آپ کی دو اہم کتب

(۱) الدولۃالمکیہ

(۲) المستند المعتمد

پر تقریظات لکھیں ، بعض عرب علمائے کرام کی خواہش پر آپ نے دو کتب الدولۃالمکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم مکہ مکرمہ میں عربی میں تصنیف کیں نیز بہت سے علماء کرام نے جمیع علوم اسلامیہ میں آپ سے اجازت و خلافت حاصل کیں۔

(ماہنامہ معارف رضا اپریل ۲۰۰۰ء سید محمد بہاؤ الدین شاہ صاحب)

۱۔ فتاویٰ الحرمین برجفِ ندوۃ المَین (۱۳۱۷ھ) دارالعلوم ندوہ کے مولویوں کے غلط عقائد و نظریات کے خلاف امام احمد رضا نے عربی میں فتویٰ لکھی۔ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درج ذیل علماء و مشائخ نے تقاریظ تحریر فرمائیں۔ ان میں :

☆ حضرت شیخ السید اسماعیل بن حافظ الکتب الحرم السید خلیل مکی

☆ حضرت شیخ عبدالرزاق القادری الحنفی ابن عبدالصمد القادری مکی
☆ حضرت شیخ احمد المکی الحنفی الچشتی المدرس بالمدرسۃ الاحمدیۃ الواقعہ فی مکۃ المکرّمہ خلیفہ شیخ طریقت حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی قدس سرہ
☆ حضرت شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی الحنفی مفتی المدینہ المنورہ
☆ حضرت شیخ محمد یوسف

فتاویٰ الحرمین نئی کتابت کے ساتھ مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کی بعدازاں استنبول (ترکی) سے شیخ حسین حلمی ایشیق نے اس کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع کرا کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

۲۔ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ) شیخ الخطباء حضرت شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء) مدرس امام وخطیب مسجد الحرام مکہ مکرمہ اور فاضل کامل شیخ سید محمد حامد بن احمد جداوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء) نے جامعہ الازہر مصر میں تعلیم پائی۔ کے استفسار و اسرار پر امام احمد رضا بریلوی نے مکہ مکرمہ میں عظیم علمی فقہی و تحقیقی فتویٰ عربی میں جاری فرمائی اسی فتویٰ کا نام کفل الفقیہ ہے یہ عربی رسالہ اردو ترجمہ کے ساتھ کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ موجودہ دور میں ماہرین بینکاری و اقتصادیات کی اہم ضرورت پر مبنی اور بلاسود بینکاری کا شرعی طریق کار اس میں واضح ہے۔

۳۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) عثمانی ترکوں کے عہد کے اختتام تک مکہ مکرمہ میں وہابیت کو پنپنے کا موقع نہیں ملا، بلکہ اکابر علماء مکہ میں سے متعدد نے اس کے تعاقب میں قلم اٹھایا لیکن اس عہد کے آخری چند برسوں کے دوران محض دو تین علماء

۱۔ شیخ احمد فقیہ
۲۔ شیخ عبدالرحمن اسکوبی

مذکورہ عقیدہ اختیار کر چکے تھے جب کہ ان کے نظریات و افکار پر اہل مکہ میں

سے کسی نے توجہ نہیں دی۔ امام احمد رضا بریلوی نے حرم مکہ میں بیٹھ کر بغیر کسی کتاب کی مدد سے فقط آٹھ گھنٹے میں علوم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کے جواب میں بعض اکابر علماء مکہ کی خواہش پر کتاب "الدولۃ المکیۃ" لکھی۔

۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو گورنر مکہ سید علی پاشا کا دربار منعقد ہوا تو اس میں علماء مکہ مکرمہ کی کثیر تعداد و دیگر اہل علم کے علاوہ امام بریلوی بھی موجود تھے۔ گورنر جو خود ذی علم تھا اس کے حکم پر مفتی احناف شیخ صالح کمال مکی نے بھرے دربار میں "الدولۃ المکیہ" پڑھ کر سنائی۔ اس موقعہ پر مذکورہ دونوں وہابی علماء کی موجودگی میں گورنر مکہ نے بآواز بلند کتاب کے مندرجات کو سراہا اور وہابیہ کے اعتراضات کو بے بنیاد قرار دیا۔

(ماہنامہ معارف رضا کراچی، اپریل ۲۰۰۱ء)

امام احمد رضا بریلوی رقمطراز ہیں:

قسم اس گھر کے مالک (کعبۃ اللہ) کی اور یہ تمہیں یاد رہے کہ یہ کتاب "براہین قاطعہ" جو خلیل احمد انبیٹھوی کی طرف منسوب ہے جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے۔ اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حرف کو صحیح بتایا۔ ہمارے سردار، علماء حرمین شریفین اس کا رد فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا اعزاز کرے اور انہیں توفیق بخشے کے احاطۂ دین کی حمایت کریں اور گمراہی و گمراہاں کو زخم پہنچائیں تو حضرت مولانا الشیخ الاجل محمد صالح بن مرحوم صدیق کمال حنفی نے کہ جو اس وقت مفتی حنفیہ کے عہدہ پر تھے کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" کی تقریظ میں جو ان دونوں پر رد و سزا ہی میں تصنیف ہوئی، فرمایا:

براہین قاطعہ والا اور اس کے جتنے تائید و تقریظ کرنے والے ہیں بالیقین سب کا وہی حکم ہے جو زندیقوں کا اور ہمارے سردار شیخ علماء مکہ مفتی شافعیہ مولانا اجل محمد سعید بابصیل نے فرمایا: براہین قاطعہ والا اور اس کے

جتنے موید ہیں شیطانوں سے کمال مشابہ ہیں اور گمراہ بے دین ہیں۔ اگر یقیناً کافر نہ بھی ہوں اور اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عابد بن مرحوم شیخ حسین (بن ابراہیم مالکی مکی) نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والے کی مدح فرمائی اور اس کے مصنف کو فتنہ میں پڑا ہوا بتایا اور مفتی حنبلیہ مولانا خلف بن ابراہیم نے فرمایا:

براہین قاطع والے اور اس کے مویدین پر اعتراضات کرنے والے نے جو جواب دیا وہ حق ہے جس سے عدول کی گنجائش نہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجل عثمان بن عبدالسلام داغستانی نے فرمایا:

براہین قاطعہ والے پر جو یہ مضبوط رد ہے میں نے مطالعہ کیا وہ براہین جو چٹیل شکوک میدان میں پانی کا دھوکا دکھا رہی ہے اور اپنی بھونڈی باتوں کے جوڑنے والے کی بد عقلی پر برہان قائم کرتی ہے تو مجھے اپنی جان کی قسم کہ وہ براہین قاطعہ والا گمراہی کے کنڈوں میں بہت گہرا پڑا ہوا ہے۔ اللہ مالک الملکوت و صاحب جلال کی طرف سے رسوائی کا مستحق ہے۔

سید جلیل محمد علی ابن سید ظاہر وتری حنفی مدنی نے فرمایا:

حضرت رد کنندہ (علامہ قصوری) نے براہین قاطعہ والے اور اس کے فاسق مویدوں سے جو کچھ نقل فرمایا وہ کھلا کفر اور بے دینی ہے (الدولۃ المکیہ عربی اردو صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ کراچی)

الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ۔ امام احمد رضا کی علم غیب کے جواز میں معرکۃ الآرا کتاب ''الدولۃ المکیۃ'' پر عرب و عجم کے اکابر علماء اہل سنت، مشاہیرِ ملت اور مشائخ طریقت نے جو عربی زبان میں تقاریظ رقم فرمائی وہ خود ایک دفتر بن گیا۔ اس لئے امام احمد رضا نے ان تقاریظ جلیلہ کو الفیوضات الملکیۃلمحب الدولۃ المکیہ کا نام دیا۔

امام احمد رضا کی کتاب ''الدولۃ المکیہ'' نے عرب دنیا میں اتنی شہرت و مقبولیت حاصل کرلی کہ اس زمانے کے اکثر و بیشتر نامور علمائے عرب نے

اس پر تقریظات لکھیں۔

نابغہ فلسطین، جلیل القدر عالم و عارف، عاشق خیرالوریٰ، امام یوسف بن اسماعیل النبھانی قدس سرہ العزیز (وفات ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء) نے بھی الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھی تھی جو کہ ملک شام (طرابلس) سے نکلنے والے ایک رسالہ بنام ''البیان'' میں ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی تھی۔

معارف رضا کراچی ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں اصل تقریظ کی نقل شائع ہوئی تھی۔

ان دونوں عربی رسائل (الدولۃ المکیہ و الفیوضات الملکیۃ) کو یکجا اعلیٰ طباعت کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۴۔ حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ)

جو سرور عالم کے تقدس کو گھٹائے
وہ اور بھی کچھ ہے ''مسلمان'' نہیں ہے

مولوی حسین احمد ٹانڈوی شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت مولانا گنگوہی ...... فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیتِ حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۷)

ادیب اہل سنت سرمایہ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ رقمطراز ہیں:

عبارات مذکورہ کے الفاظ ''موہم تحقیر'' نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخانہ ہیں ان کا قائل کیوں کافر نہ ہوگا؟ یہی وجہ تھی کہ علماء اہل سنت تحریر و تقریر میں ان عبارات کی قباحت برملا بیان کرتے رہے اور علماء دیوبند سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان عبارات کا صحیح مجمل بیان کیجئے یا پھر توبہ

کر کے ان عبارات کو قلمزد کر دیجئے۔ اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے، آخر جب ''علماء دیوبند'' کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال (۳۰) بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے تقریباً سولہ سال (۱۶) بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں شیخ الاسلام امام فضلِ رسول قادری بدایونی قدس سرہ کی کتاب ''المعتقد المنتقد '' کے حاشیہ '' المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد'' میں مرزائے قادیانی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، اور مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں ان کی عبارات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا۔

یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا گیا، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی (ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند) اس فتوے کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہوجاتے۔ (اشد العذاب صفحہ ۱۳)

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہوگیا کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناموس رسالت کی پاسداری کا کماحقہ فریضہ ادا کیا اور علماء دیوبند کا اصرار ہے کہ ان کے اکابر کی عزت پر حرف نہیں آنا چاہیے خواہ وہ کچھ کہتے اور لکھتے رہیں اس مقام پر پہنچ کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ حق پر کون ہے۔ یہ

بھی معلوم ہوگیا کہ بریلوی اور دیوبندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروعی مسائل۔ (حسام الحرمین پیش لفظ صفحہ ۷ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

نوٹ: المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد دونوں رسائل عربی میں یکجا ہند و پاک سے شائع ہوئے ہیں۔ ۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "المستند المعتمد" کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے (مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے) ۳۵ جلیل القدر علمائے اسلام نے زبردست تقریظات لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی غلام احمد کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلا شک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو حمایت دین کے سلسلے میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے فتاویٰ مبارکہ کو امام احمد رضا نے ترتیب دے کر "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کے نام سے شائع کیا (۳۵) علماء و مفتیان حرمین شریفین میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ شیخ الخطباء والائمہ شیخ ابوالخیر احمد مرداد حنفی امام خطیب و مدرس مسجد الحرام مکہ مکرمہ

۲۔ شیخ صالح کمال حنفی مفتی احناف مدرس خطیب و امام کعبہ

۳۔ شیخ علی بن صدیق کمال حنفی مدرس مسجد الحرام مکہ مکرمہ

٤۔ شیخ الاسلام شیخ محمدسعید بابصیل حضرمی شافعی مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ

٥۔ شیخ سید اسماعیل بن خلیل مکی حنفی ناظم کتب حرم

٦۔ امام الکبیر شیخ السید عبدالکریم داغستانی مکی شافعی

۷۔ ابو حنیفہ صغیر شیخ السید محمد مرزوقی ابو حسین حنفی امام کعبہ

۸۔ شیخ جمال مکی مالکی مدرس مسجدالحرام

۹۔ شیخ صالح بافضل مکی شافعی

۱۰۔ شیخ عبدالرحمن دھان مکی حنفی مدرس مسجدالحرام

۱۱۔ محدث حرمین شریفین شیخ عمر بن حمدان محرسی تیونسی مکی مدنی مالکی مدرس مسجد الحرام

۱۲۔ شیخ السید محمد حامد بن احمد جداوی حنفی مدرس مسجدالحرام

۱۳۔ شیخ عمر بن ابی بکر باجنید حضرمی مکی شافعی مفتی شافعیه مسجدالحرام

۱٤۔ شیخ محمد عابد مالکی مکی مفتی مالکیه مسجدالحرام

۱۵۔ الشیخ السید شریف احمد البرزنجی مفتی شافعیه مدینه منوره

۱٦۔ تاج المفتین الشیخ تاج الدین الیاس مفتی حنفیه مدینه منوره

۱۷۔ افضل الافاضل الشیخ عثمان بن عبدالسلام الداغستانی مفتی مدینه منوره

۱۸۔ سلطان العلم الشیخ محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی تیونسی مدنی

۱۹۔ حاجی امداد الله فاروقی مکی کے خلیفه اجل شیخ احمد مکی امدادی مدرس مدرسه احمدیه مسجدالحرام

۲۰۔ بقیة الاکابر حجة الخلف شیخ محمد عبدالحق اله آبادی مهاجر مکی وغیره وغیره

مذکورہ چار کتابوں کے حوالہ سے عرب شریف کے اکابر علماء و مشائخ طریقت کی کثیر تعداد سامنے آتی ہے، جنہوں نے ان کتابوں کو پسند فرمایا تصدیقاتی مہریں نہ صرف ثبت فرمائیں بلکہ تقاریظ بلکہ بعض نے تو طویل تقاریظ لکھیں۔ یہ ساری کثیر جماعت علماء و فضلا، امام احمد رضا کی حمایتی، ہم مسلکی اور یکجان دوقالب نظر آرہے ہیں۔

اب آپ ان سب کو کیا نام دیں گے؟ عرب کے علماء کثیر کو بدعتی کا لیبل لگا کر مسترد کردیں گے؟ یا اپنے نظریہ پر نظرثانی فرمائیں گے کہ علماء عرب و عجم کی اکثریت اہل سنت و جماعت کی ہے یہ جماعت قدیم ہے حقیقی ہے اور اصلی ہے اور قلیل تعداد، نیا فرقہ ہے اور ہر نئی چیز بدعت ہے اس حوالہ

سے ان کا فرقہ ''بدعتی'' ہے۔ اس نئے فرقے نے اسلام کے اتحاد و تنظیم کو نقصان پہنچایا مسلمانوں کو گمراہ کیا اور ہر موڑ پر ان کی فرقہ بازی فتنہ سازی اور فریب کاری کے سبب ''اتحاد بین المسلمین'' کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

اکابر علمائے ہند و پاک اور رد دیوبندیت

جب حسام الحرمین چھپ کر مارکیٹ میں آئی تو اس کا اثر زائل کرنے کے لیے ''علمائے دیوبند'' نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علمائے حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارت اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا موید نہیں ہے۔ اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لئے شیر بیشۂ اہل سنت، مناظر اسلام مولانا حشمت علی خان رضوی علیہ الرحمۃ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑہائی سو(۲۵۰) سے زیادہ نامور جید علمائے کرام، مفتیان شرع متین اور مشائخ طریقت کی جانب سے حسام الحرمین کی تصدیقات '' الصوارم الہندیہ''(مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال) کے نام سے شائع کردیں۔ اس طویل فہرست اسماء گرامی میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ شیخ طریقت حضرت پیر سید احمد اشرف جیلانی آستانہ کچھوچھ شریف بھارت۔

۲۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پور شریف ضلع سیالکوٹ۔

۳۔ شیخ کامل حضرت علامہ سید احمد خالد شامی مدفون بمبئی۔

۴۔ مناظر اسلام حضرت علامہ محمد کرم الدین دبیر ساکن بھین ضلع جہلم (مصنف: آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت)۔

۵۔ حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی مجددی مفتی لدھیانہ پنجاب بھارت (مصنف: انوار آفتاب صداقت)۔

۶۔ صوفی باصفا حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعزیز خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور (مصنف: احوال ابدال)۔

۷۔ مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (صاحب تفسیر نبوی)۔

۸۔ حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی امام مسجد فتحپوری دہلی۔

۹۔ خطیب اسلام حضرت مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی مدیر ''غالب'' خطیب جامع مسجد بمبئی۔

۱۰۔ حضرت علامہ امتیاز احمد انصاری مفتی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

۱۱۔ حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسینی واعظ مکہ مسجد حیدرآباد دکن۔

۱۲۔ مولانا عبدالقادر قادری سینئر پروفیسر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ دکن۔

۱۳۔ مولانا مفتی محمد نورالحسین رامپوری مدرسہ ارشادالعلوم رامپور ریاست۔

۱۴۔ خطیب العصر مولانا محمد یار فریدی آستانہ گڑھی اختیار خان بہاولپور۔

۱۵۔ شیخ الاسلام مولانا حمد اللہ قادری محمودی مہتمم مدرسہ قادریہ محمودیہ ساکن پبی ضلع پشاور۔

۱۶۔ واعظ الاسلام مولانا پیر سید ظہور شاہ قادری جلال پور جٹاں پنجاب پاکستان۔

علمائے سندھ اور ردِ دیوبندیت

''الصوارم الہندیہ'' میں ہے کہ مناظر اہل سنت مولانا حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمۃ کی استفتاء پر سندھ کے جلیل القدر عالم، مفتی اعظم پاکستان، استاد العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی علیہ الرحمۃ (سابق شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ درگاہ شریف راشدیہ پیران پاگارہ) نے

ا۔ مرزا غلام احمد قادیانی

۲۔ مولوی رشید احمد گنگوہی

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی

۴۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

۵۔ مولوی اشرف علی تھانوی

کی گستاخانہ عبارات پر رد شدید میں ۱۹۲۹ء میں فتویٰ جاری فرمائی اور حسام الحرمین کی بھرپور تائید و حمایت فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیں انوار علمائے اہل سنت۔ مفتی صاحب کی فتویٰ پر

ا۔ شیخ طریقت مجاہد اسلام حضرت خواجہ محمد حسن فاروقی مجددی سرہندی درگاہ ٹنڈو سائینداد ضلع حیدرآباد

۲۔ شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد حسن قادری درگاہ کٹبار شریف (صوبہ بلوچستان)

۳۔ امام المناطقہ استاد العلماء حضرت علامہ مفتی خادم حسین جتوئی رتودیرو ضلع لاڑکانہ

۴۔ استاد العلماء حضرت مولانا حافظ مفتی محمد ابراہیم الیاسینی مدرسہ ہاشمیہ گڑھی یاسین

۵۔ استاد العلماء مبلغ اسلام حضرت مولانا قمرالدین عطائی مہیسر مدیر ماہنامہ مہیسر ضلع لاڑکانہ

۶۔ استاد الاساتذہ عمدۃ المحققین حضرت مولانا مفتی محمد قاسم الیاسینی صاحب ''فتاویٰ قاسمیہ'' گڑھی یاسین ضلع شکارپور

۷۔ استاد العلماء حضرت مولانا عبدالستار صدر مدرس مدرسہ الہ آباد نزد صحبت پور ضلع سبی (بلوچستان)

۸۔ پیر طریقت حضرت مولانا مفتی عبدالباقی الہمایونی سجادہ نشین درگاہ ہمایوں شریف ضلع جیکب آباد (الصوارم الہندیہ صفحہ ۱۵۴) نے تصدیقات ثبت فرمائیں۔

حضرت مولانا حشمت علی خان نے اسی طرز پر ایک دوسری کتاب

''الصوارم السندیہ'' کے نام سے مرتب فرمائی تھی جس میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) علمائے و مفتیان اہل سنت کے فتوے جمع فرمائے تھے چونکہ اس میں سندھ کا فتویٰ بہت مفصل تھا اسی لئے اس کا نام الصوارم السندیہ رکھا تھا۔ (سندھ کے دو مسلک صفحہ ۳۱ مطبوعہ کراچی)

مولوی دین محمد وفائی نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا سندھی ترجمہ ''توحید الایمان'' کے نام سے کیا تو اس کی تردید میں سندھ کے نامور عالم دین و شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ'' کتاب ۱۹۲۸ء بمطابق ۱۳۴۶ھ میں تحریر فرمائی جو کہ اسی سال حضرت مصنف کے مصارف پر ایڈیٹر الفقیہ مولانا حکیم معراج الدین احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۸ء) کی نگرانی میں طبع ہو کر مفت تقسیم ہوئی تھی۔

ترکی کے نامور مجاہد اسلام الشیخ حسین حلمی ایشیق مجددی نے ۱۹۷۳ء میں استنبول میں ''مکتبہ ایشیق'' کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ (فارسی) کا ترکی سے پہلا ایڈیشن ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔ بعد میں اس کے متعدد ایڈیشن طبع ہوئے۔ مذکورہ بالا علماء اہل سنت نے اصول اربعہ پر عربی و فارسی میں تقاریظ لکھیں۔ مخدوم بصر الدین سیوھانی نے بھی تقریظ لکھی۔ حضرت خواجہ صاحب کی ایک اور تصنیف ''العقائد الصحیحۃ فی تردید الوھابیہ النجدیہ'' جو کہ عربی زبان میں لکھی گئی جس کا اردو ترجمہ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم سرہندی نے کیا۔ اور حکیم معراج الدین احمد نقشبندی نے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کو امرتسر سے شائع کیا اور دوسرا ایڈیشن (عربی مع اردو) ۱۹۷۸ء کو ترکی سے شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن سندھی زبان میں درگاہ شریف ٹنڈو سائینداد سے ۱۹۸۳ء کو چھپ کر منظر عام پر آیا۔ اسی کتاب کے آخر میں آپ نے اپنا مناظرہ تحریر کیا ہے جو کہ دوران سفر کویت میں ایک نجدی عالم سے ہوا تھا جس میں اس نجدی عالم کو منہ کی کھانی

بڑی اور بڑی رسوائی کے ساتھ اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

۱۰۔ حضرت فاضل کامل مولانا حافظ الحاج عبداللہ ٹیاروی علیہ الرحمۃ نے "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل" پرزور تقریظ فرمائی جو کہ کتاب میں مطبوع ہے۔

۱۱۔ سندھ کے نامور شاعر حضرت مولانا الحاج ہدایت اللہ بکری سندھی مدنی علیہ الرحمۃ نے مکہ شریف جا کر شیخ الدلائل عارف کامل حضرت شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی قدس سرہ اور دیگر علمائے مکہ سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ نے امام احمد رضا بریلوی کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف "الدولۃ المکیہ" کا جب مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۱۲ء/۱۳۳۰ھ میں بزبان عربی آٹھ صفحات پر مشتمل تقریظ جلیل تحریر فرمائی۔ تقریظ کا عربی عکس اور اس کے ترجمہ کے لئے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی کتاب "امام احمد رضا اور عالم اسلام" ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۔ امام احمد رضا بریلوی بدعقیدہ (وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد اور شیعہ وغیرہ) لوگوں سے سوشل بائیکاٹ متعلق فتویٰ لکھی، جس میں فرماتے ہیں:

> ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام اور بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے ان سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

امام احمد رضا کے اس فتویٰ کی تصدیق جن (۸۰) مفتیان کرام، علمائے اہل سنت نے کی ہے ان میں

☆علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

☆حضرت مولانا غلام رسول ملتانی

☆حضرت مولانا مفتی محمود جان پشاوری

اور حیدرآباد (سندھ) کے نامور عالم دین

☆حضرت مولانا مفتی نور محمد سندھی کے نام قابل ذکر ہیں۔ مفتی نور محمد صاحب کی تصدیق کی نقل مندرجہ ذیل ہے:

فاضل مجیب (فاضل بریلوی) نے جو تحریر فرمایا ہے وہ صحیح اور حق ہے۔ واقعی اس قسم کی مجالس اور جو لوگ اہل بدعت و ہوا سے ہیں ان سے دور رہنا چاہیے اس واسطے کہ ان کی ملاقات اور ان کی مجالس میں جانا علامت ضعف ایمان اور آئندہ کو منجر طرف الحاد کے ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اللھم احفظنا منھم بجاہ نبیک المصطفیٰ و رسولک المرتضیٰ امین یارب العالمین۔ محررہ ۱۳۳۷ھ (بحوالہ معارف رضا ۱۹۹۴ء)

۱۹۱۱ء کے بعد سندھ باب الاسلام میں پہلی بار نبی آخر زمان، سرور کون و مکان، سید المرسلین، امام الانبیاء، شافع محشر، نور مجسم، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم شریف پر دیوبندیت وہابیت کی طرف سے اعتراضات ہونے لگے تو سندھ کے نامور و جید مفتیانِ کرام و مشائخ طریقت نے اپنے منصب کے پیش نظر تحریری و تقریری طور پر اس نئے فرقے کی سرکوبی فرمائی اور درج ذیل تصانیف وجود میں آئیں اور ہماری درج ذیل لسٹ میں سے بعض کتب اس واقعہ سے قبل لکھی گئی تھیں۔

۱۔مفتاح الجنان (انگوٹھے چومنے کا مسئلہ)	شیخ الاسلام علامہ مخدوم محمد ھاشم ٹھٹوی
۲۔نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	ثانی غزالی حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاھری
۳۔الدر المنثور فی رد منکر الاستمداد من اصحاب القبور	امام اہل سنت فقیہ زمان مفتی عبدالغفور الہمایونی ۱۹۱۸ء
٤۔نور العینین فی اثبات علم الغیب لسید الثقلین	مفتی اعظم علامہ مخدوم محمد حسن اللہ صدیقی ۱۹۲۰ء
٥۔فتاویٰ جُنک	علامہ مفتی غلام صدیق شہداد کوٹی ۱۹۱۵ء
٦۔ھدیہ اسدیہ (علم غیب پر تین جلد) (طبع اول ۱۳۳۱ھ)	خطیب العصر علامہ مولانا سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی ۱۹۲۶ء

۷۔الصارم المسلول علیٰ منکر علم الغیب الرسول(عربی، صفحات ۱۳۸٦)	ملک الشعراء علامہ میر علی نواز علوی ۱۹۲۰ء
۸۔اثبات علم غیب	شیخ طریقت مولانا مفتی مخدوم اللہ بخش عباسی کھڑا ۱۹۱۷ء
۹۔ایضاح الحق	رئیس العلماء مولانا علامہ عبدالکریم درس ۱۹۲٦ء
۱۰۔جواز یا رسول اللہ	صدر العلماء علامہ مخدوم غلام محمد ملکانی ۱۹۳۵ء
۱۱۔علاؤالحق علی اظہارالحق مطبوعہ۱۹۳٦ء	علامہ مولانا الحاج میر محمد (ہالا)
۱۲۔تنبیہ نجدی	استاد الشعراء علامہ بہاؤالدین "بھائی" پنہائی ۱۹۳۳ء
۱۳۔اراء ارشادالحق	مفتی اعظم علامہ قاضی عبدالرؤف (مورو) ۱۸۸۸ء
۱٤۔نفی الریب فی بحث علم الغیب	فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم المشوری
۱۵۔ھدیہ الابرار فی تحقیق ان المصطفی نورالانوار ۱۳۷٤ھ	فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم المشوری
۱٦۔ھدایہ الناس فی جواز المیلاد والاعراس	فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم المشوری
۱۷۔البشریٰ لمن احتفل بمیلاد المصطفیٰ ۱۳۸٤ھ	فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم المشوری
۱۸۔مدلل فتویٰ جواز عرس و میلاد	مفتی اعظم علامہ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی
۱۹۔التوسل بسید الرُسل الیٰ خالق الکل	مفتی اعظم علامہ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی
۲۰۔الحق الصریح(طبع ثانی ۱۹۵٦ء)	مفتی اعظم علامہ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی
۲۱۔البلاغ المبین(طبع اول ۱۳٤۵ھ)	مفتی اعظم علامہ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی
۲۲۔القول الانور فی بحث النور والبشر	مولانا علامہ عبدالصمد میتلو
۲۳۔المذھب الماثور فی سماع الموتیٰ فی القبور(فارسی)	علامہ ابوابراھیم محمد عمر بختارپوری

ہمارے مقالے میں وہابیت دیوبندیت کے خلاف ایک محتاط شُمار کے مطابق جو علمی و روحانی شخصیات سامنے آتی ہیں ان کی تفصیل یوں ہے:

ردنجدیت وہابیت	۱۵۱
رد اسماعیل	۵۵

رد نانوتوی	۲۱
ردگنگوہی و انبیٹھوی بحوالہ تقدیس الوکیل	۱۸
ردگنگوہی و انبیٹھوی بحوالہ انوار ساطعہ	۲۲۰
الدررالمنظم کی تقاریظ کی تعداد کا علم نہیں	
عمدۃ البیان کی تقاریظ کی تعداد کا علم نہیں	
دیگر	۱۲
دیوبندیوں و اہل حدیثوں کے رد میں	۱۲۶
دیوبندیوں و اہل حدیثوں کے رد میں فتاویٰ الحرمین	۵
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں کفل الفقیہ	۲
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں الدولۃ المکیہ	۵۰
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں حسام الحرمین	۳۵
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں ھندو پاک	۲۵۰
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں الصوارم السندیہ	۱۵۰
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں علمائے سندھ	۱۳
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں تصدیقات	۸۰
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں تصانیف علمائے سندھ	۱۸
دیوبندیوں و اہل حدیث کے رد میں ''امام احمد رضا اور عالم اسلام''	
ٹوٹل	۱۱۰۶

کیا آپ عرب و عجم کی مسلمہ و بین الاقوامی شہرت یافتہ مستند و معتبر علمی شخصیات کو جذبات میں آکر ''بدعتی'' کہہ کر حقیقت سے روگردانی کریں گے یا ان کے مسلمہ و مصدقہ عقائد و اعمال پر عمل پیرا ہوکر اہل سنت و جماعت میں داخل ہوجائیں گے۔ اگر آپ ان ۱۱۰۶ علمائے اہل سنت وجماعت کی ''دعوت حق'' کو رد کرتے ہیں تو پھر اس کا مطلب صاف صاف یہ ہے کہ آپ حقیقت پسند نہیں، آپ کو اصلی و جعلی سے کوئی غرض نہیں یا پھر آپ جان

بوجھ کر کسی دنیاوی مفاد کی خاطر فرقہ واریت کو تقویت دے کر اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔

یا اللہ عزوجل ہمیں اہل سنت وجماعت پر ثابت قدم رکھ اور ہر گمراہی بدعت اور نئے نئے فرقوں کی نحوست سے محفوظ رکھ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

تم ہو خدا سے کب جدا، نور خدا ہو، باخدا
آئینہ خدانما صلی علیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
جلوہ فگن ہوئے حضور کفر روانہ ہوگیا
نُورِ خدا سے نور نور سارا زمانہ ہوگیا

خادم اہل سنت

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی کراچی

۲۴ / جمادی الاوّل ۱۴۲۳ھ بمطابق ۴ / اگست ۲۰۰۲ء بروز اتوار

☆☆☆☆☆

نوٹ :

بعض علماء کا ذکر اس رسالہ میں کیا ہے لیکن ان کے حالاتِ زندگی کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوسکے۔ اگر کوئی صاحب علم یا ان کے متوسلین میں سے کوئی صاحب ان پر مطلع ہوں تو برائے کرم رابطہ فرمائیں۔ اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ الحاج مولانا حافظ عبداللہ ٹیاروی

☆ مولانا علامہ مفتی نور محمد (حیدرآباد، سندھ)

☆ مولانا الحاج میر محمد بن خلیفہ عبدالرحمٰن (ھالا) وغیرہ وغیرہ

السادات اکیڈمی لاڑکانہ / کراچی

مکتوب گرامی

از: ادیب اہلسنت جناب پروفیسر فیاض احمد صاحب، کاوش وارثی، میر پور خاص

زینت اہل سنت حضرت قبلہ السید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔مزاج گرامی!

آپ کا ارسال کردہ پارسل پایا۔ مکتوب گرامی پڑھا، دل خوش ہوا۔ آپ کا تازہ مضمون ''سندھ کے دو مسلک'' پڑھا تو روح وجد میں آگئی، کچھ ہوش نہ رہا۔ میں نے پورا مضمون آپ کے حکم کے مطابق دیکھ لیا ہے۔ اب بھلا میں اسکی کیا تعریف کروں؟

جبکہ خود رب کائنات نے اسکی شان بڑھائی اسکی پذیرائی میں آپ کو آیت مبارکہ دکھائی جس سے آپ نے مضمون کی پیشانی سجائی۔ سبحان اللہ!

نگاہِ یار جسے سرفرازِ راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

مضمون ہٰذا آپ کے برسوں کے مطالعہ کا ماحصل ہے آپ نے جو کچھ لکھا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ ایک تو آپ کا حساس دل اور پھر آپ کا وسیع مطالعہ اور علمی بصیرت، سونے پر سُہاگہ۔

اِیں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا مضمون ایک مینارۂ نور ہے جس سے آنے والی نسلیں حق و باطل میں فرق کرسکیں گی اور مسلک حقہ کی طرف رہنمائی کرسکیں گی، آپ

نے وقت کی دُکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھی ہے اس طرح آپ نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جزاک اللہ!

سندھ میں آجکل جسقدر سُنّی ادارے سندھی زبان میں نشر واشاعت کا دینی اور مسلکی کام کر رہے ہیں اُن میں آپ کا نوزائیدہ ادارہ ''انجمن پیغام رضا'' حیدرآباد نے بہت مختصر سے عرصہ میں اپنی نمایاں کارکردگی کے باعث امتیازی شان پیدا کرلی ہے، جسقدر سُرعت سے یہ ادارہ سُنّی لٹریچر شائع کر رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

والسلام

6رفروری 1995ء احقر العباد:۔ فیاض کاوش

تقدیم

از: مناظر اہلسنت ،خطیبِ اسلام، ترجمانِ حقیقت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب سکندری

باسمہ تعالیٰ وسبحانہ

سرزمینِ سندھ میں وہابیت تو کجا، لیکن قدیمی فتنہ شیعیت کا بھی وجود نہ تھا۔ گوشہ گوشہ قریہ قریہ علمائے اہل سنّت ہی نظر آتے تھے۔ خشیت الٰہی زہد وتقویٰ کا چرچا رہتا تھا سوائے دنیوی اختلافات اور کاروباری مخاصمت کے کسی قسم کا کوئی بھی اسلامی اصولی یا فروعی اختلاف کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ قریباً ۱۲ ویں صدی ہجری میں شیعیت کا فتنہ سندھ میں آیا۔ پنجاب سے چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں وہابیت کا فتنہ شروع ہوا۔

1342ء میں جب ابن سعود کے تقیہ والا پردہ فاش ہوا تو اس وقت سندھ میں وہابیت نے پَر پُرزے نکالنے شروع کردیئے۔ اگرچہ یہ منحوس پودا سندھ میں پہلے اپنی جڑیں گاڑ چکا تھا اور مولوی تاج محمود امروٹی، عبیداللہ سندھی کے چکر میں آچکا تھا۔ جس نے امروٹی صاحب کو اپنے پیر خانے کے مسلک سے برگشتہ کرکے دیوبند پہنچادیا۔

حاجی عبیدی دین پوری رقمطراز ہے:

"(مولانا امروٹی) نے عبیداللہ سندھی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اکٹھے سیاسی اور علمی کام کرتے رہے۔ مولانا سندھی کے ذریعے حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی سے تعلق استوار ہوا۔ آپ دو دفعہ دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ پہلی دفعہ حضرت دین پوری بھی ہمراہ تھے اور یہ دیوبند کے پچاسویں دستار بندی کا موقعہ تھا۔

حضرت شیخ الہند کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے تو دیو بند ہی قیام کا ارادہ فرمالیا، حضرت دین پوری بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر واپس لے آئے۔ دوسری دفعہ اسارت مالٹا سے رہائی کے بعد شیخ الہند کے ہاں گئے"۔(یدِ بیضا 61)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علمائے دیو بند کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت کے بالکل برعکس ہے۔ امروٹی صاحب کا روحانی تعلق درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے ساتھ تھا۔ مگر وہ تادیر قائم نہیں رہا۔ سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ ثانی حضرت حافظ محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہوئے تو اس زمانہ میں امروٹی صاحب اپنے روحانی مرکز بھرچونڈی شریف کو خیر باد کہہ کر دیو بند جا پہنچے اور حضرت شیخ ثانی علیہ الرحمۃ سے بیعت نہ ہوئے۔ حضرت شیخ ثانی نے فرمایا کہ:

"امروٹی کا سلسلہ ہم نے نہیں بلکہ اس نے خود درگاہ بھرچونڈی شریف سے منقطع کیا ہے۔ اب وہ ہمارا نہیں دیو بند کا ہے"۔

یہ روایت درگاہ بھرچونڈی شریف کے معمر ذی علم فقراء سے سنی گئی ہے جو بحمد للہ آج بھی بقیدِ حیات ہیں۔

مسلک علمائے دیو بند کے بارے میں عبید للہ سندھی لکھتے ہیں:

"تحریک ولی اللہی میں تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک قومی تحریک بنتی وہ ایک علیحدگی پسند اور فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی۔ سید احمد شہید سے منسوب اس تحریک کا حشر یہ تو ہوا ہی اس کا ردِعمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریک دیو بند پر بھی ہوا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی اس برِ عظیم کے مسلمانوں کی غالب اکثریت بریلوی ہے جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی"۔

(افادات وملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی 349 مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی)

عبداللہ سندھی صاحب کا یہ تجزیہ غور طلب ہے اور بے جا بھی نہیں۔ دراصل اس برِ صغیر میں جو صدیوں سے مسلک مروج تھا وہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، شیخ الشیوخ فرید الدین گنج شکر، شیخ الاسلام بہاء الدین والحق زکریا سہروردی ملتانی، حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان نقشبندی، سلطان التارکین حضرت شاہ عبدالکریم بلڑی والے، غوث الوقت حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی، امام الاولیاء مرشد سندھ قبلہ عالم سید السادات حضرت سید محمد راشد صاحب الروضہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہی پاک مسلک تھا جبکہ مسلک علمائے دیوبند ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ مسلک کی صورت میں نمودار ہوا۔

عبیداللہ سندھی بھی دیوبند کی تحریک کا ہی ترجمان اور داعی تھا جس نے امروٹی صاحب کو کانگریس کی کاسہ لیس تنظیم ''جمعیت العلماء ہند'' میں فروخت کر ڈالا۔ نتیجتاً تازیست اس کا ہی رہا۔

حامی عبیدی لکھتے ہیں:۔

''تحریک خلافت کے بعد آپ جمعیت العلمائے ہند میں باقاعدہ شامل ہو کر تازیست سیاسی کام کرتے رہے''۔(یدِ بیضا62)

مندرجہ بالا حقیقت کا اعتراف محترم پروفیسر سید محمود شاہ بخاری بھی اپنے مقالہ:''وطن جی آزادی جو امام ''میں 315 پر فرما چکے ہیں۔

''جمعیت علمائے ہند کیا تھی؟ معروف دیوبندی عالم علامہ شبیر احمد عثمانی کی زبانی سماعت فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

''جمعیت العلمائے ہند کے اکابرین کے متعلق بھی عام طور پر مشہور ہے کہ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔''(مکالمۃ الصدرین 17)

حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت العلمائے ہند فرماتے ہیں:

الف: ''مسلمانوں کے لئے نظریۂ پاکستان سراسر مضر ہے''۔ 14

ب: ”اور پاکستان قائم ہونے میں مسلمانوں کا سراسر نقصان ہے اور ہندوؤں کا فائدہ ہے“۔ 21

مولوی حسین احمد مدنی صدر جمعیت العلمائے ہند ”دوقومی نظریہ کا سخت مخالف اور پاکستان کے وجود کا بھی مخالف تھا۔ 40

اس وجہ سے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زِ دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملّت از وطن است
چہ بے خبر زِ مقامِ مُحمّدِ عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغان حجاز 36 ڈاکٹر محمد اقبال مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: عجمی ابھی تک رموز دین سے بے خبر ہیں ورنہ دیوبند سے حسین احمد ،یہ کیسا ہی عجیب شخص ہے کہ برسر منبر راگ الاپتا ہے کہ ”ملت وطن سے بنتی ہے“، وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے کتنا بے خبر ہے (کہ حضور پاک ﷺ نے دوقومی نظریہ پیش کیے مسلمان ایک قوم ہیں اور کفار دوسری) اپنے آپ کو مصطفےٰ کریم ﷺ تک پہنچا (اے نادان ان کی غلامی کر) کہ دین تو آپ ہی کی ذات ہے۔ اگر آپ تک نہیں پہنچے گا تو تیرا دین، دین مصطفیٰ ﷺ کے بجائے دین ابولھب ہوگا۔ (زین)

”دو مسلم قومی نظریہ“ کے انحراف سے وطنیت کا نعرہ پروان چڑھا اور اسکو تقویت محراب ومنبر کی زینت بننے والے ظاہر بین علمائے دیوبند سے ملی۔ اور سندھ کا سادہ مزاج امروٹی صاحب بھی انکی چال بازیوں کو سمجھ نہ سکا۔ سندھ میں جب امروٹی

صاحب کی قیادت میں ایک غیر شرعی تحریک عدم تعاون زوروں پر تھی اس وقت سندھ کو
دارالحرب قرار دیا گیا۔ جبکہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علمائے
اہل سنت کے فتویٰ کی رُو سے ''دارالسلام'' اگرچہ غیر مسلموں کے تسلط میں آجائے مگر
پھر بھی وہ ''دارالسلام'' ہی رہے گا، دارلحرب نہیں ہوگا۔ امروٹی صاحب کم از کم اس
مسئلہ پر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے فتویٰ کو ملاحظہ فرماتے تو شاید سندھ کے
سادہ مزاج عوام کو در بدر ہونے سے بچالیتے۔ خود تو جان محمد جونیجو صاحب کو پشاور پار
کرا کے واپس آگئے۔ مگر جذباتی قسم کے کم فہم اور بے بصیرت کارکن تباہ و برباد ہو کر
واپس ہوئے جو تا زیست سنبھل نہ پائے۔

اسلام کو ''ہندومت'' میں مدغم کرنے کی ابتداء مغل بادشاہ جلال الدین
اکبر نے کی۔ اس ناپاک منصوبہ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خاک
میں ملادیا اور مسلمانوں کو بروقت ''دینِ الٰہی'' کے فتنہ سے آگاہ فرمایا۔ مگر آگے چل کر
انگریزوں کے زیرِ اثر اس تحریک نے پھر زور پکڑا تو مسلمانوں کے کئی لیڈر اور علماء اس
سازش کے سیلاب میں بہنے لگے اور گاندھی کو اپنا امام بنا بیٹھے، مگر علمائے حق نے اس
وقت ''دوقومی نظریہ'' کو قرآن وسنت کی روشنی میں عوام الناس کے سامنے پیش کرتے
ہوئے اس ہندو مسلم اتحاد کے خلاف عملی اور قلمی جہاد فرمایا۔ تحریک ترک موالات (عدم
تعاون کی تحریک) جو گاندھی کے اشارے پر چلائی گئی تھی اس کی سربراہی اور سرپرستی
سندھ میں امروٹی صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ جولائی 1920ء میں جب لاڑکانہ سے
اسپیشل ٹرین کے ذریعے غیر شرعی مہاجرین کا قافلہ روانہ ہوا اس وقت ایک ہندو لیڈر
گوبند بخش اور مسلم لیڈر جان محمد جونیجو نے جو ہندو مسلم عوام کو نصیحت فرمائی وہ پروفیسر
سید محمود شاہ بخاری کی زبانی سماعت فرمائیں۔

''جونیجو صاحب نے سب کو آخرین نصیحت فرمائی کہ سب ہندو مسلم اپنے

مذہبی اُصول کے تحت سر بسجود رہیں...... قافلہ کی روانگی کے وقت ہندو مسلم کی زبان پر آمین آمین اور شانتی شانتی تھا"۔(272)

اس کافرانہ اتحاد سے مسلمانوں کی اجتماعی ہیئت متاثر ہوئی اور قوۃ متحرکہ پارہ پارہ ہوکر بکھر گئی۔ تحریک عدم تعاون سے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ اتحاد اور دوستی نے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

ہمارے اسلاف نے صدیوں سے یہ درس دیا تھا کہ ایک قومی نظریہ یعنی ہندو مسلم اتحاد کو ناکام بناؤ کیونکہ ہندو کبھی مسلمان کا دوست اور بہی خواہ نہیں ہوسکتا اتحاد صرف مسلمانوں سے کرو مگر افسوس امروٹی صاحب کی قیادت میں آمین آمین شانتی شانتی کے نعرے بلند ہو رہے ہیں گویا۔

"با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام"

کا درس دیا جارہا ہے۔ سندھ کا مہاجن بنیا نہایت چالاک اور شاطر ہے ان سے اتحاد اور تعاون کا درس دیتے وقت امروٹی صاحب نے ماضی کی تاریخ پر قطعاً نظر نہیں ڈالی اور ہندوؤں کی تاریخی تلخیاں گاندھی کی آندھی میں فراموش کر بیٹھے مگر وہ بھی مجبور تھا اس لئے کہ ان کی باگ دوڑ سیکولر مولوی حسین احمد مدنی کے ہاتھ میں تھی۔ عقل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جس سے دوستی کی جارہی تھی اس کے ماضی و حال کو اچھی طرح پرکھ لیا جاتا تاکہ حال میں اطمینان نصیب ہوتا اور مستقبل روشن و تابناک ہوتا۔

عدم تعاون کی تحریک کے سندھی قائد امروٹی صاحب کی کوتاہ اندیشی اور خود غرضی قابل دید ہے۔ انہوں نے ہندوستان بشمول سندھ کو "دارالحرب" قرار دیکر سادہ لوح جذباتی مسلمانوں کو افغانستان ہجرت کرنے پر اُکسایا اور کافی تعداد میں لوگ اس طرح برباد ہوئے مگر خود پشاور سے پسپا ہوکر امروٹ آکر آرام سے سو گیا۔

حقِ رفاقت و غم خواری ہو تو ایسی ہو!!

اس ہجرت افغانستان سے جو عوام کی تباہی و بربادی ہوئی اور خواص کی کنارہ کشی ہوئی اس پر موجودہ وقت کا مؤرخ انگشت بدنداں ہے۔

ہوا اس طرح کہ جذباتی مسلمان زمینداروں نے اپنی زمینداریاں، تاجروں نے اپنی تجارتیں، ملازمین نے اپنی ملازمیں، اور تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیے مگر امروٹی صاحب کے لیڈر گاندھی جی کے جگری خیر خواہ ہندوؤں نے صرف ''شانتی شانتی'' کے کلمات پر اکتفا فرمایا۔ اقتصادی، معاشی اور سماجی طور پر مسلمان پہلے ہی پسماندہ تھے۔ مزید اس تحریک کے ذریعے ان کا استحصال کیا گیا۔

یہ تھا امروٹی صاحب کی سیاسی بصیرت کا پہلو۔ مسلک و مذہب کے ناطے تو امروٹی صاحب علمائے دیوبند سے استوار کر چکے تھے اور مسلک اہلِ سنت کو خیرباد فرما کر شمالی سندھ میں وہابیت کے بانی بن چکے تھے، ہمایونی علمائے اہل سنت نے بروقت ان کو للکارا۔ مناظرے ہوئے۔ ان کے خلاف کتابیں شائع ہوئیں۔ ان تمام تفصیلات کو زیرِ نظر رسالہ ''سندھ کے دو مسلک'' میں مکرمی و محترمی صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ نے مدلّل اور محققانہ طور پر بیان فرمایا ہے۔

اُمید ہے کہ اس کی اشاعت کی وجہ سے عوام اہلسنت کو فائدہ ہوگا اور آئندہ کے مؤرخ کے لئے یہ رسالہ سنگ میل ثابت ہوگا دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طفیل اس محنتِ شاقہ کو منظور و مقبول و مفید فرمائے۔ آمین

الراقم: فقیر عبد الرحیم سکندری
مہتمم مدرسہ صبغۃ الہدیٰ وخطیب غوثیہ مسجد
شاہ پور چاکر۔ ضلع سانگھڑ سندھ

10/ ذیقعد 1415ھ
بمطابق
11/ اپریل 1995ء

حرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الطَّاھِرِیۡنَ الطَّیِّبِیۡنَ وَعَلٰی اَوۡلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ اَھۡلِ سُنَّتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِکَ اَجۡمَعِیۡنَ.

امابعد۔ اس موضوع پر قلم اُٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی چند وجوہات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

۱) عقائد کے درمیان حق و باطل کی تمیز ختم ہوتی جارہی ہے۔ بعض دانشور حضرات نے ہٹلر کے دستِ راست گوئبلز کے اس قول کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑلیا ہے کہ ''ایک جھوٹ کو اتنی بار بولو کہ وہ سچ معلوم ہونے لگے''۔ لیکن ہم خبیث کو طیّب کے ساتھ ملنے نہیں دیں گے۔ (ان شاءاللہ تعالیٰ)

۲) ایک علاقائی پیر صاحب نے ''اپنے بیگانے'' کے فرق کو ختم کرنے کا تہیہ کررکھا ہے جس کے نتیجے میں احقر نے اس موضوع پر 1991ء کے آخر میں قلم اُٹھایا اور جنوری 1992ء کو جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے نمائندہ واہل سنّت و جماعت کے ترجمان مجلّہ ماہنامہ ''فیضِ عالم'' میں مختصر مضمون شائع ہوا جس پر اہل علم و دردمندانِ اہل سنّت نے اپنے جذبات واحساسات سے آگاہ کیا، سندھ میں مضمون کا چرچا ہوگیا۔ کئی فوٹو کاپیاں بنائی گئیں۔ مضمون کی طلب میں خطوط کا تانتا بندھ گیا اور ڈھیر سارے خطوط جس میں فرمائش کی گئی کہ اس کو کتابی صورت میں چھپوائیں اور بعض اہلِ علم احباب نے مشورہ دیا کہ اس میں مزید تفصیلات شامل کی جائیں۔

۳) اس سے قبل یونیورسٹی میں دورانِ تعلیم احقر نے جب نوجوانانِ اہلسنت میں دینی و تنظیمی کام کیا تو نوجوانوں نے یہ سوال اُٹھایا کہ ہمارے ''علماء ومشائخ اہل سنّت

سندھ'' کا تذکرہ مارکیٹ میں دستیاب ہی نہیں اور ادبی تاریخی ونصابی کتب میں مسلک ومذاہب کی کوئی تمیز ہی نہیں۔ ایسے عالم میں سُنّی علماء اور وہابی علماء میں تمیز کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح کام ہونا چاہیے۔ حقائق کی روشنی میں حق و باطل کے فرق کو واضح کرنا چاہیے۔

۴) بعض ناعاقبت اندیش مولوی نُما وہابی ہمارے عظیم اکابر علماء ومشائخ اہلسنت کو بلا دلیل وہابی دکھانے کی ناکام کوشش کررہے ہیں اور ذرہ برابر بھی شرم محسوس نہیں کرت۔ چنانچہ اس قسم کا مواد مولوی عبدالوہاب چاچڑ نے ماہنامہ ''شریعت'' کے سوانح نمبر (مطبوعہ 1981ء روہڑی ضلع سکھر، سندھ) میں شائع کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اِسی لئے ہم نے اِس مقالہ میں اِن بے حیا لوگوں کی نشاندہی کرکے ناطقہ بندی کی ہے اور اکابر علماء ومشائخ اہل سنت کی کتابوں میں وہابیت کی تردید میں جو مواد مل سکا اس کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے جس سے ہر دو مسلک واضح اور عیاں ہوچکے ہیں۔ آئندہ ہر لکھنے والے کا فرض بنتا ہے کہ اس دیانت کا دامن تھام کر اس فرق کو برقرار رکھے۔

☆ درسِ عمل:۔ جو لوگ صُلح کلی اور ''سنّی وہابی بھائی بھائی'' کا درس دیتے ہیں وہ توبہ تائب ہوکر اپنے اکابر علماء ومشائخِ اہل سُنّت کے راستے پر چل کر گستاخِ رسول اور گستاخِ صحابہ سے ہر ناطہ توڑ دیں۔ جب ہمارے سُنّی اکابر صُلح کلی کے قائل نہ تھے تو ہم کیوں بنیں؟ ہمارے اکابر پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عاشق صادق اور نڈر سپاہی تھے انہوں نے ہر مشکل دور میں حق کا آوازہ بلند کیا اور اس نئے انگریزی فرقے کی ہر سطح اور ہر موڑ پر سخت گرفت کی اور ہم بھی انہیں کے خوشہ چیں ہیں تو ہم کس طرح ان وہابیوں سے صُلح کر سکتے ہیں؟

ہمارے سُنّی اکابر کا ظاہر وباطن ایک تھا وہ اگر اس مشکل دور میں حق کی للکار

نہ بنتے، عقائد اہل سنت کا تحفظ نہ کرتے اور عوام اہلِ سنّت کی رہنمائی کا فریضہ انجام نہ دیتے تو آج حق کا نام ونشان بھی مٹ چکا ہوتا اور ہر طرف وہابیت ہی وہابیت ہوتی اور بس۔ ہمیں اپنے اسلاف کا نمونہ بننا چاہئے۔! شاعر نے کیا خواب کہا ہے۔

دشمنِ احمد پہ شِدّت کیجئے
مُلحدوں کی کیامروّت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دِل
یا رَسُول اللہ کی کثرت کیجئے

احقر

صاحبزادہ السید محمد زین العابدین راشدی

لاڑکانہ سندھ۔

2
سندھ کے دو مسلک

سندھ کی تاریخ سے ایک اہم واقعہ عرض کرنا مقصود ہے جس سے نوجوان نسل، سندھ کے فرقوں کے متعلق آگاہی پائیں گے۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے باب الاسلام سندھ علم و ادب، تصوّف، محبت اور امن و امان کا گہوارہ تھا، اسی لئے سندھ کو صوفیائے کرام کا آستانہ کہا جاتا ہے۔ ٹھٹھہ، دیبل، سیوستان (سیوہن شریف) منصورہ، اروڑ، بکھر، پریاں لوءِ، بوبک، بھنبھور، پیر جو گوٹھ، نصر پور، ہمایوں، پاٹ، دربیلو، کھہڑا، لاڑکانہ، ہالا اور شکار پور وغیرہ اِن شہروں میں اپنے اپنے وقت میں شریعت و طریقت کے دریا بہا کرتے تھے۔ سوادِ اعظم اہلِ سُنّت والجماعت (فقہ حنفیہ) پچانوے فیصد تھے، باقی پانچ فیصد شیعہ وغیرہ بستے تھے۔ سلسلۂ قادریہ، سہروردیہ نقشبندیہ، اُویسیہ اور چشتیہ کے ان گنت آستانے تھے۔

مسلمانوں میں اکثریت غوث العالم حضرت بہاءُ الدین زکریا مُلتانی، غوثِ زماں مخدوم نوح سرورِ سہروردی ہالائی، سلطان الاولیاء خواجہ محمد رمضان صدیقی نقشبندی لُواری شریف اور امام العارفین سید محمد راشد پیر سائیں روضے دَھنی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے بزرگانِ دین کے مُریدوں پر مشتمل تھی۔

باقی وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلد، مودودی، پرویزی، قادیانی، چکڑالوی اور کمیونسٹ وغیرہ جیسے باطل فرقوں کے نام تک سے سندھ کی سرزمین ناآشنا تھی۔

سندھ کے سینہ میں بعض صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اغواث، اقطاب، ابدال، فقہاء، محدثین، مفسرین، علماء، صوفیاء، مشائخ، سادات حفاظ، قراء اور اسلامی شعراء ان گنت تعداد میں اَبدی نیند سو رہے ہیں۔ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ سندھی زبان

میں ہوا۔ برصغیر میں قرآن پاک کا پہلا فارسی ترجمہ ہالا کے جلیل القدر عالم اور ولی کامل حضرت مخدوم نوح سرور سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 998ھ) نے کیا تھا۔ موجودہ سیوھن شریف کے قریب لکی شریف کی پہاڑیوں میں عارفِ کامل غیاث المسلمین حضرت سید محمد احمد المعروف شاہ صدر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مورثِ اعلیٰ خاندان ساداتِ لکیاری و راشدی) کی زیارت کیلئے سُلطان الاولیاء ہند الولی حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی المعروف خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ (درگاہِ عالیہ اجمیر شریف) اپنے مُرشدِ کامل کی معیت میں حاضر ہوئے۔ (دیکھئے انیس الارواح وغیرہ کتب)(۱)

دُنیا کا سب سے بڑا قبرستان مکلی شریف (ٹھٹھہ سندھ) ہے اور اِسی ٹھٹھہ میں بارھویں صدی میں تقریباً 1200 بارہ سو مساجد اور 400 چار سو بڑے دار العلوم تھے۔ کیا ان میں سے ایک بھی مسجد یا مدرسہ سُنّی کے سوا کسی اور کا تھا؟ نہیں قطعی نہیں!! یہ سارے فرقے جدیدہ آنکھوں کے سامنے ہی تو بنے ہیں۔!!!

تاجدار سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمۃ بھی ٹھٹھہ کی سرزمین میں آرام فرما ہیں۔

صحاح سِتہ (شافعیہ) پر عربی حاشیہ جو مصر، انڈیا اور پاکستان وغیرہ ممالک سے اب تک شائع ہوتا آرہا ہے وہ شارح ٹھٹھہ کے محدث حضرت علامہ نور الدین بن محمد عبد الہادی المعروف ابوالحسن کبیر علامہ سندھی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے۔

مخدوم عبد الرحمٰن حنفی محدث نصرپوری نے بخاری (۲) کے اسماء الرجال پر ایک کتاب تحریر کی تھی جس کا ریفرنس شیخ الاسلام محمد ہاشم ٹھٹھوی نے دیا ہے۔

شیخ الاسلام فقیہ اعظم حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ (1174ھ) نے ایک مقام پر اپنے دور کے صرف ٹھٹھہ کے چند علماء کرام کا تعارف اس طرح کرایا

(۱) تفصیل کے لئے راقم کا مقالہ آفتاب ولایت ملاحظہ کیجئے۔
(۲) اس سے قبل بخاری کے راویوں پر ایک جدا کتاب شاید ہی لکھی گئی ہو۔

ہے کہ ''ہمارے ٹھٹھہ میں شیخ سعید الدین ہے جس نے ''تفسیر درالبحر'' پچیس جلدوں میں تحریر کی ہے اور ممتاز عالم دین رئیس الواعظین شیخ محمد صالح ٹھٹھوی ہے جس نے وعظ و نصیحت کے موضوع پر ایک کتاب ''انوار الوعظ'' تحریر کی ہے جو سنتالیس (47) جلدوں پر مشتمل ہے۔ (مدح نامہ سندھ 52)

مولوی تاج محمود امروٹی اور وہابیت کی نشو ونما:

1843 کے بعد انگریز سامراج اور ان کے ایجنٹوں کے ناپاک قدم اس سرزمین پر آئے اور انہوں نے کئی فرقوں کو ایجاد کیا۔ سندھ ''صوفیاء کی سرزمین'' وہابیوں کی نظر میں تھی کہ کس طرح اس پر ڈاکہ ڈالا جائے۔ اپنی راہ ہموار کرنے کیلئے مختلف طریقوں سے مختلف لوگوں سے رابطے بڑھائے گئے۔ آخر کار مولوی محمود حسن شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے تربیت یافتہ چالباز فلسفی عبیداللہ سندھی فاضل دیوبند (آبائی مذہب سِکھ) کو سندھ میں وہابیت کی بنیاد رکھنے کیلئے منتخب کیا گیا۔ جس نے شیخ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ کا داعی بن کر اپنا کام شروع کیا گویا اس نے سندھ میں خود کو شیخ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی صحیح تعلیمات کا مبلغ و مصلح بن کر شیخ صاحب کی شخصیت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا تا کہ کسی کو کوئی شک وشبہ نہ گزرے۔

''تبلیغی جماعت'' کے بانی مولوی الیاس اختر دہلوی دیوبندی تو پہلے ہی صوفیاء کی سرزمین سندھ کی بابت فکر مند تھے کہ وہاں کس طرح جاکر تبلیغ کی آڑ میں تخریب کاری کی جائے، اب انہیں عبیداللہ سندھی کی صورت میں نوید مسرت ملی تو راستہ کھل گیا۔ دل ہی دل میں مولوی محمود الحسن کو صحیح انتخاب پر داد دینے لگے۔ آخر وہ گھڑی آپہنچی چنانچہ عبیداللہ سندھی نے شیخ طریقت حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادری علیہ الرحمۃ (متوفی 1308ھ) بانی درگاہ بھرچونڈی شریف کے ہاں مسلمان

ہونا مشہور کیا لیکن جب وہاں یہ چالبازی کام نہ آئی تو شکاری کی طرح آنے جانے والوں پر نظر رکھی یہاں تک تاج محمود امروٹی (۱) (جو نہ تو جید عالمِ دین تھے اور نہ مقررِ ذیشان، صرف ایک بڑے پیر صاحب کے سیدھے سادے مرید اور سیّد کہلواتے تھے لیکن بعد میں انہی کے لوگوں نے اُنہیں بڑھا چڑھا کر آسمان پر پہنچا دیا) پر نظر جمی، اُن میں لچک پائی، سُر ملایا، مراسلت بڑھائی۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ مشہور انگریز جاسوس ''ہمفرے'' کی طرح عبیداللہ سندھی فلسفی کا تیر صحیح نشانہ پر لگا۔ مولوی محمود الحسن نے صحیح انتخاب پر عبیداللہ سندھی کو شاباش دی اور کہا کہ آخر شاگرد کس کے ہو میاں؟ تیر کمان سے ایسا نکلا جو بغیر خطا کئے ٹھیک نشانے پر لگا۔ پہلے ہی وار نے شِکار کو تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی۔ چنانچہ سندھ میں ''بابائے وہابیت'' تاج محمود امروٹی نے وہابیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے خلفاء اور مریدوں کے ساتھ عبیداللہ سندھی کے سندھ میں لگائے گئے ''وہابی درخت'' کی خوب آبیاری کی، گوٹھ امروٹ میں عبیداللہ سندھی کی فرمائش پر تاج محمود امروٹی نے مدرسہ ''محمود المدارس''۔ پریس محمود المطابع (اشاعتی ادارہ) اور ماہنامہ ''ھدایۃ الاخوان'' جاری کر کے قسمت کی ڈوری اُن کے ہاتھ میں دے دی اور خود نے مریدوں کے بچوں سے مدرسہ کو بھر دیا۔ اس طرح اس نئے وہابی دَھرم نے امروٹ سے نکل کر سارے سندھ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور امروٹ کو سندھ میں ''وہابی مرکز'' کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ غرضیکہ گوٹھ امروٹ میں جب کام ٹھیک ٹھاک چلنے لگا تو دیسی مولویوں کی ٹیم یہاں سے چل نِکلی یعنی وہاں گاڑی اپنے پٹرول پر چلنے لگی تو عبیداللہ سندھی اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر خوشی سے پھولے نہیں سماتا تھا۔ بالائی سندھ میں کامیاب ہوا۔ شہرت ملی۔ گروپ بن گیا۔ کام چلنے لگا۔ باقی رہا کراچی سے ملحق سندھ کا زیریں حصہ، سو اس نے آگے بڑھنے کا سوچا۔ چنانچہ امروٹی

---

(۱) امروٹی کے سیاسی نظریات کے حوالے سے راقم کی زیرِ قلم کتاب ''برعظیم کی مذھبی تحریکیں'' مفید ثابت ہوگی۔

کے تعلقات درگاہ جھنڈا شریف (ضلع حیدر آباد) کے سجادہ نشین مولوی پیر رُشد اللہ شاہ (ا) سے اچھے تھے۔ چنانچہ عبید اللہ سندھی نے وقت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُن سے اپنا رابطہ قائم کیا۔ آگے چل کر شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ کام آیا کیونکہ شیخ صاحب سندھ میں روشناس تھے۔ مخدوم معین ٹھٹھوی بھی ان کے شاگرد تھے۔ شیخ صاحب سے اہلِ علم محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ آخر کار وہ دن بھی آگیا جب درگاہ شریف جھنڈہ میں اس کے ناپاک قدم جم گئے۔ عبید اللہ سندھی مدرسہ دارالارشاد کے صدر المدرسین منتخب ہوگئے۔ پیر رُشد اللہ شاہ، سید، خاندانی پیر اور اولیاءاللہ کی اولاد میں سے تھے وہ ایک مرجع خلائق دربار کے سجادہ نشین تھے۔ خاندان کا دبدبہ تھا سید کو سندھ میں بڑی عزت وحیثیت حاصل ہے۔ لوگ نہ صرف مانتے ہیں بلکہ بڑی عقیدت سے پیش آتے ہیں، دیہاتی اَن پڑھ لوگ تو سید کے حکم کو بہت بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ کئی لوگوں نے سادگی کے باعث اس سید کے ہاتھ اپنا ایمان ''بیچ'' ڈالا اور بدلے میں وہابیت ''خرید'' لی۔ اس پیر نے خانقاہ کی آڑ میں وہابیت کا خوب پرچار کیا۔

1319ھ بمطابق 2-1901ء میں مولانا رشد اللہ شاہ پیر جھنڈا نے اِسی نہج پر اپنے گاؤں (درگاہ شریف جھنڈا) میں مدرسہ قائم کردیا۔ جیسا مولانا سندھی چاہتے تھے اور مولانا سندھی کی مرضی کے مطابق ہی اس مدرسے کا نام بھی رکھا۔ مولانا سندھی نے اِس مدرسے کے نظام کو سات سال تک اپنی مرضی کے مطابق چلایا۔

(تاریخ سندھ جلد 3 صفحہ 201 از اعجاز الحق قدوسی)

ڈاکٹر جمن ٹالپر (شاگرد رشید مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی دیوبندی) نے تحریر کیا ہے کہ ماہ شعبان 1327ھ / 12 ستمبر 1910ء کو مدرسہ دارالارشاد پیر جھنڈا میں

(ا) جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے موجودہ امیر مولوی بدیع الدین شاہ (سعید آباد) پیر رشد اللہ خلافتی کے پوتے اور پیر احسان اللہ شاہ جھنڈائی کے بیٹے ہیں۔ بدیع الدین شاہ کے بڑے بھائی کا نام محب اللہ شاہ ہے جبکہ درگاہ پیر جھنڈا کے موجودہ سجادہ نشین بدیع الدین شاہ کے چچازاد بھائی وہب اللہ شاہ ہیں جو کہ پیر ضیاء الدین جھنڈائی کے بیٹے اور پیر رشد اللہ شاہ کے پوتے ہیں۔

دستارِ فضیلت کا جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت بھوپال کے قاضی الشیخ حسین بن محسن الانصار الیمانی نے کی جو کہ (غیر مقلدین وہابیہ کے امام) نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا اُستاد اور (غیر مقلدین کا مشہور پیشوا) قاضی شوکانی یمانی کا شاگرد تھا۔

(سندھ جا اسلامي درسگاہ، 453، مطبوعہ 1982ء حیدر آباد)

پروفیسر محمود شاہ بخاری نے ''مولوی تاج محمود امروٹی'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے، وہ اِسی مقالہ میں رقمطراز ہیں کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن محدث دیوبند دوتین بار اپنے شاگردوں مولانا حسین احمد مدنی (صدر دیوبند و کانگریسی) اور مولانا اشرف علی تھانوی کے ساتھ مولانا امروٹی کی ملاقات کے لئے امروٹ آئے تھے اور مولوی حسین احمد مدنی (ٹانڈوی۔ مَدن پوری) لکھتے ہیں کہ۔ ''مولانا امروٹی کئی بار دیوبند تشریف لائے۔''

(کتاب وطن جي آزادي جو امام 285، مطبوعہ 1984ء حیدر آباد)

مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی دیوبندی (ڈائریکٹر۔ شیخ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد) نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ۔ ''میرے اُستاد مولانا عبید اللہ سندھی نے مولانا تاج محمود امروٹی صاحب کے ہاں امروٹ میں سات سال قیام کیا تھا۔

(ماہنامہ السند، 30، مئی جولائی 1991ء مطبوعہ اسلام آباد)

اعجاز الحق قدوسی لکھتے ہیں۔ ''مولوی محمود الحسن شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند دو دفعہ امروٹ تشریف لائے۔''

(تاریخ سندھ جلد 3، 196، مطبوعہ 1984ء لاہور)۔

دوسرے صفحہ پر رقمطراز ہیں۔ ''وہ (امروٹی) جمعیت علماءِ ہند میں شامل ہو گئے اور آخر وقت تک جمعیت علمائے ہند کے لئے کام کرتے رہے۔

(تاریخ سندھ جلد 3، 197، مطبوعہ 1984ء، لاہور)

عبیداللہ سندھی اپنے آئینے میں

مولانا سندھی نے لکھا ہے کہ ''مولانا اسماعیل شہید(۱) (قتیلِ بالاکوٹ، مصنف تقویۃ الایمان) کے حالات پڑھے اور ان کے حالات نے مجھے بے حد متاثر کیا۔

(تاریخ سندھ 200)

''مولانا اسماعیل شہید نے میرے فکر و نظر میں ایک عظیم تبدیلی پیدا کی اور میرے فکر و نظر کا سانچا بدل گیا۔ (ایضا)

مولوی عبیداللہ سندھی دار العلوم دیوبند سے خصوصی تربیت لے کر سندھ میں وارد ہوئے یہاں دو مدارس (ا) امروٹ میں (ا) درگاہ جھنڈا میں قائم کئے۔ اولیاء اللہ کی سرزمین سندھ امن کا گہوارہ تھی اس کے بعد یہاں کیا ہوا؟ آیئے تاریخ کے صفحات اُلٹ کر دیکھئے۔:

سندھ کے ایک مؤرخ پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید میمن نے اس دَور کچھ کے واقعات اپنی کتاب میں تحریر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ۔ ''مولوی تاج محمود امروٹی نے ماہنامہ ''ہدایت الاخوان'' نامی پرچہ جاری کیا۔ جس (ماہنامے) نے مولوی عبیداللہ سندھی کی فکر کو عام کرنا شروع کیا۔ انہی دنوں میں مولوی دین محمد وفائی، مولوی اسماعیل دہلوی (وہابی) کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' (جو کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی رسوائے زمانہ کتاب ''التوحید'' کی طرز پر برصغیر میں پہلی اُردو میں کتاب لکھی گئی تھی۔ راشدی) کا سندھی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ اس طرح سندھ میں ''وہابی تحریک'' کی ابتداء ہوئی۔

(ا) مجدد اسلام، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی قادری علیہ الرحمۃ الباری (متوفی 1340ھ بمطابق 1921ء) نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کفریات پر لاجواب کتاب تحریر فرمائی جسے ''کفریات بابائے وہابیہ'' کے نام سے مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلائے نجد تھا، وہ ذبیحِ تیغ خیار ہے

اِسی لئے سندھ کے علماء میں سخت اختلافات پیدا ہوئے۔ تاج محمود امروٹی نے اِسی تحریک کی سرپرستی کی اور دین محمد وفائی اس تحریک کے اہم رکن تھے۔ سندھ کے علماء کے دوسرے گروہ' نے دیو بندی تحریک کی سخت مخالفت کی اور اِس تحریک نے (نئے فرقے کی سرکوبی کے لئے) ایک باقاعدہ تنظیم بنائی جس کا نام ''جمعیت الاحناف صوبہ سندھ'' رکھا گیا۔

☆ صاحبزادہ عبداللہ جان سرہندی۔
☆ مولوی عبدالباقی سجادہ نشین درگاہ ہمایوں شریف۔
☆ مولوی محمد حسن سجادہ نشین درگاہ کٹبار شریف۔ (۱)
☆ پیر عبدالستار شاہ جیلانی درگاہ جیلانیہ قصبہ ٹھل (ضلع جیکب آباد)
☆ اور پیر جمن شاہ امروٹی اس کے نائب صدر ہوئے۔
☆ مولانا محمد ابراہیم گڑھی یاسین کو ان کا ناظم اعلیٰ اور مولوی عبدالقیوم بختیار پوری کو نائب ناظم مقرر کیا گیا۔ اِسی مکتبہ کو ''ہمایونی مکتبہ ٔفکر'' کے نام سے شہرت ملی۔ جس طرح ہندوستان میں ''بریلوی مکتبہ ٔفکر'' مشہور ہوا۔

ہمایونی مکتبہ ٔفکر کے علماء نے سلطان کوٹ (ضلع شکارپور) سے 1922ء کو ماہنامہ ''الھمایوں'' جاری کیا۔ جس میں وہابی تحریک کے خلاف اور مولوی دین محمد وفائی کے ترجمہ تقویۃ الایمان کے خلاف تنقیدی مضامین شائع ہوئے ان کے علاوہ ''وہابی عقائد'' کے رد میں کتابیں لکھی گئیں۔

مولانا عبدالرؤف مورائی نے فارسی اور عربی میں ''ردالوہابیہ'' نامی کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ مولانا مورائی نے (حضرت مولانا) پیر محمد سعید لواری شریف (ضلع بدین) کے حکم پر ''وہابیت'' کے رد میں سندھی زبان میں خطبات بھی لکھے (جو کہ

---

(۱) کٹبار شریف، بیل پٹ ضلع کچھی صوبہ بلوچستان میں ہے۔ سن وفات 1350ھ/1931ء
(تذکرہ صوفیائے بلوچستان 121، 272 مطبوعہ لاہور)

جمعہ کے اجتماعات میں پڑھے جاتے تھے)..... مولوی دین محمد وفائی نے اپنی (یعنی وہابی) تحریک کی ترویج و اشاعت کیلئے کراچی سے ماہنامہ ''توحید'' جاری کیا۔ 1928ء میں یہ پرچہ بند ہوگیا۔ دوبارہ 1934ء میں جاری ہوا۔

(دوسری جانب اہل سنت کی جانب سے) ''الھمایون'' کے بند ہونے پر سلطان کوٹ (ضلع شکارپور) سے سال 1935ء میں ماہنامہ ''الاسلام'' جاری ہوا۔ اس کو بھی ''الھمایون'' کے ایڈیٹر (مفتی اعظم پاکستان) مولانا محمد صاحبداد نا صح نے جاری کیا تھا۔ (سندھی ثقافت پر اسلامی اثرات (سندھی) 233 تا 236 مطبوعہ کراچی)

نئے فرقے وہابیہ کی سندھ میں دخول کی وجہ سے جو بد مزگی اور فتنہ انگیزی پیدا ہوئی اس سلسلے میں مولوی دین محمد وفائی (وہابی) نے اپنے تعلیمی دور کا ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔

1911ء میں کراچی سے (حضرت علامہ) مولوی عبدالکریم درس مرحوم (مولانا علیہ الرحمۃ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے دوست تھے) کے ذریعے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ''علم غیب'' کے مسئلہ پر ایک زبردست طوفان اٹھا، جس میں سندھ کے علماء دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ دارالارشاد گوٹھ پیر جھنڈا اور مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ (کراچی) کے (دیوبندی) علماء اس بات کے قائل تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا علم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے شریعت سکھانے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے بتایا گیا۔ مگر مولوی درس اور دوسرے اکثر علماء کہہ رہے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کلی وجزی اور ما کان وما یکون (۱) (جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے) سب کا علم ہے۔ علامہ سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی بھی درس پارٹی میں شامل تھے۔ پیرزادہ حاجی غلام مجدد صاحب متعلوی کی استدعا پر مخدوم حاجی حسن

---

(۱) اسی موضوع پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی مطبوعہ کتاب الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مفید رہے گی۔ نیز مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی کی ''جاء الحق'' مولانا عبدالسلام رضوی کی ''علم خیر الانام'' بھی اسی موضوع پر ہیں۔

اللہ صاحب نے مدرسہ دارالفیض گوٹھ سونہ جتوئی (تحصیل و ضلع لاڑکانہ) میں اس سوال پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام "نور العینین فی اثبات علم الغیب سید الثقلین" تھا۔ جس کو درس و پاٹائی علماء کرام نے بہت پسند کیا۔ (تذکرہ مشاہیر سندھ (سندھی) جلد اول 189)

تعارف: علامۃ الزمان حضرت مخدوم حسن اللہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1339ھ) پاٹ شریف والے، استاذ الاساتذہ عارف باللہ حضرت خواجہ غلام صدیق قادری شہدادکوٹی قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور مفتی اعظم سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مفتی ابوالفیض غلام عمر جتوئی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد اور بحر العلوم والفیوض فقیہِ اعظم شیخ طریقت حضرت مفتی پیر محمد قاسم مشوری علیہ الرحمۃ کے اُستاذ الاستاذ تھے۔

وہابیت کا فتنہ اس وقت کھڑا ہوا جس وقت ملک میں تحریکوں کا بڑا زور و شور تھا۔ ایک طرف ہندوؤں کی طرف سے اسلام کے خلاف لٹریچر شائع ہو رہا تھا تو دوسری طرف انگریز اسلام دشمن سازشوں کے ذریعے اپنے اقتدار کو طول دینے میں سرگرم عمل تھے۔ ایسے نازک دور میں علمائے اہل سنت و جماعت نے ہر طوفان کا احسن طریقے سے مقابلہ کیا۔ اس دور میں سُنّی اور "وہابی" کی پہچان مشکل ہوگئی تھی کیونکہ وہابی اپنے آپ کو سُنّی کہلوا کر سُنّیوں کو دھوکہ دے رہے تھے ایسے عالم میں تاج الفقہاء شیخِ طریقت عاشقِ مصطفٰی حضرت علامہ پیر مفتی عبدالغفور مفتونؔ ہمایونی علیہ الرحمۃ (ہمایوں شریف ضلع شکارپور) مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی نظریاتی حفاظت اور عوام اہل سنت کی رہنمائی کے لئے میدانِ عمل میں نکل آئے اور فرقہ وہابیہ کا تحریری، تقریری اور تدریسی طرح رَدّ فرمایا۔ عبیداللہ سندھی اور تاج محمود امروٹی کو بارہا مناظرہ کی دعوت دی اِن کے باطل نظریات کا بڑے بڑے اجتماعات میں کھل کر رَدّ فرمایا لیکن وہ میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکے اِسی کشمکش کے دور میں "ہمایونی" اہلسنت کی پہچان بنی اور "امروٹی" وہابیوں کی پہچان بنی اور اِسی نسبت سے دونوں گروہ پہچانے جاتے تھے۔

دونوں مدِ مقابل مسلکوں کے اہم علماء کے اسماء درج ذیل ہیں تاکہ قارئین کو اِس دور کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

ہمایونی مسلک کے علماء	امروٹی مسلک کے علماء
حضرت علامہ مفتی پیر عبدالغفور ہمایونی (ضلع شکارپور) 1913ء	مولوی تاج محمود امروٹی (ضلع شکارپور) متوفی 1929ء
حضرت علامہ خواجہ پیر غلام صدیق قادری (شہدادکوٹ 1905ء)	مولوی رُشد اللہ شاہ جھنڈائی
حضرت علامہ مخدوم حسن اللہ صدیقی پاٹ شریف	مولوی احسان اللہ شاہ جھنڈائی
حضرت علامہ مفتی ابوالفیض غلام عمر جتوئی	مولوی عبیداللہ سندھی متوفی 1944ء
حضرت علامہ خواجہ پیر محمد حسن جان سرہندی	مولوی دین محمد وفائی
حضرت خواجہ پیر محمد سعید صدیقی لواری شریف	مولوی محمد صادق کھڈہ (کراچی)
حضرت خواجہ پیر محمد حسن قادری کٹبار شریف	مولوی حماد اللہ ھالیجوی (پنوعاقل)
حضرت علامہ سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑ شریف۔	مولوی میاں صالح محمد باجی (پنوعاقل)
حضرت علامہ مولانا عبدالکریم درس۔ کراچی	مولوی حبیب اللہ ٹھیڑھی (خیرپور میرس)
حضرت مولانا قاضی عبدالرؤف نقشبندی مورائی	محمد عثمان ڈیپلائی (افسانہ نویس) ڈیپلو
حضرت فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم محدث مشوری شریف	مولوی عبدالعزیز تھریچانی (ضلع سکھر)
حضرت مفتی اعظم علامہ محمد صاحبداد ناصح سلطان کوٹی	مولوی عبدالکریم لغاری (ضلع میرپور خاص)
حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب گڑھی یٰسین	مولوی عبدالواحد آزاد (گڑھی خدابخش)
حضرت مولانا مفتی محمد قاسم صاحب گڑھی یٰسین	مولوی عبدالکریم چشتی شکارپوری

حضرت علامہ پیر عبدالرحمٰن قادری، بھرچونڈی شریف	مولوی حاجی شیر محمد شاہ (گھوٹکی) خلیفہ تھانوی
حضرت مخدوم مفتی عبدالعلیم دربیلوی (نوشہرہ فیروز)	مولوی خوش محمد تونیہ میروخانی
حضرت مولانا فقیر محمد صالح مہر قادری (پیر جو گوٹھ)	مولوی خیر محمد نظامانی (سانگھڑ)
خطیب اہلسنت حضرت مولانا پیر غلام مجدد سرہندی (ماٹلی)	مولوی عبدالرحیم پچھمی (ڈیپلو)
حضرت مولانا مفتی عبدالباقی اول (ہمایوں شریف	شیخ عبدالمجید سندھی (مصنف تنظیمی پروگرام مطبوعہ 1926)
مناظر اسلام علامہ پیر سید نصیرالدین راشدی (بکھری شریف	حکیم فتح محمد سیوھانی
حضرت علامہ مخدوم بصرالدین سیوستانی (سیوہن شریف	مولوی دین محمد ادیب فیروز شاہی (میہڑ)
حضرت مولانا الحاج میر محمد صاحب (ہالا شریف	مولوی محمد مدنی (سابق مدرس مدرسہ جھنڈہ)
مبلغ اسلام حضرت مولانا قمرالدین عطائی میسر (شہدادکوٹ)	قاضی عبدالرزاق (مترجم قرآن) روہڑی
حضرت علامہ پیر آغا عبداللہ جان سرہندی (ٹنڈو سائیں داد)	مولوی ضیاء الدین شاہ جھنڈائی (ضلع حیدرآباد)
حضرت علامہ مخدوم غلام محمد (ملکانی شریف	مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی (حیدرآباد)
حضرت علامہ مخدوم اللہ بخش عباسی (کُھہڑا شریف	مولوی عبدالکریم قریشی بیروالے (تحصیل قمبر)

حب حق، بغضِ عدو، بدر ہے دین کا معیار
اپنے اِخلاف کو یہ درس سکھاتے رہئے

امروٹی مسلک کے جتنے بھی مولویوں اور پیرزادوں کے نام لکھے گئے ہیں اِن سب کے باپ دادا صحیح العقیدہ سُنی حنفی مسلمان تھے۔ گویا یہ سندھ کے پہلے وہابی ہوئے جنہوں نے سندھ کے اولیاء اللہ (کثرھم اللہ تعالیٰ) کے مسلکِ حقہ اہل سنت والجماعت سے بغاوت کر کے نئے مذہب کی داغ بیل ڈالی۔

قیام پاکستان کے بعد بریلوی۔ اور دیوبندی نام سندھ میں زیادہ روشناس ہوئے پھر ہمایونی بریلوی اور امروٹی دیوبندی کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ لوگ پچھلے نام بھول گئے لیکن امروٹی فتنہ جوں کا توں برقرار ہے۔

ہندوستان میں وہابیت کی ابتداء

دہلی کے بڑے عالم و پیر حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی الازہری (سجادہ نشین دربار حضرت خواجہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمۃ) لکھتے ہیں کہ ''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے زمانے سے 1240ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں کے درمیان بٹے رہے ایک ''اہلِ سنت والجماعت'' دوسرا ''شیعہ'' پھر مولوی اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شیخ ولی اللہ کے پوتے اور شیخ عبدالعزیز، شیخ رفیع الدین اور عبدالقادر رحمہم اللہ کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلانِ طبع محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا۔ نجدی کے رسالہ ''ردالاشراک'' ان کی نظر سے گذرا انہوں نے اُردو میں ''تقویۃ الایمان'' لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلایا۔ کسی نے اپنے کو فلسفی کہا۔ آئمہ مجتہدین کی جو قدر و منزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر دربار نبوت کی تعظیم میں جو تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر 1420ھ کے بعد (جب سے تقویۃ الایمان لکھی گئی) سے ظاہر ہونا شروع ہوئی ہیں۔ اُس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بالاتفاق اس کتاب کا رد کیا۔ (مولوی اسماعیل اور تقویۃ ایمان 10)

☆ ہندوستان میں ''وہابی فرقہ'' کا بانی مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی ہے۔

☆ سندھ میں ''وہابی فرقہ'' کا بانی مولوی تاج محمود امروٹی ہے۔

☆ خاندان راشدیہ میں سب سے پہلا وہابی پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی تھے۔

☆ ہندوستان میں ''قوم پرستی'' کی بنیاد رکھنے والا دیوبند کا شیخ الحدیث مولوی حسین احمد مدنی کانگریسی ہے۔

☆ سندھ میں ''قوم پرستی'' کی بنیاد رکھنے والا مولوی عبید اللہ سندھی (۱) (سابق سیالکوٹی سکھ) ہے۔

واضح رہے کہ وہابی دو قسم کے بنے۔ ایک ''مقلد'' اور دوسرا ''غیر مقلد'' جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ ''دیوبندی وہابی''۔ یہ گروہ بظاہر مقلد کہلواتا ہے۔

☆ ''اہلحدیث وہابی''۔ یہ گروہ ڈنکے کی چوٹ پر غیر مقلد کہلواتا ہے۔

انگریز نے ''تقویۃ الایمان'' اور اس کی اشاعت میں خاص دلچسپی لی۔ چنانچہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی شمس الدین (درویش والے) برادر زادہ قاضی صدر الدین خلیفہ خانقاہ سراجیہ کندیاں اپنی کتاب ''غلغلہ'' میں تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ''انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول کیلئے یہ کتاب لکھوائی۔ 1852ء میں انگریزوں نے رائل ایشیاء سوسائٹی لندن سے تقویۃ الایمان انگریزی میں ترجمہ کروا کے اُسے دُور دراز تک پھیلایا۔

(ہنٹر پر ہنٹر 75، از سر سید علی گڑھ بحوالہ مقدمہ سنی تقویۃ الایمان 7)

محترمہ پروفیسر ڈاکٹر قمر النساء ایم۔ اے نے عربی میں کتاب ''العلامہ فضل حق الخیر آبادی'' لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر 125 پر مذکور ہے کہ پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ

(۱) اسی رسالہ کے آخر میں عبید اللہ سندھی کے چاہنے والے ان کا مکتوب ضرور ملاحظہ فرمائیں جو کہ ان کی اصل صورت اور نظریات کا انکشاف کرتا ہے، سندھ کے وہ دانشور جن پر عبید اللہ سندھی کا سایہ بھوت کی طرح چھایا ہوا ہے وہ بھی ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ انہوں نے کس کو سر چڑھا رکھا ہے اور کن کے نظریات پال رہے ہیں۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی   عشق کے بدلے عداوت کیجئے

تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے 1965ء میں پروفیسر خالد بزمی کو لکھا اور اِس بات کا اعتراف کیا کہ انگریزوں نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' بغیر قیمت کے مفت تقسیم کی۔
(مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان 51)

بجنوری کا اعتراف:۔ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے حلقہ بگوش مولوی احمد رضا بجنوری نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ''افسوس ہے اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی وجہ سے مسلمانانِ ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں۔ دو گروہ میں بٹ گئے ہیں۔ ایسے اختلافات کی نظیر دُنیائے اسلام کے کسی خطے میں ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے''۔
(انوار الباری باب 11، 107، مقدمہ سنی تقویۃ الایمان 8)

فکر عرب کو دے دو فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و عرب سے نکال دو

خود اپنا اعتراف: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' (حکایاتِ علمائے دیوبند) میں لکھا ہے کہ۔ ''مولانا محمد اسماعیل نے ''تقویۃ الایمان'' لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ ان کے سامنے ''تقویۃ الایمان'' پیش کی اور فرمایا میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا تھا کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً اِن اُمور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا۔ اِن وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ الخ (ارواح ثلاثہ 92)

مترجم ''انفاس العارفین'' پروفیسر فاروق القادری، ایم۔ اے نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اڑھائی سو کتابوں کی ایسی لسٹ میری نظر سے گذری ہے جو تقویۃ الایمان کی تردید میں مختلف زبانوں اور مختلف علاقوں میں لکھی گئی ہیں۔
(تقدیم انفاس العارفین 18، لاہور)

اہل سنّت اور وہابیت

تیرے گستاخ سے میں رکھوں دوستی
دے خدا مجھ کو اس سے پناہ یا نبی

مفتی اعظم پاکستان، ترجمانِ اہل سُنّت مولانا مفتی محمد صاحبداد نا صح جمالی (۱) رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر جو گوٹھ مدفون سلطان کوٹ ضلع شکار پور سندھ) نے وہابیت کا جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دو ماہنامے جاری کئے، کئی مضامین و کتابیں تحریر کیں۔ مولوی دین محمد وفائی کے رسالہ کی تردید میں ایک لاجواب کتاب ''الحق الصریح فی جواب الرسالة المسماة بالاعتقاد الصحیح'' تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ ''وہابی شفاعت کے منکر ہیں'' (سندھی) مرتب فرمایا۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ''مولوی دین محمد وفائی نے تقویۃ الایمان'' کا سندھی میں ترجمہ کیا جس کا نام ''توحید الاسلام'' رکھا، جس کی اشاعت کے لئے مالی امداد مولوی تاج محمود امروٹی اور پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی نے دی۔ مولوی دین محمد وفائی کے اخبار ''الوحید'' 24 مارچ 1923ء میں اعلان ہوا کہ کتابیں ''توحید الاسلام'' امروٹ میں دستیاب ہیں۔

پیر احسان اللہ شاہ (۲) جھنڈائی نے شاہ ابن سعود نجدی کی تائید میں قلمی کتاب ''امام مبین'' مریدوں میں تقسیم کی، جس میں پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی بکتے ہیں کہ ''اگر میرے اختیار میں ہو تو رسول اللہ ﷺ کا گنبد گرادوں ... اس کے بعد لکھا

(۱) احقر نے آپ کی خدمات پر ایک علیحدہ کتاب ''تبرکات مفتی اعظم پاکستان'' تحریر کیا ہے۔
(۲) یہ جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر مولوی بدیع الدین شاہ جھنڈائی کے باپ تھے۔

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے گا
وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

ہے کہ ''پیر صاحب کا ارشاد مُریدین کو قبروں کو گرادینے کیلئے بڑی دلیل ہے''۔
(الحق الصریح 11، 26 طبع ثانی 1956ء کراچی)

جناب سید عابد حسین شاہ انچارج ''غوث بہاءُ الدین زکریا لائبریری'' چکوال رقمطراز ہیں۔ ''حضرت مولانا محمد حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ (متوفی 1946ء) ایک جید عالم دین، عظیم صوفی، حافظ قرآن، مصنف، مجاہدِ اسلام، تحریک پاکستان کے داعی، اُمتِ مسلمہ کے عظیم رہنما اور اپنے دور میں سندھ کے بے تاج بادشاہ تھے۔ ایک معاصر ہفتہ وار اخبار ''الفیقہ'' امرتسر (انڈیا) کی اشاعت مورخہ 7/ اگست 1928ء میں آپ کا اسم گرامی حسب ذیل القابات کے ساتھ مندرج ہے جس سے آپ کی عظمت کا کسی قدر ثبوت ملتا ہے۔ ''اعلیٰ حضرت، حکیم الامت، شیخ الاسلام والمسلمین، امام الملت والدین، قطب عالم حضرت خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی سجادہ نشین درگاہ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد سندھ''۔ آپ نے کثیر مصروفیات کے باوجود عربی فارسی اُردو اور سندھی زبانوں میں متعدد کتب لکھیں اور فضیلت علمی کے قابل قدر جواہر پارے یادگار چھوڑے ہیں۔

''**الاصول لاربعہ فی تردید الوہابیہ**'' ان میں ایک قابلِ قدر کتاب ہے۔ مولوی دین محمد وفائی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کا سندھی ترجمہ ''توحید الایمان'' کے نام سے کیا تو اس کی تردید میں آپ نے یہ کتاب 1928ء بمطابق 1346ھ میں قلمبند کی، جو اسی سال حضرت مصنف کے مصارف پر ایڈیٹر ''الفقیہ'' مولانا حکیم معراج الدین احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1948ء) کی نگرانی میں طبع ہو کر مفت تقسیم ہوئی تھی۔

ترکی کے نامور پیر طریقت وجید عالم دین فضیلت الشیخ حسین حلمی ایشیق مجددی نے 1973ء میں استنبول میں مکتبہ ایشیق کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم

کیا اور دُنیا بھر کے علماء ومشائخ اہلِ سنّت کی کتب طبع کرا کے مفت تقسیم کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ ''الاصول الاربعہ فی تردیدالوھابیہ'' (۱) کا ترکی سے پہلا ایڈیشن 1975ء میں شائع ہوا۔ بعد میں اس کے متعدد ایڈیشن طبع ہوئے۔ اس وقت مکتبہ الحقیقہ استنبول کے طبع کردہ دو ایڈیشن مطبوعہ 1989ء/1993ء راقم کے زیرِ نظر ہیں۔

''الاصول الاربعہ فی تردیدالوھابیہ'' پر سندھ وبلوچستان کے جن جلیل القدر علمائے کرام کی تقاریظ فارسی وعربی میں موجود ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ علامۃ العصر، اُس العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہمایوں شریف، حضرت علامۃ الدھر رئیس العلماء مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کٹبار شریف (صوبہ بلوچستان) استاذ العلماء والفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ گڑھی یاسین، قدوۃ السالکین علامہ مخدوم بصر الدین (۲) سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(ماہنامہ کنز الایمان لاہور 22، ماہ جون 1994ء)

حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی کی ایک اور تصنیف ''العقائد الصحیحۃ فی تردید الوھابیۃ النجدیۃ'' جو کہ عربی زبان میں لکھی گئی جس کا اُردو ترجمہ آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ محمد ہاشم مجددی سرہندی نے کیا۔ اور حکیم معراج الدین احمد نقشبندی نے 1320ھ/1941ء کو امرتسر سے شائع کیا اور دوسرا ایڈیشن (عربی مع اُردو) 1978ء کو ترکی سے شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن سندھی زبان میں درگاہ شریف ٹنڈو سائیں داد سے 1983ء کو چھپ کر منظر عام پر آیا۔ اسی کتاب کے آخر میں آپ نے اپنا مناظرہ تحریر کیا ہے جو کہ دورانِ سفر کویت میں ایک بڑے نجدی عالم سے ہوا تھا جس میں اس نجدی عالم کو منہ کی کھانی پڑی اور بڑی رُسوائی کے ساتھ اِس نے راہِ فرار اختیار کی۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت، مجددِ ملت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا احمد رضا

---

(۱) یہ کتاب بزبان فارسی لکھی گئی (۲) سیوہن شریف میں 11 جنوری 1937ء کو وفات پائی۔

خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکۃ المکرمہ میں نبی کریم حضور پرنور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب شریف پر کتاب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ'' تحریر فرمائی جس میں دلائل قاہرہ سے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضور پرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب ثابت کیا جس پر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے جید اکابر علماء کرام ومشائخ عظام نے شاندار تصدیقات وتقاریظ رقم فرمائیں ان کے ساتھ ساتھ سندھ کے نامور عالمِ دین حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ٹیاری شریف ضلع حیدرآباد) نے بھی تقریظ وتصدیق تحریر فرمائی۔

(کتاب وہابیت جا انو کا انداز سندھی 87)

مناظر اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان رضوی (خلیفہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی) نے دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلدوں، وہابیوں اور قادیانیوں کے باطل عقائد تحریر کر کے برصغیر کے مختلف اکابر جید علمائے کرام ومشائخ اہلسنت کی خدمت میں بھیج دیئے، ان حضرات کی طرف سے جو فتاویٰ شریف موصول ہوئے۔ مناظر اہلسنت نے ان فتاویٰ کو کتاب ''الصوارم الھندیہ'' کے نام سے مرتب فرما کر شائع کیا جس میں سندھ کے درج ذیل علمائے کرام ومشائخ اہل سنت کی تحریرات بھی درج ہیں جنہوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی طرح وہابیوں کو بھی ایک جیسا کافر، گمراہ اور خارج از اسلام قرار دیا۔

مثلاً۔ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی، حضرت قبلہ پیر محمد حسن کٹباری، حضرت مفتی محمد قاسم گڑھی یاسین، حضرت مفتی محمد ابراہیم گڑھی یاسین، حضرت علامہ مفتی محمد صاحبداد جمالی، مولانا قمر الدین عطائی مہیسر، مولانا خادم حسین جتوئی (بھلیڈنہ آباد ضلع جیکب آباد) مولانا مفتی عبدالباقی اول ہمایونی، مولانا عبدالستار صحبت پوری (ضلع جعفرآباد صوبہ بلوچستان)۔ (الصوارم الھندیہ مطبوعہ 1975ء ساہیوال)

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خان صاحب نے اِسی طرز پر ایک دوسری کتاب ''الصوارم السندیہ'' مرتب فرمائی جس میں ڈیڑھ سو (150) علمائے اہل سُنّت کے فتوے جمع فرمائے تھے (یہ فتویٰ بھی غالباً مفتی صاحبداد کی تحریر کردہ ہے) اور چونکہ اس میں سندھ کا فتویٰ بہت مفصل تھا، اِسی لئے اِس کا نام ''الصوارم السندیہ'' رکھا تھا۔ (سوانح شیر بیشۂ اہلِ سنت 106، مطبوعہ کراچی 1994ء)

ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

استاذ الاساتذہ علامۃ الدہر حضرت مخدوم عبدالغفور ہمایونی علیہ الرحمۃ الباری کی سماع وموتی پر عربی زبان میں کتاب الاجواب ''الدر المنثور فی رد منکری الاستعمداد من اصحاب القبور'' اور مختلف مسائل پر فارسی زبان میں ''فتاویٰ ہمایونی'' (دو جلدوں میں) یادگار تصنیف ہیں۔ فتاویٰ ہمایونی کی دونوں جلدوں کا خلاصہ وسندھی ترجمہ آپ کے شاگرد مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب گڑھی یاسینوی نے کیا جو کہ شکار پور (سندھ) سے شائع ہوا۔

حضرت مولانا قاضی سید اسد اللہ شاہ فدا ٹکھڑائی، ولی نعمت حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی مجددی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب شریف کی تائید میں ایک کتاب ''ھدیہ اسدیہ'' تین حصوں میں تحریر کی جو کہ 1331ھ کو خود ہی چھپوا کر مفت تقسیم کی۔ فدا صاحب ۵۹ سال کی عمر میں 27/رجب المرجب 1344ھ کو وصال کیا۔

(تذکرہ شعرائے ٹکھڑ 71، مطبوعہ 1959ء)

حضرت مولانا الحاج میر محمد صاحب ہالائی بن حضرت خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب نے مولوی احمد (بدین) مولوی عبدالحئی نوحانی اور مولوی اکرم ہالائی وغیرہ وہابیوں کی تردید میں بزبان سندھی ایک لاجواب کتاب ''اعلاء الحق علی اظہار

الـحـق" ۔1355ھ 1932ء کوتحریر کی اور پبلشر عبدالکریم بن مولوی تاج محمد محلّہ مارکیٹ نیو ہالا (ضلع حیدر آباد) نے کراچی سے لیتھو پریس پر چھپوا کر شائع کیا۔ جس پر علماء کرام کی سات تقاریظ درج ہیں، مثلاً۔ مولانا عبدالقیوم ضلع حیدر آباد۔ مخدوم محمد بوبکائی۔ حضرت مفتی محمد صاحبداد۔ حضرت مولانا عبدالرؤف بختیار پوری اور فاضل جلیل مخدوم امیر احمد کی تقریظ مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے اور مولانا محمد داؤد خادم دربیلوی نے سندھی نظم میں تقریظ لکھی ہے۔

نامور شاعر و عالم حضرت مولانا بہاءُ الدین بھائی پٹائی (متوفی 1352ھ) حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (چاچڑاں شریف۔ ضلع رحیم یار خان) کے مُرید اور شیخ طریقت سید حزب اللہ شاہ راشدی پیر سائیں تخت دھنی پاگارہ کے معتقد خاص تھے۔ حضرت پیر سائیں کوٹ دھنی نے مولوی صاحب کو ایک دستی پریس خرید کر کے دیا تھا جس کا نام "مطبع راشدیہ" تھا جہاں سے ایک کتاب "تنبیہ نجدی" بھی شائع ہوئی تھی۔

(مہران سوانح نمبر مطبوعہ 1958ء سندھی ادبی بورڈ جامشورو)

حضرت علامہ مخدوم اللہ بخش عباسی گھہڑوی (وفات 1335ھ) نے شمس العلماء سید شاہ مردان شاہ راشدی پیر سائیں کوٹ دھنی پاگارہ کی تحریک پر ایک رسالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب پر نہایت تحقیقی انداز میں تحریر فرمایا۔

(ایضاً 74)

حضرت خواجہ محمد سعید صدیقی نقشبندی سجادہ نشین لواری شریف نے حضرت مولانا محمد شفیع پاٹائی اور حضرت مولانا قاضی عبدالرؤف مورائی کو کہلوا کر بھیجا کہ آپ ایسے خطبات تیار کریں جس میں "وہابیت" کا رَد ہو۔

فاضل جلیل قاضی عبدالرؤف صاحب نے وہابیت کے رَد میں "اِداء ارشاد الحق الیٰ اھواء افساد المشرک" تحریر کیا۔

قاضی حاجی عثمان اور مولوی عیسیٰ غیر مقلدوں کی رد میں ''تنزیہ از تشبیہ'' فارسی نظم میں تحریر کی۔ کیونکہ حاجی عثمان اور مولوی عیسیٰ (قاضی محمد عالم نوشہرائی انہیں کا ہم خیال تھا) کا عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وجود آدمی کے وجود جیسا ہے۔

لیک وھابیہ چونوع فساد

درنہاری زر جنسِ خولیش نہاد

(ایضا169)

حضرت علامہ مخدوم غلام محمد ملکانی (وفات 1935ء) استاذ الاساتذہ مخدوم حسن اللہ صدیقی (پاٹ شریف) کے شاگرد رشید اور سلسلۂ نقشبندیہ میں خواجۂ خواجگان حضرت عبدالرحمٰن سرہندی قدس سرہٗ سے بیعت اور خلیفۂ مجاز تھے۔ وہابیت کے رد میں درج ذیل کتب تحریر فرمائیں۔

☆ تاریق عباداللہ فی جواز یا رسول اللہ.

☆ السیف قھری علی عنق النو شھری.

☆ منح الملک الجلیل فی جواز القیام المعانقة و التقبیل.

☆ فتح الخلائق فی الرد علیٰ عبدالرزاق.

☆ زجر الغوی البلید جی تحقیق و جوب التقلید وغیرہ وغیرہ۔

(ایضاً۔ کتاب انوارِ احمدیہ)

بحر العلوم والفیوض فقیہ اعظم، شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج مولانا مفتی پیر محمد قاسم قادری مشوری علیہ الرحمۃ الباری (وفات 1990ء) درگاہ عالیہ مشوری شریف (لاڑکانہ) نے درج ذیل کتابیں تحریر فرما کر بروقت شائع کیں۔ مثلاً

☆ نفی الریب فی بحث علم الغیب

☆ ھدایت الناس فی جواز المیلاد والاعراس

☆ ھدیة الابرار فی تحقیق ان المصطفیٰ نورالانوار (مطبوعہ 1374ھ)

☆ البشریٰ لمن احتفل بمیلاد المصطفیٰ (مطبوعہ 1384ھ)

☆ نهج الصواب فی تحقیق الغراب.

مولوی حبیب اللہ دیوبندی مہتمم مدرسہ دارالھدیٰ ٹھیڑھی (ضلع خیرپور میرس) کے فتویٰ کی تردید میں ارشاد العباد الی تصحیح النطق بالضاد تحریر کیا۔ مولوی خیر محمد نظامانی وہابی حیدرآباد سے اخبار جاری کیے ہوئے تھے۔ جس میں فقہ حنفی کے مختلف مسائل پر اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اِسی طرح جب اس نے مسئلہ رضاع کو موضوع بحث بنایا تو آپ نے ان کے اعتراضات کے شافی جوابات دیئے اور ان کے الزامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ملاحظہ فرمائیں

اشباع الکلام فی تحقیق الرضاع والفطام.

بلکہ ایمان کی پوچھئے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق انکے عدو سے ہو عداوت تیری

اس وقت میرے پاس کتاب القول الانور فی بحث النور والبشر (سندھی) (مطبوعہ طبع ثانی 1964ء غوثیہ کتب خانہ سانگھڑ) موجود ہے جو کہ دو حصوں میں منقسم اور 176 صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں حضرت مفتی محمد صاحبداد صاحب نے مدرسہ دارالارشاد پیر جھنڈا کے سابق صدر مدرس مولوی جمیل خیرپوری کے رسالہ الالیق بالقبول فی بشریت الرسول (۱) (جو کہ انہوں نے پیر ضیاءُ الدین شاہ صاحب العلم الخامس جھنڈائی کے حکم پر تحریر کیا تھا) کا پوسٹ مارٹم کیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں حضرت مولانا عبدالصمد صاحب میتلو (مدفون گوٹھ بڈھو واہن تحصیل ڈوکری ضلع لاڑکانہ۔ سابق نائب صدر مدرس جامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر جو گوٹھ) نے مفتی دارالھدیٰ ٹھیڑھی مولوی محمد امین دیوبندی کے رسالہ ''نورالابصار فی تحقیق البشریت لسید الابرار'' کا آپریشن کیا ہے جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ 34 ماخذ

(۱) الملقب بہ، تحفتہ الاخیار فی ردھدیتہ الابرار (مطبوعہ سکھر سندھ 1957ء)

کتب کا تعارف بھی شامل ہے۔

مفتیِ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد صاحبداد صاحب جمالی علیہ الرحمۃ (وفات 1965ء) نے ماہنامہ ''الھمایون'' تین سال تک جاری رکھا ماہنامہ ''الاسلام'' سلطان کوٹ (ضلع شکارپور) سے چار سال تک جاری رکھا۔ اس کے علاوہ درج ذیل کتب وہابیت کی تردید میں شائع کیں:۔

الحق الصریح. البلاغ المبین. مدلل فتویٰ جواز عرس و میلاد۔ سماع و موتی پر مدلل بحث۔ وہابی شفاعت کے منکر ہیں۔ التوسل بسید الرسل الی خالق الکل (اُردو)

(بحوالہ ''مہران'' سوانح نمبر، تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان مطبوعہ لاہور۔ سندھ جا اسلامی درسگاہ)

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول دوستی کوثر
جو اُن سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

جناب مفتی محمد صاحبداد صاحب کے اُستادِ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب گڑھی یاسینوی (وفات 1349ھ) نے عوام اہل سنّت کی رہنمائی کے لئے سلیس سندھی زبان میں ایک کتابچہ ''اھل سنت عقائد نامه'' تحریر کر کے چھپوایا۔ پہلی بار 1346ھ کو شائع ہوا جبکہ 1389ھ کو دوسری بار شائع ہوا۔

خطیب اہل سنت مولانا پیر غلام مجدد سرہندی ماتلی (وفات 1377ھ) اپنے پُر جوش طرز خطابت سے عوام الناس کو نئے باطل فرقہ وہابیہ سے آگاہ کیا اور انہیں گمراہی سے بچانے کے لئے دن رات تبلیغی کوششیں کیں۔ تحریری میدان میں نبی اکرم، نُورِ مجسم، ہادیٔ عالم، شفیع اعظم، صاحب جودو الکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نورانیت پر ایک کتاب ''نُور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم'' تحریر کی جس میں وہابیت کے اعتراضات کے دندانِ شکن جوابات رقم کئے۔

اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

حاصل کلام:۔ اس مختصر رسالے کا ماحصل یہ ہے کہ سندھ میں جب وہابیت نجدیت کی آندھی آئی تو ہمارے اکابر جید علماء و مشائخ اہلِ سنت خاموش نہ رہے اور نہ ہی کسی مصلحت کا شکار ہوئے بلکہ اُمّتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہر محاذ (تحریر، تقریر، تدریس) پر شیروں کی طرح مقابلہ کیا۔

بعض ناعاقبت اندیش لوگ ادب کی آڑ میں اس حق و باطل کے امتیاز کو ختم کرنے کی کوشش میں ہیں لیکن ہم نے ان کی اس کوشش کو ناکام بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عاجز بندہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حق و باطل میں امتیاز کرنے کی اہلیت اور پھر حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم۔

احقر العباد	28/شعبان 1415ھ
صاحبزادہ السید محمد زین العابدین راشدی	30/جنوری 1995ء
لاڑکانہ سندھ	بروز منگل 10:25 بجے شب

عبیداللہ سندھی کا خط بنام ڈاکٹر چوتھ رام (۱)

اُردو کے نامور دانشور جناب سید نور محمد صاحب قادری گجراتی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''گاندھویت'' (مولانا راغب احسن ایم اے کے الفاظ میں جدید ہندی کفر) سے متاثر نیشلسٹ رہنماؤں کے فرمودات بھی ملاحظہ کیجئے۔

عبیداللہ سندھی عام طور پر مجاہدِ آزادی، حریت پسند لیڈر اور مفکر اسلام کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اکبر کے دینِ الٰہی اور بھگتی تحریک سے بہت زیادہ متاثر تھا۔ پھر گاندھویت کی پیروی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور وہ دین اسلام کو ایسی شکل پر ڈھالنے کی کوشش کرنے لگا جس سے وہ کانگریس کا جزو بن کر تمام ہندوستانیوں کے لئے قابل قبول ہو سکے۔ اپنے ایک خط بنام ڈاکٹر چوتھ رام میں لکھتا ہے۔

''میرا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے کہ مجھے اسلام کی حفاظت کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کے اسلام کو نیشنل کانگریس کا جزو بنا دینا چاہئے، میری تحقیق میں ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت خصوصاً ادنیٰ طبقہ کے لوگ میری طرح ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ ان کا قدرتی وطن اور ملک ہند کے سوا دوسرا ملک نہیں ہو سکتا اور جو بزرگ باہر سے آئے وہ بھی ہماری طرح ہند سے باہر اپنا کوئی ہمدرد نہ پائیں گے۔ انہیں بھی اپنی ملکی طاقت کے زور پر اپنا مذہب چلانا چاہئے۔

اس لئے کافی وقت صرف کر کے میں نے شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی رہنمائی میں ''اسلامی تعلیمات'' پر نظر ثانی شروع کی۔ اس کو ایسا کر دیا کہ ''ہندوستانی قومیت'' کے ساتھ جمع ہو سکے تا کہ تمام ہندوستانی قوموں سے مذہبی جنگ ختم ہو سکے۔

میں نے اپنی قوم کی سائیکالوجی جانتے ہوئے اس پر اعتماد کیا ہے کہ جب ہم ہندوؤں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں گے تو وہ کبھی ہم پر ظلم نہیں کریں گے۔ آج بھی مسلمانوں

---

(۱) تفصیل کے لئے راقم کا مقالہ ''ناکام سیاستدان'' ملاحظہ کیجئے۔

کے بعض بڑے بڑے لوگ ہندوؤں کے سیاسی غلبہ سے ڈر رہے ہیں۔ میرا جواب ان کے لئے یہ ہے کہ شاید وہ پہلے ہندوؤں پر زیادتی کر چکے ہیں اور اب بھی اس قسم کے کام مذہب کے نام سے جاری رکھنا چاہتے ہیں۔''

(نقوش لاہور مکاتیب نمبر 9۔ حصہ اول 312)

اوائل مارچ 1977ء میں حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے مطب پر ماہنامہ ''فیض الاسلام'' راولپنڈی کے ایڈیٹر اور مشہور فاضل علامہ عرشی امرتسری سے ملاقات ہوئی تو مجاہدین حریت کا ذکر چھڑ گیا۔ مولانا عبیداللہ سندھی کے ذکر کے سلسلے میں جب میں نے اُنہیں مذکورہ بالا اقتباس سُنایا تو وہ کچھ دیر کے لئے سناٹے میں آ گئے اور پھر بے ساختہ کہنے لگے: ''یہ الفاظ اور مولانا سندھی کے قلم سے؟'' پھر انہوں نے اس متذکرہ اقتباس کو فیض الاسلام'' راولپنڈی کے مئی 1977ء کے پرچہ میں شائع بھی کیا اور اپنے قلم سے ایک نوٹ بھی لکھا جو کہ حسب ذیل ہے:۔

''یہ تاریخی سند مولانا ایک ہندو ڈاکٹر چوتھ رام کے ہاتھ میں دے رہے ہیں کہ کسی ضرورت کے موقع پر گائے کے پجاری اور اسلام کے دشمن ہندو اس کو مسلمانوں کے منہ پر سخت تھپڑ کی طرح استعمال کریں۔ اسلام لانے کے باوجود اسلام کو ہندو کانگریس میں ضم یا جذب کر دینا چاہئے۔ توبہ! توبہ!! (عرشی)

(اقبال کا آخری معرکہ 71۔ مطبوعہ 1987ء)

صلوٰۃ وسلام

از: اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزم ہدایت پہ لاکھوں

شہریارِ ارم تاجدارِ حَرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی دُرود
فرش کی طیب ونزہت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآن نے خاک گذر کی قسم
اُس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جان نثارانِ بدرواُحد پر دُرود
حق گذارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا!
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعدالرُّسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

جس مسلمان نے دیکھا اُنہیں اِک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں دُرود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

مقالہ "سندھ کے دو مسلک" طبع اول ودوئم پر موصل ہونے والے

بعض اہم تاثرات

☆ از: شیخ الحدیث مفتی محمد رحیم صاحب سکندری

جامعہ راشدیہ درگاہ عالیہ راشدیہ پیران پاگارا پیر جو گوٹھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

"سندھ کے دو مسلک" کے نام پر فاضل اجل محترمی ومکرمی حضرت پیر سید زین العابدین شاہ راشدی صاحب نے قلم اٹھا کر سنیت کی گراں قدر خدمات انجام دی ہے۔

سنیت کے نام پر جو بدعقیدہ گروہ لوگوں کو دھوکہ دیتا رہا، اسکے سد باب کیلئے مختصر مگر نسبتاً جامع تحقیق فرمائی ہے، اس حوالہ سے ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ وہابیت کے خلاف نہایت ہی قابل قدر بلکہ گرانقدر اور قابل افتخار خدمت، قادریہ سلسلہ کے عظیم خانقاہ، درگاہ راشدیہ کے سجادہ نشین پیران پگارا کے حصے میں آئی۔

پیر سید حزب اللہ شاہ راشدی پیر پگارا سوئم (متوفی 1308ھ) کے ایماء پر مولانا محمد صدیق حیدر آبادی نے سندھی زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کی تفسیر بنام "تفسیر کوثر شاہ مرداں" تحریر فرمائی اور حضرت شمس العلماء پیر سید شاہ مرداں شاہ راشدی پیر پگارہ خامس نے کثیر تعداد میں چھپوا کر سندھ بھر میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام فرمایا۔

وہابیوں کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ اس تفسیر میں درج ہے: کہ وہابی کہ رافضی کہ خارجی طہارت اور وضو کے باوجود قرآن کریم کو ہاتھ نہیں لگا سکتے"۔ (تفسیر کوثر) آیت کریمہ لا یمسہ الا المطھرون (سورۃ واقعہ) کے ماتحت درج ہے۔

حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی شہید پیر پگارہ ششم قدس سرہ العزیز ایک طرف

انگیز کے خلاف بر سر پیکار تھے اور دوسری طرف انگریز ہی کے کاشت کردہ پودے (وہابیت) کے خلاف صف آرا تھے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت استاذی محترم مفتی محمد صاحبداد خان سلطان کوٹی رحمتہ اللہ علیہ نے نئے فرقے وہابیت کے خلاف سندھی میں دو ماہنامے "الاسلام اور "الھمایوں" جاری فرمائے تو ان رسائل کے سرپرست اعلیٰ، حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ ہی تھے، میری معلومات کے مطابق تقریباً پانچ سو (500) رسائل کا سالانہ ہدیہ حضرت ہی کی طرف سے مدیر علیہ رحمتہ کے ہاں پیشگی جمع ہوتا تھا۔

باالفاظ دیگر حضرت مفتی صاحب، پیر صاحب پگارا شہید کی سرپرستی میں سنّیت کی تحریری جنگ لڑی، وہابی کے پاؤں سندھ میں جم نہ سکے، مولوی عبیداللہ سندھی اینڈ کمپنی کو منہ کی کھانی پڑی، ہر طرف اس کو شکست فاش نصیب ہوئی، اس میں مؤثر حصہ اسی خانقاہ کا کہہ سکتے ہیں۔

فقیر خلیفہ محمد بخش راجڑ اور دوسرے خلفاء اس بات کے گواہ ابھی تک بقیہ حیات ہیں، انہوں نے ایک واقعہ بیان فرمایا جس سے اس خانقاہ کی سنّی حمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

1937ء میں حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی شہید قدس سرہ غالباً نو ماہ کے لئے روحانی سفر کا آغاز فرمایا، اس سفر میں خلفاء کے علاوہ ان کے مرید خاص حضرت استاذ العلماء مولانا محمد صالح قادری علیہ الرحمتہ (سابق مہتمم جامعہ راشدیہ) بھی شریک سفر تھے۔ آغاز سفر ہی میں حضرت شیخ طریقت علیہ الرحمتہ نے میرے استاد محترم سے فرمایا: مولوی صاحب! وہابیہ کی کتب ساتھ رکھئے گا، سفر میں کہیں بھی وہابیوں سے گفتگو ممکن ہے۔ میرے استاد محترم نے مئودبانہ گزارش کی کہ قبلہ! آپ کی توجہ کی ضرورت ہے، وہابیوں کو بحث مباحثہ کی ہمت ہی نہیں ہوگی۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا

جا سکتا ہے کہ حضرت پیر صاحب شہید بادشاہ علیہ الرحمۃ وہابیت دیوبندیت کے خلاف کس قدر سخت گیر اور مخالف تھے، سفر اور حضر میں وہابیت کی بیخ کنی کا فکر رہتا تھا تا کہ اس فتنہ سے لوگوں کا ایمان محفوظ رہے۔

دوسرا واقعہ: آپ کو دوران سفر اچھڑو تھر (سفید تھر) یا اس کے آس پاس کسی منزل میں بتایا گیا کہ قبلہ! آپ کا فلاں مرید وہابیوں (تبلیغی جماعت رائے ونڈ) کی صحبت میں رہنے لگا ہے، آپ یہ سن کر اس مرید پر سخت ناراض ہوئے اور اس مرید کو اس وقت تک جماعت سے خارج اور لاتعلق رکھا گیا (یعنی جماعتی بائیکاٹ) جب تک وہ مرید وہابیت سے تائب نہیں ہوا۔

اور جب وہ وہابی تھا تو اس کی دعوت بھی قبول نہیں فرمائی، یہ سب کچھ اس وقت ہو رہا تھا جب انگریز آپ سے باغیوں والا سلوک کر رہا تھا اور آپ انگریزوں کے خلاف "حر مجاہدین" کو ہر سطح پر تیار کر رہے تھے۔ یعنی آپ نے انگریز اور اس کے زر خرید وہابی دیوبندی مولویوں کو ایک نظر سے دیکھا اور دونوں کے خلاف جہاد کیا۔ مولوی تاج محمود امروٹی مرید تھا بھر چونڈی شریف (وہ سوئی شریف سے اور وہ درگاہ راشدیہ) سے بیعت تھے لیکن اپنے بزرگوں سے بغاوت کر کے دیوبندی وہابی بن گیا اور ساری زندگی اس فرقے کی تبلیغ و اشاعت کرتا رہا۔

"سندھ کے دو مسلک" میں حق کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اس کا پڑھنا اور عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے نہایت ہی ضروری ہے بلکہ ایمان کی حفاظت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر گمراہی اور بدعت سے بچائے (آمین)

مفتی محمد رحیم

03-05-1996

☆ مترجم طحاوی شریف فاضل جلیل حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب جامعہ نظامیہ لاہور: موقر ادارہ پیغام رضا کی اشاعتی خدمات قابل صد تحسین

ہیں، اس ادارے کی اہم کتاب "سندھ کے دو مسلک" مؤلف حضرت صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی مدظلہ کو چیدہ چیدہ پڑھا تو نہایت مسرت ہوئی۔

یقیناً حضرت مؤلف کی یہ کوشش تحقیق کے میدان میں ایک اہم کارنامہ ہے جس میں انہوں نے تاریخی حوالوں سے مستند انداز میں ملت اسلامیہ کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ آج جو لوگ مسلک اہل سنت سے الگ اپنے اپنے نئے مسالک کی دکانیں چمکائیں بیٹھے ہیں ان کی آباؤ اجداد، سنّی حنفی تھے اور مختلف مقاصد یا دشمنان اسلام کی سازش کے تحت ان لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد کے مسلک سے راہ فرار اختیار کی۔

امید ہے کہ کتاب "سندھ کے دو مسلک" اہل علم اور سنجیدہ طبقہ کے لئے راہ حق کے تعین اور ان دوسرے لوگوں کے لئے مسلک حق کی طرف لوٹنے میں ایک اہم دستاویز ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ناشر ادارہ کو ترقی و فروغ مرحمت فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی

☆ **شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب بھترالوی**

مدرسہ ضیاء العلوم راولپنڈی

محسن اہل سنت و جماعت حضرت پیر سید محمد زین العابدین راشدی (ایم، اے) کی تصنیف لطیف "سندھ کے دو مسلک" کو دیکھنے سے ہی ان کی محبت دل میں جاگزیں ہوگئی کہ آپ نے احباب واغیار میں عالمانہ ومحققانہ انداز میں فرق ایسے بیان کیا جو یقیناً فقط عوام یا طلباء کے لئے نہیں بلکہ جید علماء کرام، دانشور حضرات کے لئے بھی مفید ہے، اور جو لوگ اپنے مذموم عزائم کی وجہ سے شب وروز تاریخ کو مٹانے میں لگے ہوئے ہیں ان کی مذموم حرکات وعزائم کو آپ نے خاک میں ملا دیا،

فجزاہ اللہ خیر الجزاء

☆ مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد ریاض الدین صاحب چشتی رحمتہ اللہ علیہ۔ اٹک

حامی دین متین، وارث سید المرسلین، کاشف کیدا لوھابین، فخر سادات جناب محترم حضرت پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ادام اللہ تعالیٰ فیضانہ الجلی بحرمتہ النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام الی یوم المیز ان کی تالیف لطیف "سندھ کے دو مسلک" بذریعہ انجمن پیغام رضا نظر نواز ہوئی، مطالعہ سے دل مسرور، ایمان تازہ اور روح خوش ہوئی کہ مسلک خداداد پاکستان کے عظیم ترین حصہ صوبہ سندھ میں مسلک حق اہل سنت و جماعت کے گرانقدر علماء کرام و مشائخ عظام شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کی مذہب و ملت کے سلسلے میں اتنی عظیم و وسیع دینی خدمات سے فقیر واقف نہ تھا اور نہ ہی ناچیز کو اس بات کا پورا علم تھا کہ باطل فرقوں خصوصاً سُنّی نما وہابیوں کی دغا بازیوں سے اس علاقے میں پردہ اٹھانے والے کون کون سے گرانقدر بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ "انجمن پیغام رضا" کے مخلص کارکنوں کو جزائے خیر سے خوب نوازے جنہوں نے اپنے مبارک ادارے کی شاندار تالیف کے مبارک تحفہ سے نوازا، الحمد اللہ!

☆ مولانا ابولبیان محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب۔ کراچی

مولانا قاری محمد اکرم سعیدی صاحب نے بوقت ملاقات آپ کا مرسلہ تحفہ (1) سندھ کے دو مسلک (2) پیارے مصطفےٰ علیہ السلام کی شفاعت، کا ایک ایک نسخہ بمع سلام دیا چنانچہ جب کتاب دیکھی، پڑھی تو حسب سابق تین (3) چیزیں ذہن میں بطور سامنے آئیں، مصنف، کتاب و ناشر، (1) مصنف ذی علم، ذی فہم سنجیدہ شخصیت، پاکیزہ نسبت، شائستہ لسان، فاضل ذیشان علامہ صاجزادہ السید محمد زین العابدین صاحب راشدی ایم اے (۲) کتاب محققانہ تبصرہ اور تاریخی جائزہ، حقیقت افروز، باطل سوز، جچے گئے الفاظ عمدہ تحریر، دلچسپ عام فہم انداز، بہترین عبارت، واضح اسلوب پر مغز تاریخ ساز، وقت کی اہم ضرورت اس پر مستزاد خطیب اسلام، ترجمان

حقیقت، شیر سندھ، حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم صاحب سکندری کی نہایت وقیع تقدیم فارق الحق الباطل ہے، یہ مسکین صورت یزید سیرت کا پردہ چاک کرنا عصر حاضر کا تقاضہ ، مذہبی فریضہ ہے اور قلمی جہاد بھی ، سندھ کے دو مسلک اس سلسلے کی عظیم کڑی ہے۔

(3) ناشر تو سبحان اللہ! عشاق رسول ﷺ کی کارکردگی، جس انتظام سے کتاب پیش کی ہے اور حسن صوری سے مزین لٹریچر شایع کرنا اعلیٰ ترین عمدہ ذوق کا پتہ دیتا ہے۔

☆ **پیر طریقت مجاہد اہل سنت حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی مدظلہ گوجرانوالہ**

"سندھ کے دو مسلک" یہ خوبصورت کتابچہ جناب مولانا صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی کی تالیف لطیف ہے، جس میں آپ نے نہایت محنت و کاوش کے ساتھ تاریخی حقائق کی روشنی میں علاقہ سندھ میں مسلک اہل سنت کی قدامت اور فرقہ وہابیہ کے ظہور کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور نہایت ہی دلسوزی کے ساتھ صلحکیوں کو اصلاح کی جانب راغب کیا ہے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ اکتوبر 1995ء)

☆ سندھ کو دو مسلک از: صاحبزادہ السید پیر محمد زین العابدین راشدی

، "انجمن پیغام رضا" حیدرآباد ایک ایسا نوخیز ادارہ ہے جو مجلس رضا لاہور کی طرز پر پیغام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے قائم کیا گیا ہے، مؤلف ایک مرد حر اور مسلک حقہ کا صحیح درد رکھنے والی شخصیت معلوم ہوتے ہیں، قارئین "ضیائے حرم" کے لئے یہ کتاب یقیناً معلومات افزا ہوگا۔

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اکتوبر 1995ء)

☆ نام کتاب سندھ کے دو مسلک

☆ تالیف صاحبزادہ السید پیر محمد زین العابدین راشدی ایم، اے

☆ صفحات 40۔ ہدیہ درج نہیں

☆ ناشر ادارہ پیغام رضا

پوسٹ بکس نمبر 13111 کراچی 74000

☆ تبصرہ نگار:۔

خطیب اسلام حضرت مولانا حافظ محمد فاروق خان صاحب سعیدی

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ "فتنہ وہابیت" کوئی بہت قدیم اور پرانا نہیں ،آج سے کوئی ڈیڑھ سو سال پہلے جب انگریز سامراج اور اس کے ایجنٹ برصغیر پر حاکم ہوئے تو مسلمانوں میں کئی فرقے ایجاد کیے، فتنہ وہابیہ ان میں سے ایک ہے۔

یہ انگریز سامراج کی سرپرستی میں پروان چڑھا اور سرزمین سندھ پر تو چودھویں صدی ہجری کے اوئل میں اس نے یلغار کی مولوی محمد الحسن دیو بندی، عبید اللہ سندھی اور مولوی تاج محمود امروٹی کے مثلث نے اسے فروغ دیا، پہلے امروٹی اور قیام پاکستان کے بعد یہ لوگ دیو بندی کہلائے، سرزمین سندھ گیارہویں صدی ہجری تک بد عقیدگی سے محفوظ رہی ہے، قدیم فتنہ شیعیت کا بھی بارہویں ہجری سے قبل سندھ میں وجود نہیں تھا، یہاں کے سارے لوگ راسخ العقیدہ سنّی مسلمان تھے، چودھویں صدی میں جنم لینے والے فتنہ وہابیت کے پیروکاروں نے آج ذرائع ابلاغ سے عموماً اور پرنٹ میڈیا سے خصوصاً اس حقیقت کو مسخ کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، یہ لوگ پروپیگنڈے کے زور پر ظلمت شب کو نور سحر کہنے سے نہیں شرماتے، اس طوفان کے سامنے "ادارہ پیغام رضا پاکستان" جیسی تنظیموں نے انتھک محنت سے بند باندھا ہے۔ زیر نظر مقالہ وقیع تاریخی حوالوں پر مشتمل ہے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جسے فاضل جلیل صاحبزادہ پیر سید محمد زین العابدین راشدی صاحب نے مختصر اور نہایت جامع انداز میں پیش کیا ہے اور مناظر اسلام حضرت قبلہ مفتی عبدالرحیم سکندری نے اس پر تقدیم رقم فرما کے اس کی وقعت میں مزید اضافہ فرمایا ہے، تاریخی حقائق سے آگاہی کے لئے اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہونی چاہئے۔ (ماہنامہ السعید ملتان دسمبر 1997ء، 49)

☆ سابق رکن قومی اسمبلی جناب محمد عثمان خان نوری: کراچی۔

آپ کی نئی تصنیف "سندھ کے دو مسلک" علامہ مفتی عبدالرحیم صاحب سکندری کے دست مبارک سے موصول ہوئی، آپ نے تاریخی شواہد کیساتھ جو حقائق پیش کئے ہیں اس پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو مسلک حقہ کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

☆ نامور شاعر جناب سید عارف محمود مہجور رضوی۔ گجرات

آپ کی تحقیقی کاوش "سندھ کے دو مسلک" قلب و نظر کی رعنائیوں میں اضافے کا باعث بنی، وادی مہران میں وہابیت دیوبندیت کی اختراع پر آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، مولوی تاج محمود امروٹی اور اس قبیل کے دوسرے گم کردہ راہ "پیرزادوں" کی اصلیت تک رسائی کے لئے آپ کی یہ تحقیق، اہل علم کیلئے بڑی کارآمد ثابت ہوگی، آپ نے اس کوشش سے ہر دو مسالک بریلوی و دیوبندی اور ان سے وابستہ حضرات و شخصیات کو درمیان حد فاصل کھینچ دی ہے، احقر آپ کی علم و تحقیق کے میدان میں مزید کامیابیوں کے لئے دعا گو ہیں۔

☆ میجر ریٹائرڈ سید محمد جمیل الرحمٰن صاحب کراچی

خصوصاً "سندھ کے دو مسلک" کتاب ہم جیسے لوگوں کے لئے رہنما کتاب ہے اور یہ کہ عین وقت کے تقاضے کے مطابق ہے اللہ پاک، آپ کے اس احسن قدم کو قبول فرما کر اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

☆ راجہ محمد طاہر رضوی صاحب ایڈوکیٹ۔ جہلم

آپ کی جانب سے کتاب سندھ کے دو مسلک "موصول ہوئی، کتاب ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی، آپ نے مختصر و جامع دونوں مسالک کی صوبہ سندھ میں تاریخ مرتب کی ہے، یہ مثبت مفید کتاب ہے آپ اہل سنت کی تحریری میدان میں مثبت خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ نامور صحافی خانزادہ سمیع الوری صاحب۔ نوشہرہ فیروز سندھ

"سندھ کے دو مسلک" نامی کتابچہ موصول ہوا، آپ نے جس طرح اہل سنت و جماعت اور وہابیت کے مسلک اور ان کے فروغ کے بارے میں اس مختصر سے کتابچے میں دلائل و براہین کے ذریعے وضاحت فرمائی ہے، وہ قابل صد تحسین ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، کیونکہ فتنہ وہابیت نے سندھ کے سادہ لوح مسلمانوں کو بڑے منظم طریقے سے گمراہ کیا ہے، علاوہ ازیں آپ نے نہایت اختصار کے ساتھ سندھ کے اہل تصوف بزرگان دین کا تذکرہ اور ان کی روحانی خدمات پر بھی روشنی ڈال کر اس کتابچے کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے۔

☆ جناب محمد نعیم طاہر سہروردی۔ سنجر پور

آپ کی مرسلہ کتاب "سندھ کے دو مسلک" بلاشبہ آپ کی اس کتاب نے قصہ وہابیت میں زلزلہ پیدا کر دیا ہے، آپ نے اس بڑے ٹھوس حقائق و دلائل سے سندھ میں وہابیت کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

کتاب پڑھنے سے پہلے اس طرح دعا کریں

دعا کے ابتداء میں اللہ سبحان وتعالیٰ کی حمد ثناء کریں اس کے بعد اپنے پیغمبر نبی آخرزماں ﷺ پر درود شریف بھیجئے اور دعا کی آخر میں بھی درود شریف پڑھئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

اس کے بعد اس طرح ہاتھ اٹھا کے دعا کیجئے۔

یا اللہ! میں علم دین سیکھنا، سمجھنا، یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا چاہتا/چاہتی ہوں، میرا سینہ کھول دے، میری دنیا و آخرت بہتر بنا، اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت اور پیروی نصیب فرما، پورا نمازی، سچا مسلمان بنا اور ایمان پر موت نصیب فرما: آمین اس کے بعد درج ذیل دعائیں مانگیے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ٥ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ٥

وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ٥ یَفْقَھُوْ قَوْلِیْ ٥ (ط: 27)

ترجمہ: اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ (لوگ) میری بات سمجھ لیں۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ٥ (ط: 114) ترجمہ: اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔

رَبِّ سَھِّلْ وَیَسِّرْہُ وَلَا تُعَسِّرْہُ عَلَیْنَا ٥ ترجمہ: رب کریم ہم پر سہل وآسانیاں عطا فرما نہ کہ سختیاں۔

دعوت:

ادارہ زین الاسلام کی ترقی وعروج کے لئے بھی دعا کیجئے تا کہ ادارہ، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا وخوشنودی کے لئے اور مخیر حضرات کی امداد و تعاون سے دینی اشاعتی، روحانی وفلاحی کام زیادہ سے زیادہ کر سکے اور دیار غیر تک اسلام کا پیغام خوش اسلوبی سے پہنچا سکے، ادارہ کی کتابیں پڑھیں دوسروں کو ترغیب دیں، جہیز میں دیں، اپنے حلقہ تک پہنچائیں، دور رہنے والے عزیز واقارب تک پہنچائیں اور بے انتہا اجر وثواب پائیں۔

کتاب سے دھوکہ

چیف الیکشن کمیشن نے "دوران الیکشن فرقے و مذہب کی بنیاد پر ووٹ حاصل کرنے سے منع کر دیا ہے"۔

ایک طرف مذہب کے نام پر ووٹ مانگنے سے سختی سے منع کر دینا اور دوسری جانب وہابی فرقے کی سیاسی تنظیم جمعیت علماء اسلام (J.U.I) کو انتخابی نشان "کتاب" دے دینا کہاں کا انصاف ہے؟

وہ عوامی اجتماع اور مساجد کے مذہبی پروگرام میں صاف کہتے ہیں کہ قرآن کو ووٹ دو، اور شیعہ کہتے ہیں حسین علیہ السلام کو ووٹ دو۔

سیدھے سادھے عوام کو دونوں گروہ سرعام دھوکہ دے رہے ہیں، عوام کے دینی جذبات سے کھیل رہے ہیں، اقتدار کے بھوکے عوام سے اپنے مذموم کردار کے بل بوتے پر ووٹ حاصل نہیں کر سکتے، عوامی احتساب سے ڈرتے ہیں، عوام کا سامنا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کرپٹ ہیں، جھوٹے ہیں، ان کی تنظیم میں عدل وانصاف نہیں تو عوام کو عدل وانصاف کہاں سے دیں گے؟ اس لئے اس مشکل گھڑی میں عوام کے دینی جذبات بھڑکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

لہٰذا دھوکہ دہی کے جرم میں اس تنظیم کو کالعدم قرار دیا جائے اور ان سے کتاب کا نشان واپس لے لیا جئے اور آئندہ کسی بھی سیاسی پارٹی کو "کتاب" کا نشان الاٹ نہیں کیا جائے تا کہ کوئی بھی کسی کو قرآن مجید کے نام پر گمراہ نہ کر سکے، امید ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان اس سلسلہ میں ضرور ایکشن لیں گے۔

الصّلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

14-04-2013

خارجیوں کے ایک فرقے کے خونخوار و سازشی کہانی

دشمن کو پہچانیئے

پاکستان کی بدنام زمانہ، دہشت گرد، خونخوار اور خارجی فکر کی حامل تنظیم "سپاہ صحابہ" (جو اصل میں سپاہ یزید ہے) جس پر حکومت پاکستان نے دہشت گردی کے جرم میں ان پر پابندی عائد کردی ہے کہ وہ تنظیمی، تحریری، تحریکی، جلسہ اور جلوس وغیرہ میں قانوناً حصہ نہیں لے سکتی، اس تنظیم کے بانی جھنگ کے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی تھے، جس نے اپنے کارکنوں کو عسکری تربیت دے کر مسلح ونگ تیار کیا جو کہ دوسروں کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی اور ملک میں بدامنی کا موجب بنی، یہی لوگ کراچی وغیرہ بڑے شہروں میں بھتہ خوری، اغواء برائے تاوان اور ٹارگٹ کلنگ جیسے گھنوانے جرم میں ملوث پائے گئے ہیں۔

جب سے ان پر پابندی عائد ہوئی ہے وہ شرم ناک کاروائیوں پر شرم سار ہو کر باز آنے کے بجائے اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں، عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے انہوں نے خاموشی و بے حسی سے تنظیم کا نام تبدیل کر کے "اہل سنت و جماعت" کے نام سے رجسٹرڈ کروالیا اور اسی نام سے سابقہ کاروائیاں جاری رکھی ہوئی ہیں، جو کہ اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کی منظم سازش اور منافقانہ چال ہے، ان کے جھنڈے کے ایک کونے پر دیوبندی فکر کی سیاسی تنظیم "جمعیت علماء اسلام" (J.U.I) کا جھنڈا دیا گیا ہوا ہے، جس سے ان کی وابستگی کا علم ہوتا ہے کہ یہ جمعیت کا عسکری ونگ ہے۔ یادرہے 1987ء میں مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی نے انجمن سپاہ صحابہ (A.S.S) کے نام سے دہشتگرد تنظیم بناڈالی، لیکن منافقانہ چال چلتے ہوئے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہر دور میں اس کا نیا نام تجویز کرتے رہے۔

1991ء میں نام تبدیل کر کے "سپاہ صحابہ پاکستان" رکھا۔1993ء میں پابندی لگنے کے باعث "لشکر جھنگوی" نام رکھا۔2002ء میں دہشتگردی، فتنہ انگیزی ،خونخواری کی بناء پر پابندی لگنے پر "ملت اسلامیہ" نام پسند کیا۔2003ء میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان حکومت کی جانب سے پابندی لگنے پر "انجمن نوجوانان اہل سنت" نام رکھا اور 2010ء میں پابندی لگی تو پھر بھی توبہ کی توفیق نہیں ملی، دل ودماغ پر پردے پڑے رہے مزید بے حسی و بے ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا نام "اہل سنت والجماعت" رکھا اور گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کروالیا۔

خود بدلتے نہیں، نام بدل دیتے ہیں
کس قدر ہیں "فقہائے نجد "بے توفیق

اسی طرح دوسری خونخوار تنظیم "لشکر طیبہ "جو کہ کالعدم ہونے کے بعد "جماعتہ الدعوۃ" کا نام استعمال کرتی ہے، اس تنظیم کا بانی وامیر مشہور خارجی فکر کا اسیر حافظ سعید ہے، مولوی محمد احمد لدھیانوی سپاہ صحابہ کے موجودہ لیڈر دہشت گرد، خارجی فکر کا اسیر شخص ہے، "سپاہ محمد" رافضی فکر کی حامل مشہور شیعہ دہشتگرد تنظیم ہے۔عوام اہل سنت کو خبردار کیا جاتا ہے کہ سپاہ صحابہ، لشکر طیبہ، جماعتہ الدعوۃ، طالبان پاکستان وغیرہ تنظیمیں دہشت گرد، خون خوار، ملک کا امن وسکون تباہ کرنے والے وہابی نجدی، مولویوں کی سربراہی میں قتل عام کرنے اور اولیاء اللہ کے مقدس مزارات اور مسلمانوں کے قبرستانوں پر دھماکہ کرنے والے ہیں، ان کی سازشوں وچال بازیوں اور منافقانہ کردار سے ہوشیار رہیں اور کسی بھی سازش کا حصہ نہ بنیں، آپس میں متحد ومنظم ہو کر اولیاء اللہ کی دشمن تنظیموں کی ہر سازش کو ناکام بنادیں اور اپنے حلقہ میں اس پیغام کو پھیلائیں۔

منجانب: جماعت اہلسنت پاکستان
28-01-2013

وظیفہ برائے حاجت روائی

باجازت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پیر طریقت روحانی اسکالر حضرت مولانہ پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

شب ولادت مبارکہ ربیع الاوّل میں آزمودہ وظیفہ برائے حاجت روائی

جو کوئی بارھویں ربیع الاوّل شریف کی شب آخر رات میں (تقریباً 3-4 بجے) غسل کر کے صاف پاک کپڑے بدلے، خوشبو لگائے، نماز تہجد ادا کرے اور بے تحاشہ درود شریف پڑھے، عین صبح صادق کے وقت کھڑا ہو جائے سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نذرانہ عقیدت پیش کرے۔ مثلاً

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کے ثروت پہ لاکھوں سلام

یا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اس کے بعد عاجزی انکساری سے اپنے جائز مطلب کی دعا کرے، دعا میں پہلے حمد و ثناء، درود شریف پھر اپنی عرضی پیش کرے آخر میں پھر درود شریف پڑھے، دعا قبول ہوگی، یہ عمل حاجت روائی کے لئے اکسیر ہے، اخلاص شرط ہے، اس کے عامل کا سال بھر کا ہر دن عید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ضروری ہدایت:

نماز پنج گانہ کی لازماً پابندی کریں، خدمت خلق اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، حرام، جھوٹ، رشوت، جوا، سود، ناجائز قبضہ، تکبر، زنا، شراب، دھوکہ،

گالی گلوچ، تہمت، بدعقیدگی، فتنہ، والدین واساتذہ کی نافرمانی، نظر بد، ناچ گانے اور موسیقی وغیرہ گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کریں، مصیبت دکھ تکلیف میں صبر و درگذر کریں، اچھی عادتیں اچھے اخلاق اپنائیں، صفائی نصف ایمان ہے، اپنے لباس گھر گلی کوچے کو صاف ستھرا رکھیں، کسی کا برا مت چاہو، اللہ تعالی کی لاٹھی بے آواز ہے، دینی روحانی کتابیں خود پڑھیں دوسروں تک پہنچائیں، استخارہ پروگرام کی ہر سطح پر دعوت عام کریں، ہمارا ساتھ دیں، اگر آپ کو اس پرچے کی ضرورت نہیں ہے تو ضایع مت کریں ضرورت مندوں تک اس کی فوٹو کاپیاں بنوا کر پہنچائیں اور ثواب حاصل کریں، پاکستان کی سلامتی اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے دعا اور کوشش بھی کریں، اللہ تعالی آپ کی کوششیں قبول فرمائے: آمین

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدرآباد:0313-8064000

وظیفہ برائے نرینہ اولاد

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

باجازت: پیر طریقت روحانی اسکالر

حضرت مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

رمضان المبارک میں آزمودہ وظیفہ برائے نرینہ اولاد و شادی وغیرہ

رمضان المبارک کی گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی شب کو بعد نماز تراویح کے دو دو رکعت کر کے بارہ نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں، بارہ نفل پڑھنے کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھے، اس کے بعد درود شریف اور بارہ نفل کا ثواب محبوب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہنچائیں اور حضور پاک، والی امت، شفیع امت، نبی اکرم ہادی عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

وسیلہ مبارکہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہوئے عاجزی وانکساری سے دل لگا کر پندرہ منٹ تک گڑگڑاتے ہوئے دعا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد مراد پوری ہوگی۔

نیت صاف منزل آسان

محفل پاک: ذکر شریف واستخارہ کی ماہانہ محفل (آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدرآباد) پر ہر انگریزی ماہ کی دوسری جمعرات وجمعہ بعد نماز عصر انعقاد پذیر ہوتی ہے۔

☆ جس میں بندش اثرات اور دیگر امراض کا توڑ اور روحانی علاج ہوتا ہے۔

☆ ادارہ زین الاسلام کے زیر اہتمام دینی روحانی تاریخی کتب کی اشاعت ہوتی ہے۔

☆ زین الاسلام ویلفیئر ٹرسٹ: غرباء، مساکین اور آفت زدہ لوگوں کی امداد میں پیش پیش ہے۔

☆ قربانی کی کھالیں عطیات خیرات صدقات اور زکواۃ کی رقوم آستانہ پر جمع کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

پھولوں کی ہر زبانیں مگر خموش　　　بلبل کا ایک دل ہے مگر بولتا ہوا

خطیب پاکستان، شہباز خطابت، ترجمان اہل سنت

حضرت علامہ قاضی دوست محمد صدیقی قادری

المعروف بلبل سندھ کے حالات زندگی مع تاثرات کا مجموعہ ہے

انوار بلبل سندھ

عرف

شہباز خطابت

☆ حالات ☆ مشاہدات ☆ تاثرات

مولف

پیر طریقت، زینت اہل سنت، محقق اسلام

حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید

محمد زین العابدین شاہ راشدی دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدر آباد، سندھ

عارف باللہ بنانے والی کتاب

شَرحُ اَسمَاءِ اللّٰہِ الحُسنٰی

تصنیف لطیف

تیرھویں صدی کے مجدد، قطب عالم، شیخ کبیر

مظہر کمال مصطفےٰ، محی السنۃ، قاطع البدعۃ، شیخ المشائخ

امام العارفین حضرت سید **محمد راشد شاہ**

المعروف پیر سائیں روضے دھنی قدس سرہ: (1234ھ)۔ خانقاہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

مترجم و محشی

پیر طریقت، زینت اہل سنت، محقق اسلام

حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید

محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدر آباد، سندھ

انوار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(سندھی زبان)

سیرۃ طیبہ پر ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک گوشہ اُجاگر ہوتا ہے۔ ایسے ایسے مضامین درج ہیں جو اور کسی سیرت کی کتاب میں نہیں بیس سال مطالعہ کا نچوڑ۔ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور روح کو سرور پہنچائیں۔

تحریر

پیر طریقت، زینت اہل سنت، محقق اسلام

حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید

محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہ العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدرآباد، سندھ

زین الاصفیاء

فی دیدار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زین الاصفیافی زیارت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر

پیر طریقت، زینت اہل سنت، محقق اسلام

حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید

محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہ العالیہ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی پس ان کے راہ ہدایت پر چلیں

زین الکواکب فی حیات شیخ عبدالوہاب

تذکرہ

سخی عبدالوہاب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، مقدمہ، اضافات

حضرت پیر طریقت، زینت اہل سنت مولانا

پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ راشدیہ حیدر چوک حیدرآباد، سندھ

تبرکات
مفتی اعظم پاکستان

از افادات

مفتی اعظم پاکستان استا[illegible]لماء علامہ مفتی محمد صاحبداد خان
"نا[illegible] جمالی قادری علیہ الرحمہ (1965ء)

تحقیق

حضرت پیر طریقت، زینت اہل سنت مولانا
پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی
دامت برکاتہم العالیہ

فہرست کتب
زین الکتب

مرتبہ
فقیر محمد انصار اللہ زینی قادری

ادارہ زین الاسلام
حیدرآباد، سندھ
0313-8064000, 022-3001300
E-mail: zainulislamhyd@yahoo.com

استخارہ کا مرکزی اجتماع

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرکزی ماہانہ استخارہ عوامی اجتماع حیدرآباد میں پیر طریقت، زینت اہل سنت، عالمی روحانی اسکالر حضرت مولانہ پیر سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں اپنی قلبی پریشانیوں، گھریلو ناچاقیوں اور کاروباری الجھنوں میں استخارہ کرواسکتے ہیں۔

☆ کاروبار کی ترقی ☆ خوشحالی ☆ اولاد کا نہ ہونا ☆ اصلاح اولاد ☆ یرقان ☆ میاں بیوی میں محبت ☆ نفسیاتی ☆ لاعلاج امراض ☆ ہیپاٹائٹس ☆ دماغی امراض شوگر قرض کی ادائیگی ☆ روزی میں برکت ☆ بچیوں کے نیک رشتے ☆ امتحان میں کامیابی کا روحانی علاج ☆ دل کا دورہ

☆ آسیب ☆ بندش ☆ جادو کا توڑ کے سلسلہ میں رجوع کرسکتے ہیں

تاریخ: ہر ماہ (انگریزی) کی دوسری جمعرات اور جمعہ۔

ٹائم: بعد نماز عصر تا 12 بجے رات۔

(**محفل**) بروز جمعہ بعد نماز مغرب حلقہ ذکر شریف مراقبہ اور سائلین کے لئے جامع دعا کرائی جاتی ہے۔ اس کے بعد لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آستانہ قادریہ راشدیہ

حیدر چوک گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ

0343-5237887, 0312-3019149
Email: Zainulislamhyd@yahoo.com